امام غزالی کی سدا بہار کتاب جسے آپ ایک ہی نشست میں پڑھ جائیں

بادشاہ علما دانشوروں عوام اور عورتوں کے دلچسپ
واقعات حالات نکات سازشیں اور انتقام

بادشاہوں کے واقعات

حجۃ الاسلام امام غزالیؒ (م ۵۰۵ھ)

التبر المسبوک فی سیر الملوک

امام ابن الجوزیؒ (م ۵۹۷ھ)

الشفاء فی مواعظ الملوک والخلفاء

انتخاب و ترجمہ

مولانا امداد اللہ انور

دار المعارف ملتان پاکستان

بادشاہوں کے واقعات

التبر المسبوک فی سیر الملوک
الشفاء فی مواعظ الملوک والخلفاء

انتخاب و ترجمہ

حجۃ الاسلام امام غزالی (م ۵۰۵ھ)

امام ابن الجوزی (م ۵۹۷ھ)

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل

اردو ترجمہ و تشریح و تخریج احادیث

مولانا امداد اللہ انور

استاذ جامعہ قاسم العلوم، ملتان

سابق معین التحقیق مفتی جمیل احمد تھانوی جامعہ اشرفیہ لاہور

دار المعارف

مدرسۃ الصالحات للبنات

555 القریش فیز ا شیر شاہ روڈ ملتان

رابطہ نمبر: 0300-6351350 , 0333-6351350

کاپی رائٹ کے تمام حقوق محفوظ ہیں

بادشاہوں کے واقعات

کاپی رائٹ رجسٹریشن نمبر

ادبی اور فنی تمام قسم کے حقوق ملکیت مولانا مفتی امداد اللہ انور صاحب کے نام پر رجسٹرڈ اور محفوظ ہیں۔ اس لئے اس کتاب کی مکمل یا منتخب حصہ کی طباعت، فوٹو کاپی، ترجمہ، نئی کتابت کے ساتھ طباعت یا اقتباس یا کمپیوٹر میں یا انٹرنیٹ میں کاپی وغیرہ کرنا اور چھاپنا مفتی امداد اللہ انور صاحب کی تحریری اجازت کے بغیر کاپی رائٹ کے قانون کے تحت ممنوع اور قابل مواخذہ جرم ہے۔

امداد اللہ انور

نام کتاب: بادشاہوں کے واقعات

اردو ترجمہ: التبر المسبوک فی نصائح الملوک۔امام غزالیؒ
والشفاء فی مواعظ الملوک والخلفاء۔امام ابن جوزیؒ

مترجم: پروفیسر عبدالصمد صارم الازہری
حضرت مولانا مفتی امداد اللہ انور دامت برکاتہم
استاذ تخصص فی الفقہ جامعہ قاسم العلوم ملتان
خلیفہ مجاز حضرت سید نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ
سابق معین التحقیق، مفتی جمیل احمد تھانوی جامعہ اشرفیہ لاہور
سابق استاذ جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ لاہور
بانی مدرسۃ الصالحات للبنات القریش فیز 1 شیر شاہ روڈ ملتان

ناشر: حافظ محمد ابوبکر۔ دارالمعارف ملتان

تاریخ اشاعت اول: جولائی ۲۰۰۱ء، ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ

تاریخ اشاعت دوم: ستمبر ۲۰۱۴ء، شوال ۱۴۳۵ھ

صفحات: ۲۸۸۔ اعلیٰ طباعت خوبصورت جلد

ہدیہ: /-

فون نمبرز: 0300-6351350,0333-6351350

ملنے کے پتے

مولانا مفتی محمد امداد اللہ انور جامعہ قاسم العلوم کچہری روڈ ملتان

رابطہ نمبر 0300-6351350=0333-6351350

مکتبہ رحمانیہ لاہور 0423-7224228	مکتبہ زکریا ڈیرہ غازی خان
مکتبہ العلم اردو بازار لاہور 0300-8028141	بیت القرآن اردو بازار کراچی
شمع بک ایجنسی لاہور 0324-4151326	اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی
مکتبہ سید احمد شہید لاہور 0300-4501769	مکتبہ رشیدیہ اردو بازار کراچی
مکتبہ سلطان عالمگیر لاہور 0321-4284784	مکتبہ الحمید ڈیرہ اسماعیل خان 0345-9822722
ادارہ اسلامیات لاہور 0423-7353255	مکتبہ فریدیہ جامعہ فریدیہ E/7-اسلام آباد
مکتبہ اصلاح وتبلیغ حیدر آباد 0222-621622	مکتبہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی
اسلامی کتب خانہ لاہور 0423-7223506	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ 081-2662263
مولانا اقبال نعمانی سابقہ طاہر نیوز پیپر صدر کراچی	مکتبہ عارفی فیصل آباد 0300-6621321
مظہری کتب خانہ ،گلشن اقبال، کراچی	مکتبہ مدینہ رائے ونڈ 0300-4117040
مکتبہ اشرفیہ کراچی 0321-3773058	مکتبہ النور بیرون تبلیغی مرکز رائے ونڈ
مکتبہ دار العلوم کراچی ۱۴	مکتبہ رشیدیہ نزد جامعہ رشیدیہ ساہیوال
قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی	اسلامی کتب خانہ گوجرانوالہ 0307-8586290
اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی	مکتبہ صفدریہ بہاولپور 0313-7790908
دار الاشاعت اردو بازار کراچی	مکتبہ رشیدیہ لاہور
ادارۃ المعارف دار العلوم کراچی ۱۴	یونیورسٹی بک ایجنسی پشاور
مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد	مکتبہ حقانیہ ملتان 0300-6345306
مکتبہ النور کراچی 0324-2855000	مکتبہ مجیدیہ ملتان 0300-7309593

اور ملک کے سب چھوٹے بڑے دینی کتب خانے

فہرست

امام غزالیؒ
حالاتِ زندگی

نام ۲۴
تاریخ پیدائش ۲۴
طوسی و غزالی ۲۴
خاندانی حالات ۲۴
طلب علم ۲۵
احیاء العلوم کا مخالف نابینا ہو گیا ۳۰
حضور ﷺ نے کوڑے لگوائے ۳۰
حضور ﷺ کا حضرت عیسیٰؑ و موسیٰؑ کے سامنے امام غزالیؒ پر فخر ۳۱
امام غزالیؒ کے مراتب علیا ۳۱
وفات ۳۲
تفصیلی حالات کے لئے دیکھئے ۳۳
کتب امام غزالیؒ ۳۴
امام غزالیؒ پر لکھی جانے والی کتابیں ۴۱
سیرت خلفاء پر لکھی جانے والی کتب ۴۲
التبر المسبوک ۴۴
اضافات ۴۵

بادشاہ سے خطاب

نعمت ایمان ۴۶
ایمان کے اصول و فروع ۴۷
جمعہ کا دن عبادت کیلئے مخصوص کریں ۴۷
روز جمعہ کے اشغال ۴۸
عقیدۂ توحید جو ایمان کی بنیاد ہے ۴۹
تنزیہ خالق کائنات ۴۹
قدرت خداوندی کے بارے میں ۵۰
علم خداوندی کے بارے میں ۵۰
وہ سمیع و بصیر ہے ۵۱
کلام خداوندی میں ۵۱
افعال خداوندی میں ۵۲
ذکرِ آخرت میں ۵۲
ذکر رسول ﷺ ۵۴

شجرِ ایمان کے فروعات

احکامات حکمرانی اور عدل و انصاف ۵۵
دوسری اصل ۶۱
حضرت شقیق بلخیؒ کے نزدیک بادشاہ کی ذمہ داریاں ۶۱
ہارون رشید کی حضرت فضیلؒ سے ملاقات ۶۲
حضرت محمد بن کعب قرظیؒ کی نصیحت ۶۴
عادل حکمران کی صفت ۶۴
حضرت ابو قلابہ کی حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو نصیحت ۶۵
خلیفہ کے حسن عمل کی برکت ۶۵

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کی توبہ کا واقعہ ٦٥
ہارون رشید کی عرفات میں حالت ٦٦
حضرت ابو حازم کی عمر بن عبد العزیزؒ کو نصیحت ٦٦

تیسری اصل

ظلم نہ کرنا اور کارندوں کو مہذب بنانا ٦٧
نیک بخت اور بد بخت حکمران ٦٧
خود غرضی میں حکمران کو جہنم میں دھکیلنے والے ٦٧
عدل کب ہوگا ٦٨
عقل ملائکہ کا جوہر ہے ٦٨
عدل کا سورج پہلے کہاں چمکتا ہے ٦٨
کمال عقل کیا ہے ٦٩

چوتھی اصل

عفوو کرم، غصہ، تکبر اور انتقام ٧٠
قیامت میں اللہ پر احسان کرنے والے کو پکارا جائے گا ٧٠
حاکم کا اکثر غصہ کس پر؟ ٧٠
ڈبل شکر کا مقام ٧١
سب سے بہادر کون ٧١
کامل ایمان والا ٧١
بھروسہ کرنے سے پہلے اس کو غصہ میں آزماؤ ٧١
گالیوں کے بدلہ میں کھجوریں ٧١
امام زین العابدین کے اخلاق ٧٢
شکر ہے میرا غلام مجھ سے بے خوف ہے ٧٢
بکری کا پاؤں توڑنے والا غلام آزاد کر دیا ٧٣
اچھائی بُرائی کا معیار ٧٣
حلم اور ظلم ٧٣

غصہ، تحمل، عورتوں سے بچو ۷۳
غصہ پینے سے ایمان سے معمور کیا جاتا ہے ۷۴
غصہ پیو اور استغفار کرو ۷۴
غصہ پر حضور ﷺ کا صبر ۷۴
پانچویں اصل
جو اپنے لئے پسند کریں وہی رعایا کیلئے بھی پسند کریں ۷۵
حضور ﷺ پر عتاب ۷۵
جہنم سے حفاظت اور جنت میں داخلہ ۷۵
مسلمانوں پر شفقت نہ کرنے والا ۷۰
چھٹی اصل
اہل حاجت کی ضرورت پوری کرنا ۷۶
ساتویں اصل
خواہشات کی پیروی نہ کرنا ۷۶
آٹھویں اصل
نرمی کر سکتے ہوں تو سختی نہ کریں ۷۷
نویں اصل
رعایا کو شریعت کے مطابق چلانا ۷۸
خفیہ جاسوس سے اپنے متعلق رپورٹیں لینا ۷۸
دسویں اصل
شریعت کی مخالفت پر راضی نہ ہو ۷۸
حضرت عائشہؓ کی حضرت معاویہؓ کو نصیحت ۷۹

دو چشمے جن سے ایمان کا درخت سیراب ہوتا ہے
پہلا چشمہ

دنیا کی معرفت ۸۰

انسان کیوں پیدا کیا گیا ٨٠
راحتِ دنیا کی حقیقت ٨١
آخرت کے مزے ٨١
حقیقت دنیا کی پہلی مثال ٨٢
حقیقت دنیا کی دوسری مثال ٨٢
حقیقت دنیا کی تیسری مثال ٨٣
بد شکل بڑھیا ٨٣
حقیقت دنیا کی چوتھی مثال ٨٤
حقیقت دنیا کی پانچویں مثال ٨٤
حقیقت دنیا کی چھٹی مثال ٨٥
حقیقت دنیا کی ساتویں مثال ٨٥
حقیقت دنیا کی آٹھویں مثال ٨٦
حقیقت دنیا کی نویں مثال ٨٧
حقیقت دنیا کی دسویں مثال ٨٨

معرفتِ دمِ آخری کے بیان میں
دوسرا چشمہ

پہلی حکایت ٩١
دوسری حکایت ٩٢
تیسری حکایت ٩٤
چوتھی حکایت ٩٥
پانچویں حکایت ٩٦
نصیحت ٩٧

پہلا باب

عدل وسیاست اور ذکرِ ملوک کے بیان میں

مجوسیوں کی دنیا پر چار ہزار سال حکومت رہی ۱۰۰
ظالم اور عادل بادشاہان ۱۰۰
سب بادشاہ مر مٹ گئے صرف نام رہ گیا ۱۰۱
نیک نامی دوسری زندگی ہے ۱۰۱
حکایت ۱۰۲
نوشیروان کا عدل ۱۰۲
حکومت کی استقامت ۱۰۳
ظلم کا انجام ۱۰۴
حکایت ۱۰۴
عجیب حکایت ۱۰۶
حضرت آدمؑ کی طرف چار احکام کی وحی ۱۰۷
کون سے ظلم بخشے جاتے ہیں اور کون سے نہیں ۱۰۷
دین وبادشاہت دونوں جڑواں ہیں ۱۰۸
رعایا پر نظر ۱۰۸
رعیت بادشاہ کی طبیعت پر ہوتی ہے ۱۰۹
حکایت ۱۰۹
عوام میں عدل کی عجیب حکایت ۱۱۰
ملک کی تعمیر وترقی بادشاہ سے ہے ۱۱۱
نوشیرواں کے عدل کا نتیجہ ۱۱۱
نوشیرواں کا وزیر یونان ۱۱۱
ملک کی ویرانی دو وجہ سے ۱۱۲

نوشیرواں کے ملک کی آبادکاری - حکایت	۱۱۲
سابقہ حکمرانوں سے سبق سیکھے	۱۱۳
سابقہ بادشاہوں کی سیرت کا خلاصہ	۱۱۳
بدبخت ترین انسان	۱۱۴
تین بادشاہوں کی باہمی گفتگو	۱۱۴
حضرت عمرؓ ساری رات خود پہرہ دیتے رہے	۱۱۵
بیوہ کی دادرسی کا واقعہ	۱۱۵
امیر المؤمنین کا پہلا مخاطب	۱۱۷
بیت المال کی حفاظت	۱۱۷
اب ہم لوگوں کے ظاہر پر فیصلہ دیں گے	۱۱۷
عمر بن عبد العزیزؒ کا مقام خلافت	۱۱۸
عدل عمریؒ کا انعام	۱۱۸
یہ دیا بجھادو	۱۱۹
عمر بن عبد العزیزؒ کی بچیوں کو عید کیلئے اجلے کپڑے بھی نہ ملے	۱۱۹
رعیت کے مال میں دست درازی پر ہاتھ کاٹ دیا	۱۲۰
انصاف کو عام کر دیا	۱۲۱
انصاف کی حکایت	۱۲۱
ظالموں پر لعنت اترتی ہے	۱۲۲
انصاف کے تین درجے	۱۲۲
عدل کے بدلہ عدل ظلم کے بدلہ میں ظلم ملے گا	۱۲۳
دوام مملکت کا راز	۱۲۳
ظلمت کا ظہور سولہ چیزوں میں ہوتا ہے	۱۲۴
شہرت عدل سے ہوتی ہے اولاد سے نہیں	۱۲۴
شجاعت عدل سے افضل ہے	۱۲۴
اعمال مردوں سے شرف پاتے ہیں	۱۲۵

دنیا عدل وامن سے مرکب ہے	۱۲۵
امن وخوف کے حالات	۱۲۵
امن سیاست (حسن انتظام) سے حاصل ہوتا ہے	۱۲۶
رعایا کے ظلم سے ظالم بادشاہ مسلط ہوتا ہے	۱۲۷
حکایت	۱۲۷
پاکیزہ بادشاہ کون ہے؟	۱۲۷
عوام صاحب سیاست سے ڈرتی ہے	۱۲۸
زیاد کی کارستانیاں	۱۲۸
فصل	
تقسیم اوقات اور تقسیم کار	۱۳۰
گورنر کو سولی دیدی	۱۳۱
ظلم وغصب کی مثال	۱۳۱
قبر میں نوشیرواں کی حالت	۱۳۲
سکندر کے لئے نصیحت	۱۳۲
تین بُری چیزیں	۱۳۳
شادابی عدل شاہی کی دلیل ہے	۱۳۳
نوشیروان اور ذہین لڑکی	۱۳۴
تین لوگ سچے ہوتے ہیں	۱۳۵
بادشاہ مدہوش ہوتا ہے	۱۳۵
بادشاہ کیلئے چار کام	۱۳۵
طالب دنیا مخلص نہیں	۱۳۵
بادشاہ کے ساتھ ایسے رہو	۱۳۶
شاہی ملازموں کی حالت	۱۳۷
بادشاہوں کی خدمت کرتے کرتے تھک جاؤگے	۱۳۸
غیر وقت میں بادشاہ کے پاس جانا - حکایت	۱۳۸

اپنا بستر بدلنا ۱۳۸
حکایت ۱۳۹
نصیحت کیوں فائدہ نہیں دیتی ۱۳۹
دیندار بادشاہ کی ہیبت ہوتی ہے ۱۴۱
بادشاہ مالی کی حالت میں رہے ۱۴۱
افلاطون کے نزدیک سلطان کی خصوصیات ۱۴۱
دشمن پر رعب ۱۴۲
سقراط کے نزدیک ۱۴۲
حاکم ہی زمانہ ہے ۱۴۳
میری دعا قبول ہوتی تو میں سلطان عادل کیلئے کرتا ۱۴۳
چور اور سکندر بادشاہ ۱۴۳
رشوت خور وزیر نے سلطنت برباد کر ڈالی ۱۴۴
ایک میان میں دو تلواریں نہیں رہ سکتیں ۱۴۵
ملنے میں حجابات کم ہوں ۱۴۶
اردشیر اور سلطان کی بیدار مغزی ۱۴۶
سلطان کی نگاہ ۱۴۷
بُرے طریقہ کو اچھے سے بدلنا ۱۴۷
تین شخص قابل معافی نہیں ۱۴۷
انسان علم سے حسن حاصل کرتا ہے ۱۴۷
علم و عقل سے بہتر کوئی چیز نہیں ۱۴۷
حسن تدبیر کون دیتا ہے ۱۴۸
ذلت و ندامت کے انجام والے کون ۱۴۸
انصاف میں تاخیر نہ کرے ۱۴۸
قدم پھسلنے کے بعد ندامت کا کیا فائدہ ۱۴۹
قضاء کے سامنے لشکروں کی کثرت فائدہ نہیں دیتی ۱۴۹

ہزاروں لشکری بھی موت سے نہ بچا سکے ۱۴۹

سوال و جواب

حکومت پر غرور کا انجام ۱۵۰
حکومت کے لئے نقصان دہ لوگ ۱۵۰
سفیروں میں احتیاط ۱۵۱
جھوٹے قاصد کی گدی سے زبان نکال دی ۱۵۱
فصل
فقر و فاقہ میں عوام کی مدد کرے ۱۵۲
سلاطین عجم کی عادت انصاف - حکایت ۱۵۲
ظالم کا خدائی انتقام ۱۵۳
امام ابو یوسف کا انصاف ۱۵۴
حضور ﷺ کو چار کافروں کے مرنے کا افسوس ہوا ۱۵۶

دوسرا باب

سیاست، وزارت و سیرتِ وزراء

بادشاہ کا وزیر سے برتاؤ ۱۵۸
وزیر کی ذمہ داریاں ۱۵۸
بادشاہ کو چھ چیزوں کی ضرورت ۱۵۹
بادشاہ چار چیزوں کی حفاظت کرے ۱۵۹
حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکایت ۱۶۰
وزیر کو پانچ چیزوں کی ضرورت ہے ۱۶۱
وزیر کی صفات ۱۶۱
بھڑکانے والوں کی طرف توجہ نہ کرے ۱۶۱

بادشاہ پر احسان مت جتاؤ ۱۶۲
حکومت میں بڑا فساد ۱۶۲
صلح کی جگہ جنگ نہ کرائے ۱۶۳
جنگ میں احتیاط کے طریقے ۱۶۳
گرفتار سپاہی کا چھڑاؤ ۱۶۳
وزیر کا لشکریوں سے حسن سلوک ۱۶۴
اللہ کا انتخاب ۱۶۴
برامکہ اور سلجوقیوں کے احسانات ۱۶۴
دنیا کی زینت لوگوں سے ہے ۱۶۵
وزراء کی صفات ۱۶۵

تیسرا باب
میر منشیوں اور ان کے آداب میں

قلم کی عظمت ۱۶۶
دبیروں کے علوم ۱۶۷
دبیروں کی صفات ۱۶۸
وزیروں نے فضیلت کا اعتراف کر لیا-حکایت ۱۶۹
قلم کیسا ہو ۱۶۹
آداب کتابت ۱۷۰

چوتھا باب
بادشاہوں کی بلند ہمتی کے بارے میں

حکایت ۱۷۲

حکمت
اتنا عطیہ دو کہ وہ محتاج نہ رہے ۱۷۳
حکمت
اگر ہم تجارت کرنے لگیں تو سلطنت کون سنبھالے ۱۷۴
مقربین کی علو ہمت کی حکایت ۱۷۴
یحییٰ بن خالد برمکی کی سخاوت و مہمانداری - حکایت ۱۷۵
بلند ہمتی کی ایک اور حکایت ۱۷۶
ایک اور حکایت ۱۷۷
نوشیروان کی بلند ہمتی کی حکایت ۱۷۸
حکایت ۱۷۸
فضل و احسان کی عجیب حکایت ۱۸۰
بنو ہاشم اور بنو امیہ کی سخاوت میں فرق - حکایت ۱۸۴
حکمت ۱۸۵
حسن اخلاق نے کیا کام کر دکھایا - حکایت ۱۸۵

پانچواں باب
حکماء کے حلم کے بیان میں

سب حکمتوں کا خلاصہ ۱۸۷
حکمت
لوگوں کی اقسام ۱۸۷
قریب کیا ہے اور دور کیا ۱۸۸
روپیہ اور دین جمع کرنے کے بعد کوئی پروانہ کر ۱۸۸
آسان کیا ہے اور مشکل کیا ۱۸۸
ایک حکیم کے چھ کلمات ۱۸۸

یہ عزت ذلت کے زیادہ قریب ہے ۱۸۹
بے وقوف اور کمینہ کو کیسے مہذب بنایا جائے ۱۸۹
شریفوں کو ادب کیسے سکھایا جائے ۱۸۹
جان سے زیادہ عزت دار ۱۹۰
علم، شجاعت اور سخاوت کی زینت ۱۹۰
چار چیزیں بُری بلا ہیں ۱۹۰
اہل دنیا کے اعمال کی پچیس قسمیں ۱۹۰
پانچ چیزیں بے کار ہیں ۱۹۱
استاذ کی تعظیم باپ سے زیادہ کیوں؟ ۱۹۱
زمانہ کے ساتھ چلو ۱۹۱
فائدہ اور نقصان کی چیزیں ۱۹۲
پانچ چیزیں انسان کو ہلاک کرتی ہیں ۱۹۳
پانچ چیزیں سیراب نہیں ہوتیں ۱۹۳
زیادہ تلخ اور شیریں چیزیں ۱۹۴
نیند اور موت میں فرق ۱۹۴
تونگری اور عشق کیا ہے ۱۹۴
قابل بھروسہ اور شفیق کون ۱۹۴
نسیان لانے والی چیزیں ۱۹۴
دنیا کے فتنے تین چیزوں سے پیدا ہوتے ہیں ۱۹۵
تین چیزیں تین چیزوں کے ساتھ جمع نہیں ہوتیں ۱۹۵
ابدال بنانے والی صفات ۱۹۵
تورات کی چار باتیں ۱۹۶
تین چیزوں کی بنیادیں ۱۹۶
حکمت کی بات نادان سے بھی سن لے ۱۹۶
پانچ بد نصیب ۱۹۶

سکندر کی دانائی	۱۹۷
عافیت کی اقسام	۱۹۷
ہماری محرومی کی وجہ	۱۹۷
آپ ﷺ کی حضرت علیؓ کو پانچ نصیحتیں	۱۹۷
مختصر نصیحت	۱۹۸
مخلوق میں کثرت تدبیر زیادہ ہے	۱۹۸
حکماء کے اقوال	۱۹۸
ان کی حفاظت سے بڑے بنو	۱۹۹
تین چیزوں کو اس آنکھ سے دیکھو	۱۹۹
گناہوں کی جڑ	۱۹۹
مشہور سوالات کے انوکھے جوابات	۲۰۰
ذلیل کرنے والی آٹھ چیزیں	۲۰۰
ایسوں کی یہی حالت رہے گی	۲۰۱
پانچ آدمی بالآخر نادم ہوتے ہیں	۲۰۱
مال جس کا دل بدل دے وہ عالم نہیں	۲۰۲
ظاہری عتاب باطنی کینے سے بہتر ہے	۲۰۲
غمگین تین ہیں	۲۰۲
پانچ آدمی جان کی بجائے مال سے محبت کرتے ہیں	۲۰۲
نرم اور سخت کلام کا اثر	۲۰۲
جسم اور روح کی غذا اور مرض	۲۰۳
حیادار دانا کی حالت	۲۰۳
ایک عقلمند کے تجربات	۲۰۳
حضرت لقمان حکیم کی ایک حکیم سے ملاقات	۲۰۳
قلب کے اندھے پن کو دور کرنے والی تین چیزیں	۲۰۴
دل کا غم پیدا کرنے والی	۲۰۴

چار چیزوں کی احتیاط میں نجات ۲۰۴
چار کاموں کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے ۲۰۴

چھٹا باب
شرف، عقل و عقلاء کے بیان میں

عقل کا شرف ۲۰۵
عاقل کی چار علامات ۲۰۵
جاہل کی علامات ۲۰۶
ایک عقلمند آدمی کی حکایت ۲۰۶
خلیفہ منصور کی دانشمندی ۲۰۸
ملاقات کے آداب ۲۰۹
کامل العلم والعقل ۲۱۰
عقلمندی کیا ہے ۲۱۰
پرویز کی بیٹے کو نصیحت ۲۱۰
عقل سورج کی مثل اور نیکیوں کا دل ہے ۲۱۰
عقل کے فائدے ۲۱۱
عقل اور شجاعت مشکل سے جمع ہوتی ہیں ۲۱۱
عقل کے بغیر علم کا فائدہ نہیں ۲۱۲
دشمن کو عقلمند ہونا چاہیئے ۲۱۲
علم کے ساتھ عقل اور تجربہ ۲۱۲
عقل امیر ہے اور اس کے لشکر بہت ہیں ۲۱۲
عقل ادب سے بہتر ہے ۲۱۳
عقل سے بہتر کوئی نعمت نہیں ۲۱۳
عقل کا جواب ۲۱۳
جہل کی بدبو ۲۱۴

حکمت
۲۴ چیزوں کے درمیان تفریق وہند ھن کانام عقل ہے ۲۱۴
علم کی کوئی قیمت نہیں ۲۱۵
علم امیر ہے عقل تدبیر ہے ۲۱۵

ساتواں باب
عورتوں کے بیان میں

سب سے بہتر عورت ۲۱۶
عورتوں کا مشورہ ۲۱۶
دیندار عورت ۲۱۹
امام عبداللہ بن المبارک کے والدین کی حکایت ۲۱۶
شادی کرنا چاہو تو ۲۱۹
امام عبداللہ بن المبارک کی شادی کی حکایت ۲۱۹
نیک بیوی کی برکات کی حکایت ۲۱۹

فصل
بیوی کی دیانت وعفت

دیانت اور پردہ داری ایک نعمت ہے ۲۲۲
صرف ایک دروازہ کھلا رہ گیا ہے ۲۲۲
تو علوی ہے یا خبیث ۲۲۲
مرد غیرت مند ہو ۲۲۳
عورت غیر مرد سے نرم گفتگو نہ کرے ۲۲۳
عورتیں مردوں کو نہ دیکھیں ۲۲۳

حضرت رابعہ عدویہ کا پردہ ۔۔۔۔۔۔ ۲۲۴

بد نظری کا بدلہ دنیا میں ہی مل جاتا ہے ۔۔۔۔۔۔ ۲۲۴

نا محرم کا ہاتھ پکڑنے والے کی بیوی کا ہاتھ بھی پکڑا گیا - حکایت ۔۔۔۔۔۔ ۲۲۴

عورت قناعت پسند ہو ۔۔۔۔۔۔ ۲۲۶

آسمان و زمین سے بہتر - حکایت ۔۔۔۔۔۔ ۲۲۶

حضرت فاطمہؓ کی قناعت پسندی ۔۔۔۔۔۔ ۲۲۶

حضرت فاطمہؓ کا مقام ۔۔۔۔۔۔ ۲۲۷

بیوی پر مرد کے حقوق ۔۔۔۔۔۔ ۲۲۷

خاوند پر بیوی کے حقوق ۔۔۔۔۔۔ ۲۲۷

عورتوں کی بات ماننے کا نقصان - حکایت ۔۔۔۔۔۔ ۲۲۹

امیر و قاضی کا انجام ۔۔۔۔۔۔ ۲۳۱

امارت کا بوجھ ۔۔۔۔۔۔ ۲۳۱

مسلمانوں کے حاکم کو پل صراط پر کھڑا کیا جائے گا ۔۔۔۔۔۔ ۲۳۱

عوام کی صحت کا مدار ان لوگوں پر ہے ۔۔۔۔۔۔ ۲۳۲

عادل حکمران کا مرتبہ ۔۔۔۔۔۔ ۲۳۳

عبادت پر عدل کی فضیلت ۔۔۔۔۔۔ ۲۳۳

اقامت حد کی اہمیت ۔۔۔۔۔۔ ۲۳۴

عادل حکمران نور کے منبروں پر ہوں گے ۔۔۔۔۔۔ ۲۳۴

دین اور ملک ایک دوسرے کے لازم و ملزوم ہیں ۔۔۔۔۔۔ ۲۳۵

ظلم قیامت کے اندھیروں سے ہے ۔۔۔۔۔۔ ۲۳۵

ظلم کا یہیں مداوا کرا لے ۔۔۔۔۔۔ ۲۳۵

بے کس کی بد دعا کا اثر ۔۔۔۔۔۔ ۲۳۶

تین لوگوں کی دعا رد نہیں ہوتی ۔۔۔۔۔۔ ۲۳۶

ظلم کی سزا ۔۔۔۔۔۔ ۲۳۷

شفاعت سے محروم ۔۔۔۔۔۔ ۲۳۸

ظالم کا ٹھکانہ ۲۳۸
اللہ مظلوم کے ساتھ ہے ۲۳۹
سارا محل الٹا کے رکھ دیا ۲۳۹
ہمیں اپنے ظلموں کی سزا ملی ہے ۲۳۹
ظلم نعمتوں کو چھین لیتا ہے ۲۴۰
حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی نصیحت ۲۴۰
گناہوں کی پاداش میں حکومت سے محرومی ۲۴۱
حاکم حساب کی فکر کرتا رہے ۲۴۱
بادشاہوں اور رعایا کے رہنے کی جگہ ۲۴۲
رعیت کے ساتھ احسان کرنا ۲۴۲
حاکم خوبیوں کی طرف پیش رفت رکھے ۲۴۳
بادشاہ عوام کیلئے سہولت کی راہیں نکالے ۲۴۳
بادشاہ خود عوام کی خبر گیری کرے ۲۴۳
بادشاہ مجمع عام بھی لگائے ۲۴۴
عوام کی ضرورت پوری کرتا رہے ۲۴۴
مظلوم کی مدد نہ کرنے کی سزا ۲۴۵
لاچار کی فریاد رسی ۲۴۵
مؤمن سے دکھ درد دُور کرنے کا انعام ۲۴۵
لاچار کی مدد کو اللہ پسند کرتا ہے ۲۴۶
نیکی کرنے پر جنت ملے گی ۲۴۶
ٹیکس کی نحوست ۲۴۷
آنحضرت ﷺ کی تمنائے شہادت ۲۴۹
ایمان کے بعد افضل عمل ۲۴۹
جنت تلواروں کے سائے میں ۲۵۰
جہاد فی سبیل اللہ کی صبح اور شام کی فضیلت ۲۵۰

فی سبیل اللہ چوکیداری کی فضیلت ۲۵۰
مجاہد چوکیدار کو ثواب قیامت تک ملے گا ۲۵۰
جہاد کے روزے کی شان ۲۵۱
مال غنیمت خورد برد کرنے کی تنبیہ ۲۵۱
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ۲۵۴
شہروں کو بسانے والے بادشاہ کہاں چلے گئے ۲۵۵
حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ۲۵۵
حضرت عمرؓ کی رعایا کی نگرانی ۲۵۵
حضرت عمرؓ خلیفہ ہو کر بھی رعایا کے خادم تھے ۲۵۶
کرتے میں بارہ پیوند ۲۵۸
آپ رضی اللہ عنہ کی اپنے نفس کو نصیحت ۲۵۸
کاش تو تنکا ہوتا ۲۵۸
کثرت گریہ ۲۵۹
رحمت خداوندی کی تمنا ۲۵۹
سیرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ۲۵۹
سیرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ ۲۵۹
سیرت عمر بن عبدالعزیز ۲۶۰
آپ کی ہلکی پوشاک ۲۶۲

حکمرانوں کے لئے اسلاف کے مواعظ

حضرت علیؓ کی حضرت عمرؓ کو نصیحت ۲۶۳
حضرت ابو مسلم خولانیؒ کی حضرت معاویہؓ کو نصیحت ۲۶۳
حضرت طاؤسؒ کی سلیمان بن عبدالملک کو نصیحت ۲۶۴
حضرت حسن بصریؒ کی عمر بن عبدالعزیز کو نصیحت ۲۶۴

حضرت فضیل بن عیاضؒ کی حضرت ہارون رشیدؒ کو نصیحت ۲۶۵
بادشاہت کے بعد کیا ہونے والا ہے - حکایت ۲۶۶
بادشاہ کے سب بیٹے عابد اور زاہد بن گئے ۲۶۷
توبہ ابراہیم بن ادہم ۲۶۸
جعفر بن حرب کی توبہ ۲۶۹
ایک دولت مند کی توبہ ۲۷۰
امام زین العابدینؒ کی نصیحت ۲۷۲
یزید رقاشیؒ کی حسرت ۲۷۲
عشاء کے وضو سے چالیس سال تک صبح کی نماز پڑھی ۲۷۲
چالیس سال تک کے روزوں سے گھر والے بھی بے خبر ۲۷۳
روزانہ ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے ۲۷۳

مواعظ و زواجر

تین چیزوں کا ہر حال میں حساب ہوگا ۲۷۴
جہنم کی تاریکی اور خطرناکی ۲۷۴
جہنم کی پیشی ۲۷۵
عذاب جہنم کی ہولناکیاں ۲۷۵
جہنمی خون روئیں گے، اور آنتیں پھٹ جائیں گی ۲۷۶
ماخذ اضافات آدابِ حکومت ۲۷۹
فہرست تصانیف مولانا امداد اللہ انور

امام غزالیؒ
حالات زندگی

نام

ابو حامد زین الدین محمد بن محمد بن محمد بن احمد الطوسی، الشافعی، الغزالی صاحب التصانیف والذکاء المفرط، الشیخ، الامام، البحر، حجۃ الاسلام، اعجوبۃ الزمان۔

تاریخ پیدائش

امام غزالی ۴۵۰ھ بمطابق ۱۰۵۸ء میں ایران کے شہر طوس میں ایک صالح گھرانے میں پیدا ہوئے اسی نسبت سے آپ طوسی کہلائے۔

طوسی و غزالی

غزالی کی نسبت میں اختلاف ہے بعض حضرات غزالی کی "ز" پر شد پڑھتے ہیں اور اس کی یہ دلیل بیان کرتے ہیں کہ آپ کے والد اور دادا دونوں اون کاتنے کا کام کرتے تھے اور عربی میں ایسے کام کرنے والے کو غزّال کہتے ہیں۔ لیکن خود امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس نسبت کو رد کرتے ہوئے فرمایا لوگ مجھے غزّالی کہتے ہیں حالانکہ میں غزّالی نہیں ہوں بلکہ میں غزالی ہوں اور یہ نسبت ایک بستی کی طرف ہے جس کا نام غزالہ ہے۔ (سیر اعلام النبلاء للذہبی ۱۹/۳۴۳)۔

اور طوس امام علی رضا بن موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ کی مشہد سے چند میل دور ایک شہر تھا جو اب مشہد علی رضا کو بھی اپنے میں شامل کر چکا ہے۔

خاندانی حالات

آپ کے والد غریب اور نیک آدمی تھے اپنے ہاتھ سے صوف (اون) کات

کر گزارہ کرتے تھے اور فقہاء اور واعظین کی مجالس میں بیٹھا کرتے تھے اور ان کی خدمت بھی کرتے تھے حتی الوسع خرچ اخراج کی بھی ان کے لئے کوشش کرتے تھے۔ ان حضرات کی گفتگو سنتے تو روتے اور عاجزی اور انکساری کرتے تھے اور دعا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ایک بیٹا عطاء فرمائے اور اس کو فقیہ اور واعظ بنائے۔

طلب علم

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رفقائے علم میں زیادہ سمجھدار تھے اور آپ کے چھوٹے بھائی اتنے زود اثر واعظ تھے کہ مضبوط پتھر بھی ان کی وعظ و تذکیر کو سن کر پھٹ جاتا تھا اور آپ کی مجالسِ تذکیر میں حاضرین کے بدن کے پٹھے بھی کانپ اٹھتے تھے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے والد آپ کے بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے اور اپنے بیٹے محمد اور احمد غزالی کی تولیت اپنے ایک صوفی دوست کے سپرد کر گئے تھے کہ وہ ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام کرے گا۔ جب وہ مال جو ان کے والد نے اپنے ورثہ میں ان کے لئے چھوڑا تھا ختم ہو گیا تو ان کے نگران نے ان کو نصیحت کی کہ وہ دونوں مدارس علم میں سے کسی مدرسہ میں داخل ہو جائیں جس میں ان کو نان و نفقہ کی سہولت حاصل ہو۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بچپن میں اپنے شہر طوس میں احمد بن محمد الراذکانی الطوسی سے فقہ کا کچھ حصہ پڑھ لیا تھا اور طوس کے یوسف النساج آپ کے پہلے استاد تھے۔ پھر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے جرجان کا سفر کیا جب بیس سال کی عمر کو پہنچے تو جرجان کے اکثر علماء سے علم حاصل کر لیا تھا ان میں سے ایک حضرت نصر الاسماعیلی بھی تھے۔ جرجان میں مدت اقامت کا علم نہیں ہو سکا بس اتنا معلوم ہے کہ وہ جرجان سے واپس ہونے کے بعد تین سال طوس میں رہے تھے۔

ان کو جرجان میں ایک مشہور حادثہ پیش آیا تھا اور وہ حادثہ یہ تھا کہ چوروں

نے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب چوری کر لی تھیں۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ان چوروں کے متعلق فرماتے ہیں میں نے ان چوروں کا تعاقب کیا تو ان میں سے بڑا میری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا تو تباہ ہو جائے واپس چلا جا ورنہ مارا جائے گا۔ میں نے اس کو کہا میں تجھے اس ذات کا واسطہ دیتا ہوں جس سے تُو سلامتی کی امید کرتا ہے بس تُو میری کتابوں کی تعلیقات واپس کر دے یہ کوئی ایسی چیز نہیں جس سے تجھے نفع حاصل ہو اس نے کہا تیری تعلیق کون سی ہے میں نے کہا اس والے تھیلے میں کچھ کتابیں ہیں۔ میں نے ان کے سماع کیلئے، ان کے لکھنے کیلئے، ان کے علم کی پہچان کے لئے اپنا وطن بھی چھوڑ رکھا ہے تو وہ ہنس کر کہنے لگا تو کیسے دعوی کر سکتا ہے کہ تو نے علم حاصل کر لیا وہ تو ہم نے تجھ سے چھین لیا ہے اب تو اس کی معرفت سے الگ ہو گیا اور بغیر علم کے رہ گیا پھر اس نے اپنے ایک ساتھی سے کہا تو اس نے مجھے وہ تھیلا لوٹا دیا۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے کہا یہ ایک بات ہے جو اللہ تعالیٰ نے میرے معاملہ کی راہنمائی کیلئے اس کی زبان سے نکلوائی ہے پھر میں طوس واپس آیا اور تین سال تک مشغول رہا حتی کہ میں نے جو کچھ لکھا تھا سب یاد کر لیا اور اس حالت کو پہنچ گیا کہ اگر راستہ میں مجھ پر ڈاکہ پڑ جائے تو میں علم سے خالی نہیں رہوں گا۔

تین سال کے بعد امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے خراسان کے بہت بڑے شہر نیشاپور کا سفر کیا جہاں امام الحرمین رکن الدین عبد الملک بن عبد اللہ الجوینی التوفی ۴۷۸ھ رئیس مدرسہ نظامیہ رہتے تھے وہاں جا کر انہوں نے انتہائی محنت کے ساتھ مذہب شافعیہ، مسائل اختلافیہ، علم مناظرہ، فقہ، توحید، منطق، حکمت اور فلسفہ وغیرہ میں کمال حاصل کیا۔ نیشاپور میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے تالیف و تصنیف کی زندگی شروع کی اور امام الحرمین کی وفات ۴۷۸ھ تک وہاں رہے۔ اسی سن میں آپ نیشاپور سے نکل کر سلجوقی وزیر نظام الملک کی طرف سے معسکر کی طرف قاصد بن کر گئے اس وقت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر اٹھائیس سال تھی اور آپ کی شادی بھی ہو چکی تھی کیونکہ ہمیں تاریخ بتاتی ہے کہ

وہ عمر کے بیسویں سال کو پہنچنے سے پہلے پہلے ازدواجی زندگی میں قدم رکھ چکے تھے اور تین بیٹیاں بھی پیدا ہو چکی تھیں اور آپ کا ایک بیٹا بچپن میں ہی فوت ہو گیا تھا اس کا نام حامد تھا۔ اسی کی وجہ سے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کنیت ابو حامد رکھی تھی۔ معسکر کے بارے میں جیسا کہ زویمر ZWEMER کہتا ہے بڑے بڑے سلجوقی سلاطین کی آماجگاہ بن چکا تھا۔ اس کا نظام نہایت ہی احسن طریقہ سے چلتا تھا۔ معسکر میں میدان بھی خوب تھے اور بازار بھی سلیقہ سے تعمیر کئے گئے تھے گویا کہ یہ ایسا مضبوط شہر تھا جس کو سہولت کے ساتھ کسی ساحرانہ قوت نے مضبوط کر دیا تھا۔ یہ شہر نفیس قسم کے مختلف خیموں اور محلات کا مجموعہ تھا۔

نظام الملک کے سامنے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنے معاصرین سے سبقت لے گئے اور لوگ ان کی قوت مقابلہ کا اور وسعت دائرہ کی معرفت کا اعتراف کرنے لگے۔ آپ کا نام آفاق میں پھیل گیا۔ نظام الملک نے ۴۸۴ھ بمطابق ۱۰۹۱ء میں مدرسۂ بغداد کی تدریس کا سربراہ بنا دیا یہ مدرسۂ نظامیہ مشرق میں عالم اسلامی کا مضبوط قلعہ شمار ہوتا تھا اور یہ واقعہ معسکر میں تقریباً چھ سال گذارنے کے بعد پیش آیا تھا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ بغداد میں سب سے بڑے علمی مرکز میں رہ رہے تھے جہاں اس زمانہ میں نفس کو بڑی راحت مل رہی تھی اور عیش کی بڑی فراوانی تھی اور مرتبہ بھی بڑا تھا کیونکہ آپ سے خلیفۂ وقت اور بڑے بڑے وزراء اہم امور پر مشورے طلب کیا کرتے تھے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ بغداد میں آنے سے پہلے علم کلام پر عبور حاصل کر چکے تھے بغداد میں انہوں نے علوم فلاسفہ کا سکہ بٹھا دیا جیسا کہ وہ ہمیں اپنی علمی زندگی کا واقعہ اپنی کتاب المنقذ من الضلال میں بیان کرتے ہیں۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ہمیں بتاتے ہیں کہ انہوں نے علم کلام کو اپنے مقصود میں کافی پایا تھا لیکن پھر بھی ان کا اس سے دل نہ بھرا اور نہ ہی فلاسفہ کے پاس آپ کو تسکین حاصل ہوئی آپ کو اگرچہ یقین کی راحت اور معرفت کا اطمینان ملا لیکن علم

تصوف دیگر علوم پر عمل کی فضیلت رکھتا ہے۔ اس بناء پر وہ دنیا کے مظاہر سے کنارہ کش ہو کر بغداد سے نکلنے کا عزم لیکر اٹھ کھڑے ہوئے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں دنیا کی خواہشات اور آخرت کے محرکات کے درمیان تقریباً چھ مہینے متردد رہا جس کا پہلا مہینہ ۴۸۸ھ رجب کا تھا۔ اس مہینہ میں معاملہ حد اختیار سے نکل کر اضطرار کو پہنچ گیا تھا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے میری زبان بند کر دی اور میں تدریس سے رک گیا میں اپنے نفس کو ابھار رہا تھا کہ جن لوگوں کے دل میری طرف رغبت رکھتے ہیں ان کی خوشی کے لئے ایک دن درس دیدیا کروں لیکن میری زبان ایک کلمہ بھی نہ بولتی تھی اور نہ بولنے کی اس میں طاقت تھی حتی کہ اس زبان بندی نے میرے دل میں بڑا حزن و ملال پیدا کیا اور اس سے قوت ہضم اور لذت طعام و شراب (پانی) معطل ہو کر رہ گئی حتی کہ ثرید بھی حلق سے نہیں اترتا تھا اور کوئی لقمہ بھی ہضم نہیں ہوتا تھا میری یہ حالت ضعفِ اعضاء کی طرف متعدی ہو گئی اور اطباء نے علاج سے جواب دیدیا اور کہنے لگے یہ دل کا معاملہ ہے جو طبیعت پر اثر انداز ہے جس کا کوئی علاج نہیں ہو سکتا کوئی پوشیدہ عمل ہی اس غم کا علاج کر سکتا ہے جب میں نے اپنے عجز کو محسوس کیا اور میرا اختیار ختم ہوا میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لاچار کی سی التجاء کی جس کو اور کوئی سہارا نہ ملتا ہو۔ اس نے میری دعا کو قبول کیا جیسے وہ لاچار کی دعا کو قبول کرتا ہے۔ اس نے میرے دل پر مال و جاہ سے اور اہل و عیال اور دوست احباب سے اعراض کو آسان کر دیا اور مکہ کی طرف نکل جانے کا ارادہ ظاہر کیا جبکہ دل میں شام کے سفر کی تدبیر کر رہا تھا تاکہ خلیفہ کو اور تمام ساتھیوں کو شام میں رہنے کے ارادہ کی اطلاع نہ ہو۔

چنانچہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اتنا مال جمع کیا جو ان کو اور ان کی اولاد کو کافی ہو جائے اور باقی مال کا صدقہ کیا اور شام کی طرف چل پڑے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ بغداد سے نکلنا ۴۸۸ھ میں ہوا تھا۔ (المنقذ من الضلال ص: ۱۰۴)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پھر میں شام میں داخل ہوا اور وہاں دو سال کے قریب رہا میرا اعزلت، خلوت، ریاضت اور مجاہدہ کے سوا کوئی کام نہ تھا۔ اس سے مقصود تزکیۂ نفس، تہذیب اخلاق اور اللہ کے ذکر کیلئے تصفیۂ قلب تھا جیسا کہ میں نے علم صوفیاء سے حاصل کیا۔ میں ایک مدت تک جامع مسجد دمشق میں معتکف رہا۔ مینارۂ مسجد پر دوپہر کے وقت چڑھ جاتا تھا اور اپنے سامنے اس کا دروازہ بند کر لیتا تھا پھر میرے دل میں زیارت ابراہیم خلیل اللہ صلوات اللہ وسلامہ علیہ کی قبر کی زیارت سے فراغت کے بعد مکہ اور مدینہ کی برکات اور زیارت نبوی سے استمداد کا داعیہ پیدا ہوا پس میں حجاز کی طرف چل پڑا اور مجھے مختلف فکر اور وطن کی طرف بچوں کی دعائیں کھینچنے لگیں۔ پس میں وطن کی طرف لوٹا جبکہ میں وطن کی طرف لوٹنے میں سب لوگوں سے زیادہ کتراتا تھا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس دوران مصر کی زیارت بھی کی اور قاہرہ بھی گئے۔ اس سیر و سیاحت کے بعد جس نے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو دس سال سے زیادہ عرصہ تک مصروف رکھا طوس جاتے ہوئے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد کا راستہ اختیار کیا اور بغداد سے ہو کر گئے پھر طوس اپنے گھر میں رہے۔ عبادت اور تعلیم طلبہ میں مشغول رہے۔ پھر یہاں تک کہ وزیر فخر الملک علی بن نظام الملک کا حکم آیا کہ وہ مدرسہ نظامیہ نیشاپور میں تدریس کریں اس طرح سے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نیشاپور میں نظامیہ کی تدریس کے لئے چلے گئے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے معلوم ہے کہ میں اشاعت علم کے لئے لوٹا ہوں اس سے پہلے کی تدریس میں میں اس علم کی اشاعت کرتا تھا جس سے مجھے جاہ و حشمت حاصل ہو اور اپنے قول و عمل کی دعوت دیتا تھا اور یہی میرا مقصد اور نیت تھی مگر اب میں اس علم کی طرف دعوت دیتا ہوں جس سے جاہ پروری چھوٹ جاتی ہے اور سقوط مرتبہ کا علم ہوتا ہے۔ اس وقت یہی میری نیت اور ارادہ اور خواہش ہے۔ میری اس حالت کو اللہ جانتا ہے۔ (المنقذ من الضلال ص : ۱۲۳)

اسی حالت میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا نیشاپور میں

رہیں وقت گذارا پھر طوس واپس آگئے۔ وہیں کے ہو رہے۔ اپنے گھر کے ساتھ ہی فقہاء کے لئے ایک مدرسہ بنایا اور صوفیاء کے لئے خانقاہ بنائی۔

احیاءِ العلوم کا مخالف نابینا ہو گیا

شیخ محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''روح القدس'' میں لکھا ہے کہ حضرت ابو عبداللہ بن زین اشبیلی (اپنے زمانہ میں) افضل الناس تھے انہوں نے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کا مطالعہ کیا، ایک دن انہوں نے امام غزالی کے خلاف ابو القاسم بن احمد کی کتاب کا مطالعہ کیا تو آنکھوں کا نور چھن گیا۔ آپ نے اسی وقت سجدہ ریز ہو کر اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی سے قسم کھا کر عرض کیا کہ میں اس کتاب کو پھر کبھی نہ پڑھوں گا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی نگاہ کو لوٹا دیا۔ (جامع کرامات الأولیاء ج ۱، ص ۱۸۰)

حضور ﷺ نے کوڑے لگوائے

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ شیخ ابن حرازم اپنے شاگردوں کے پاس تشریف لائے ان کے پاس ایک کتاب بھی تھی فرمایا کہ اس کتاب کو جانتے ہو؟ پھر فرمایا کہ یہ ''احیاء العلوم'' ہے، یہ امام غزالی پر ردو قدح کیا کرتے تھے اور لوگوں کو احیاء العلوم پڑھنے سے منع کرتے تھے، انہوں نے اپنے جسم سے کپڑا ہٹا کر دکھایا تو وہ سب کا سب کوڑوں کی مار سے پُر تھا۔ پھر اپنا قصہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے پاس خواب میں امام غزالی تشریف لائے اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے فرمایا۔ جب میں آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو انہوں نے عرض کیا کہ یہ شخص دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے آپ کی طرف ایسی احادیث منسوب کی ہیں جو آپ نے ارشاد نہیں فرمائیں۔ تو آپ نے مجھے سزا دینے کا حکم دیا تو مجھے یہ مار پڑی ہے۔

(جامع کرامات الأولیاء ج ۱، ص ۱۸۰)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حضرت عیسیٰ ؑ و موسیٰ ؑ کے سامنے امام غزالی پر فخر

حضرت عارف شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے سامنے حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ پر فخر کرتے ہوئے فرما رہے تھے کہ کیا آپ حضرات کی امتوں میں بھی کوئی ان جیسا ہوا ہے؟ انہوں نے فرمایا نہیں۔

(جامع کرامات الأولیاء ج ۱، ص ۱۸۱)

امام غزالی کے مراتب علیا

عارفِ کبیر احمد صیاد یمنی رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ آسمانوں کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور فرشتوں کی ایک جماعت نازل ہوئی جن کے ساتھ ایک سبز پوشاک اور ایک سواری کا جانور تھا وہ ایک شخص کی قبر کے سرہانے کھڑے ہوئے اور اس سے ایک شخص کو نکالا پھر وہ پوشاک پہنا کر اس سواری پر سوار کیا اور آسمان کی طرف اس کو لیکر چڑھ گئے وہ ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف چل رہے تھے حتی کہ وہ تمام آسمانوں سے اوپر چلے گئے اس کے بعد انہوں نے ستر حجابات مزید عبور کئے فرمایا کہ میں نے اس کشف سے تعجب کیا اور اس شخص کی پہچان کا ارادہ کیا تو مجھے بتایا گیا کہ یہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ہیں مجھے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی اس معراج کی انتہاء کہاں تک ہوئی۔

(جامع کرامات الأولیاء ج ا ص ۱۸۱)

حضرت مریسی رحمۃ اللہ علیہ نے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے صدیقیتِ عظمٰی کے مرتبہ کی گواہی دی ہے۔ (جامع کرامات الأولیاء ج ۱، ص ۱۸۱)

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب قاضی عیاض رحمہ اللہ نے احیاء العلوم کے جلانے کا فتویٰ دیا تو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ پہنچی آپ نے قاضی عیاض پر بد دعاء فرمائی تو قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ بد دعا کے وقت ہی حمام میں اچانک فوت ہو گئے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بلکہ مہدی باللہ نے حمام مین

ان کے قتل کا حکم جاری کیا تھا۔ (جامع کرامات الأولیاء ج ۱، ص ۱۸۱)

وفات

چودہ جمادی الثانیہ ۵۰۵ھ بمطابق ۱۸ دسمبر ۱۱۱۱ء میں اپنے بھائی احمد کی موجودگی میں وفات پائی۔ طوس کے قلعہ کے مشرقی حصہ میں مقبرۂ طابران میں مشہور شاعر فردوسی کی قبر کے قریب مدفون ہوئے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کے حالات اور طلب علم کے اسفار اپنی کتاب **المنقذ من الضلال و الموصل الی ذی العزۃ والجلال** میں کچھ تفصیل سے لکھے ہیں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے علوم معروفہ کو اپنے شہر طوس میں پڑھا پھر وہاں سے چل کر امام الحرمین ابن الجوینی کے پاس علم فقہ حاصل کیا حتی کہ علم فقہ اور اصول فقہ میں اعلیٰ درجہ پر فائز ہوئے اور سلسلۂ فقہ شافعیہ کے حلقہ کے مسند نشین ہوئے پھر معسکر کی طرف منتقل ہوئے وہاں مناظرے اور مجادلے کئے اور علم کلام وغیرہ میں مہارت حاصل کی اس کے بعد بغداد منتقل ہوئے اور علمائے فلاسفہ کے سرخیل بنے اور عقائد باطنیہ سے بھی واقف ہوئے۔ صرف طریقِ صوفیاء کا علم باقی رہ گیا تھا تو اس کا بھی علم حاصل کیا پھر عمل باقی رہ گیا تو عمل میں بھی مہارت حاصل کی حتی کہ اس حقیقت کا مشاہدہ کیا جس کی تلاش میں لگے ہوئے تھے اور تادم مرگ اسی سے وابستہ رہے اور اسی پر وفات ہوئی۔

تفصیلی حالات کیلئے دیکھئے

تبیین کذب المفتری: ۲۹۱-۳۰۶، المنتظم: ۱۶۸/۹-۱۷۰، منتخب السیاق/الورقه: ۲۰، اللباب: ۳۷۹/۲، الکامل لابنِ الاثیر: ۴۹۱/۱۰، طبقات ابن الصلاح: ۲/۲۱-۲/۲۳، وفیات الاعیان: ۲۱۶/۴-۲۱۹، المختصر فی اخبار البشر: ۲۳۷/۲، تاریخ الاسلام: ۲/۱۷۳/۴-۲/۱۷۶، دول الاسلام: ۳۴/۲، العبر: ۱۰/۴، تتمة المختصر: ۳۵/۲، المستفادمن ذیل تاریخ بغداد: ۳۷-۳۸، الوافی بالوفیات: ۲۷۴/۱-۲۷۷،عیون التواریخ: ۳/لوحة: ۲۶۲-۲۶۷، مرآة الجنان: ۱۷۷/۳-۱۹۲، مرآة الزمان: ۲۵/۸-۲۶، طبقات الشافعیة، الکبری للسبکی: ۱۹۱/۶-۲۸۹، طبقات الاسنوی: ۲۴۲/۲-۲۴۵، البدایه والنهایه: ۱۷۳/۱۲-۱۷۴، وفیات ابن قنفذ: ۲۶۶-۲۶۷، النجوم الزاهره: ۲۰۳/۵، الانس الجلیل: ۲۶۵/۱، مفتاح السعادة: ۳۳۲/۲-۳۳۶، ۳۴۱-۳۴۳-۳۴۷-۳۵۰، ۵۶۰-۵۶۲، اسماء الرجال لابن هبة الله: ۶۴، طبقات ابن هدایة الله: (خ) ۶۹-۷۱، کشف الظنون: ۱۲، ۲۳، ۲۴، ۳۶، شذرات الذهب: ۱۰/۴-۱۳، اتحاف السادة المتقین: ۶/۱-۵۳، روضات الجنات: ۱۸۰-۱۸۵، ایضاح المکنون: ۱۱/۲-۱۷۱،هدیة العارفین. ۷۹/۲-۸۱، بروکلمان: ۱۴۰۸-۱۴۱۶، معجم المؤلفین: ۲۶۶/۱۱-۲۶۹، المجددون فی الاسلام: ۱۸۱-۱۸۴، سیراعلام النبلاء للذهبی: ۳۲۲/۱۹-۳۴۶، الاعلام زرکلی: ۲۲/۷-۲۳، الغزالی شبلی نعمانی، اشراق التاریخ، ۸ آداب اللغة: ۳، ۹۷، الفهرس التمهیدی: ۱۶۴، اللباب: ۱۷۰/۲.

کتب امام غزالی

(١) احیاء علوم الدین (اربع مجلدات مطبوع)
(٢) أخلاق الابرار والنجاة من الاشرار
(٣) اساس القياس
(٤) اساس المذاهب .
(٥) اسرار الانوار الالهيه بالآيات المتلوه
(٦) اسرار الحروف والكلمات
(٧) اسرار الحج (مطبوع)
(٨) اسرار المعاملات
(٩) اسرار الملكوت
(١٠) الاشارة المعنوية والاسرار الحرفية
(١١) اشراق المأخذ
(١٢) الاقتصاد فى الاعتقاد (مطبوع)
(١٣) الجام العوام عن علم الكلام (مطبوع)
(١٤) الاملاء على مشكل الاحياء (مطبوع)
(١٥) الانتصار لمافى الاجناس من الاسرار
(١٦) الانيس فى الوحدة
(١٧) ايها الولد (مطبوع)
(١٨) بدايه الهدايه فى الموعظة (مطبوع)
(١٩) بدائع الصنيع
(٢٠) البدور فى اخبار البعث والنشور

(٢١) البسيط فى الفروع (مخطوط)
(٢٢) البيان فى مسالك الايمان
(٢٣) التبرالمسبوك فى نصائح الملوك .فارسى(عربى.مطبوع)
(٢٤) تحفة الادلة
(٢٥) تحقيق المأخذ
(٢٦) تدليس ابليس
(٢٧) تعليق الاصول
(٢٨) تهافت الفلاسفه فى العقائد والكلام (مطبوع)
(٢٩) الجوابات المرقومة
(٣٠) جواب مفصل الخلاف
(٣١) جواهر القرآن (مطبوع)
(٣٢) حجة الحق
(٣٣) حجة الشرع
(٣٤) حصن المأخذ
(٣٥) حقيقة القوانين
(٣٦) حل الشكوك
(٣٧) خلاصة الفقه
(٣٨) حدائق الدقائق
(٣٩) حيات القلوب
(٤٠) خزائن الدين
(٤١) الدرج
(٤٢) الدر المنظوم والسرالمكتوم
(٤٣) خاتم فى علم الحروف

(٤٤) الدرة الفاخرة فى كشف علوم الآخرة (مطبوعه)
(٤٥) ذكر العالمين
(٤٦) الذهب الابريز
(٤٧) الرد الجميل على من غيّر التوراة والانجيل
(٤٨) رسالة التسريح
(٤٩) رسالة الحدود الفلسفى
(٥٠) رسالة الطير
(٥١) رسالة فى رجوع اسماء الله تعالىٰ الى ذات واحدة
(٥٢) الرسالة القدسية بادلتها البرهانية
(٥٣) الرسالة اللدنية
(٥٤) الرسالة المسترشدية
(٥٥) روضة الطالبين وعمدة السالكين
(٥٦) زادالمتعلمين
(٥٧) زادالآخرة
(٥٨) زجرالنفس
(٥٩) سبل السلام
(٦٠) سدرة المنتهى
(٦١) السرالمصون والجوهرالمكنون
(٦٢) سرائر العيوب
(٦٣) سرالعالمين وكشف ما فى الدارين
(٦٤) شفاء العليل فى القياس والتعليل (فى اصول الفقه مخطوط)
(٦٥) شفاء القلوب
(٦٦) صرة الانام

(٦٧) الطير (مطبوع)

(٦٨) عنصر النجاة

(٦٩) عقيدة اهل السنة (مطبوع)

(٧٠) عنقود المختصر ونقاوة المفتقر فى تلخيص اختصار مختصر المزنى فى الفروع

(٧١) العنوان

(٧٢) غاية الغور فى الدور

(٧٣) غاية الفصول

(٧٤) غاية الوصول فى الاصول

(٧٥) غرر الدرر فى المواعظ

(٧٦) الغور فى الدور فى المسئلة السريجيه

(٧٧) فاتحة العلوم

(٧٨) الفتاوى

(٧٩) فرض الدين

(٨٠) فرض العين

(٨١) فضائح الاباضية

(٨٢) فضائح الباطنيه (مطبوع)

(٨٣) الفكرة والعبرة

(٨٤) فواتح السور

(٨٥) فيصل التفرقه بين الاسلام والزندقه (مطبوع)

(٨٦) قانون الرسول

(٨٧) القربة الى الله سبحانه وتعالىٰ

(٨٨) القسطاس المستقيم

(٨٩) قواعد العقائد

(٩٠) القول الجميل فى الرد على من غير الانجيل

(٩١) كتاب التوحيد واثبات الصفات

(٩٢) كتاب الحدود

(٩٣) كتاب الفرق بين الصالح وغير الصالح (مخطوط)

(٩٤) الكشف والتبيين فى غرور الخلق اجمعين

(٩٥) كنز العدة

(٩٦) كنوز الجواهر

(٩٧) كيميائے سعادت (فارسى)

(٩٨) كنز القوم والسر المكتوم

(٩٩) لباب اللباب

(١٠٠) لب الالباب

(١٠١) كتاب السلوك

(١٠٢) المأخذ فى الخلاف بين الحنفية

(١٠٣) المبادى والغايات فى قتل المسلم بالذمى

(١٠٤) محك النظر

(١٠٥) مدخل السلوك الى منازل الملوك

(١٠٦) مدارج الاستدراج

(١٠٧) مدرج الزلق

(١٠٨) مراقى الزلفى

(١٠٩) مرشد الطالبين

(١١٠) مرشد السالكين ومنقذ الهالكين

(١١١) المسائل المستظهرية

(١١٢) المستصفى فى اصول الفقه (مطبوع)

(١١٣) مشكوة الانوار فى رياض الازهار

(١١٤) مشكوة الانوار فى لطائف الأخبار فى المواعظ

(١١٥) مشكوة الانوار ومصفاة الاسرار فى تفسير آية النور

(١١٦) المصالح والمفاسد

(١١٧) مصطفيات الاسرار

(١١٨) المضنون به على غيراهله

(مطبوع وفى نسبته اليه كلام)

(١١٩) معارج القدس الى مدارج النفس

(فى مجلد موجود بدار الكتب كوپريلى – مخطوط)

(١٢٠) المعارف العقلية والحكم الآلهية (مخطوط)

(١٢١) المعتقد

(١٢٢) معراج السالكين

(١٢٣) معرفة النفس

(١٢٤) معيار العلم فى المنطق

(١٢٥) مفتاح الدرجات

(١٢٦) مقاصد الاقطار

(١٢٧) مقاصد الفلاسفة (مطبوع)

(١٢٨) مقامات العلماء بين يدى الخلفاء والامراء

(١٢٩) المقصد الاسنى فى شرح اسماء الله الحسنى

(مطبوع)

(١٣٠) المقصد الاقصى

(١٣١) مقصد الخلاف فى علم الكلام

(١٣٢) مناقضات

(١٣٣) المنتحل في علم الجدل

(١٣٤) المنخول في علم الاصول (مخطوط)

(١٣٥) منشأ الرسالة في احكام الزيغ والضلالة

(١٣٦) المنقذ من الضلال والمفصح عن الاحوال (مطبوع)

(١٣٧) منهاج العابدين (مجلدات و مطبوع بمصر)

(١٣٨) ميزان العمل

(١٣٩) نصيحة الملوك (فارسى)

(١٤٠) نيرالعالمين

(١٤١) نزهة السالكين

(١٤٢) الوجيز في فروع الشافعية (مطبوع)

(١٤٣) الوسيط في الفروع

(١٤٤) الوقف والابتداء(في التفسير - مخطوط)

(١٤٥) ياقوت التاويل في تفسير التنزيل في اربعين مجلدا.

(مخطوط)

(١٤٦) يواقيت العلوم

امام غزالیؒ
پر لکھی جانے والی کتابیں اور ان کے مصنفین

(۱) الغزالی (مطبوع) عبدالباقی سرور

(۲) الغزالی (مطبوع) یوحنا قمیر

(۳) الغزالی (مطبوع) جمیل صلیبا و کامل عیاد

(٤) الغزالی (مطبوع) محمد رضا

(۵) الاخلاق عندالغزالی (مطبوع) زکی مبارک

(٦) الغزالی (مطبوع) احمد فرید الرفاعی

(۷) ابو حامد الغزالی حیاته و مصنفاته (مطبوع) محمد رضا

(۸) فی صحبة الغزالی (مطبوع) ابوبکر عبدالرزاق

(۹) الحقیقة فی نظر الغزالی (مطبوع) سلیمان دنیا

(۱۰) ترجمة الغزالی وتعالیمه وآرائه (مطبوع) شیخ محمد الخضری
فی رسالته فی المجلد ٣٤ من مجلة المقتطف.

(۱۱) امام غزالی فی تاریخه و فلسفتة (مطبوع بالترکیه)
رضاء الدین بن فخر الدین

(۱۲) ماللغزالی وماعلیه (مطبوع) حسن عبداللطیف
عزام الفیومی

(۱۳) الغزالی (مطبوع) علامہ شبلی نعمانی ہندی

سیرت خلفاء
پر لکھی جانے والی کتب

(۱) تحفة الظرفاء بذكر الملوك و الخلفاء
(۲) تحفة الملوك
(۳) سير الملوك
(٤) الذهب المسبوك
(۵) سلجوق نامه
(٦) سنن الخلفاء
(۷) السلوك لمعرفة دول الملوك
(۸) سيرت الجلال خوارزم شاه
(۹) سيرت الخلفاء
(۱۰) سيرت الحاكم العبيدى
(۱۱) سيرت طغرل
(۱۲) سيرت العمرين
(۱۳) تاريخ الخلفاء سيوطى
(١٤) التبر المسبوك فى نصائح الملوك فارسى امام غزالى
(۱۵) تبصرة الملوك و تذكرة السلاطين
(١٦) سيرت القاهر
(۱۷) سيرت المامون
(۱۸) سيرت المستضىء

(۱۹) سیرت المعتصم

(۲۰) سیرت المستنصر

(۲۱) سیرت صلاح الدین

(۲۲) سیرت الملک الظاهر

(۲۳) سیرت نورالدین

(۲٤) مجمع آثار الملوک

(۲۵) مسامرۃ الملوک

(۲٦) نصیحۃ الملوک . امام غزالی

(۲۷) معجم فی آثار ملوک العجم

(۲۸) مناقب الخلفاء

(۲۹) نصیحۃ الملوک

(۳۰) اخلاق الملوک للجاحظ

(۳۱) اخلاق الملوک للفتح بن خاقان

(۳۲) اخلاق الملوک لابن الحارث

(۳۳) محاسن الملوک

(۳٤) الذهب المسبوک مواعظ الملوک لمحمد بن فتوح
الازدی الحمیدی ٤۸۸ ھ

(۳۵) سراج الملوک للطرطوشی المالکی م ۵۲۰ ھ

(۳٦) المنهج المسلوک فی سیاسۃ الملوک لجمال الدین
عبدالرحمن بن نصرم ۵۸۹ ھ

(۳۷) الشفاء فی مواعظ الملوک والخلفاء لابن الجوزی م
۵۹۷ ھ

التبر المسبوك

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے سلجوقی بادشاہ سلطان محمد بن ملک شاہ کیلئے فارسی زبان میں التبر المسبوک فی نصائح الملوک تالیف کی۔
اس کو بعض اہل علم نے فارسی سے عربی مین منتقل کیا پھر اس کو محمد بن علی المعروف عاشق چلپی رحمۃ اللہ علیہ نے ترکی زبان میں منتقل کیا اسی طرح سے علائی بن محب الشریف شیرازی لسنان بک جو بایزید بن سلطان سلیمان خان کے اتباع میں سے تھے انہوں نے بھی اس کو ترکی میں منتقل کیا اور اس کا نام نتیجۃ السلوک رکھا اس کتاب کے انہوں نے سات ابواب اور دو مقالے رکھے اس ترجمہ میں بہت سے الحاقات ہیں، اس کو محمد بن عبدالعزیز المعروف وجودی م ۱۰۲۰ھ نے بھی ترکی میں منتقل کیا تھا۔
اس کا اردو زبان میں ترجمہ جناب حضرت مولانا پروفیسر عبدالصمد صارم الازہر دامت برکاتہم کے شکریہ کے ساتھ اور مزید کتب مستندہ سے اضافہ کر کے جدید کمپوزنگ کے ساتھ طبع کرا رہے ہیں کتاب امام غزالی کی عظمت کی طرح خود بھی عظیم مضامین کا مرقع ہے دیکھنے اور پڑھنے والے حضرات نے ایسا گوہر نایاب شاید ہی دیکھا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ حضرت امام غزالی قدس سرہ اور جناب پروفیسر عبدالصمد صارم الازہر دامت برکاتہم کے اس کارنامہ کو ہماری اس کوشش سے نئی زندگی دے اور قارئین وسامعین کیلئے مفید تر بنائے اور اس میں ہی اس تمامتر کوششوں کو کامیاب و کامران فرمائے۔

اضافات

مشہور محدث ومؤرخ امام ابن الجوزی سن وفات ۵۹۷ھ نے ایک عظیم تصنیف الشفاء فی مواعظ الملوك والخلفاء تحریر فرمائی تھی ہم نے اس کتاب کے تمام ابواب سے چیدہ چیدہ عبارات کا نہایت دلچسپ اور سلیس اردو ترجمہ کیا اور ان کے حواشی میں حوالے نقل کردیئے ہیں۔ التبر المسبوك میں ذیلی عنوانات نہیں تھے ان کو بڑی کاوش کے ساتھ مضامین کتاب کے مطابق ڈھال کر عنوانات تجویز کیئے جن سے کتاب کے مطابق سمجھنا اور ان سے استفادہ کرنا آسان ہوگیا ہے۔

شروع کتاب میں ان سب مضامین کی فہرست بھی شامل اشاعت کردی۔

امام غزالی کے حالات کو بھی مختصر طور پر مستند عربی تاریخی کتب سے ترجمہ کر کے شامل کیا اور امام غزالی کی تالیفات وتصنیفات کی الگ سے ایک فہرست تیار کر کے طبع کرائی ہے۔ مواعظ ملوك و خلفاء اور سیرت پر جو کتابیں لکھی گئیں ان میں سے ایک معتدبہ تعداد کے نام اور ان کے مصنفین کے نام تحریر کردیئے ہیں۔

جدید کمپوزنگ کے ساتھ ساتھ اس کی تصحیح کا بھی بڑی خوبی کے ساتھ اہتمام کیا گیا ہے اب یہ کتاب اپنی بہت سی اضافی خوبیوں کے ساتھ آپ کے سامنے ہے اس کی ہر طرح کی مساعی میں شریک تمام حضرات کیلئے قارئین کرام قبولیت تامہ کی دعا فرمائیں اور کتاب پر عمل کر کے اپنی زندگی کو اونچے معیار پر پہنچائیں یہ کتاب صرف بادشاہوں کو شاہی سکھانے والی نہیں ہے بلکہ سب مسلمانوں کو ایک قابل رشک شخصیت بنانے کی اہلیت کی حامل ہے اس کا اندازہ ان تمام مذکورہ مضامین کو اپنے حالات پر فٹ کرنے کے بعد لگایا جاسکتا ہے کہ یہ کتاب خود ہمارے لئے کتنی مفید ہے۔

امداد اللہ انور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بادشاہ سے خطاب

نعمت ایمان

اے شاہِ شرق و غرب، اللہ تعالیٰ نے آپ پر بہت سے انعام و اکرام کئے ہیں جن کا شکر واجب ہے۔ اور جن کو پھیلانا آپ کا فریضہ ہے کیونکہ جو شخص اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتا تو وہ نعمت زائل ہو جاتی ہے اور روزِ قیامت اسے اپنی تقصیر پر نادم ہونا پڑتا ہے۔

ہر وہ نعمت جس کو موت منقطع کر دے عاقل کے نزدیک اس کی کوئی قدر و منزلت نہیں ہے نہ اِس کی کوئی اہمیت ہے کیونکہ عمر خواہ کتنی ہی دراز کیوں نہ ہو جائے، ایک دن ختم ہونی ہے۔ دیکھئے نوح علیہ السلام ہزار سال سے اوپر زندہ رہے اور ان کی موت پر پانچ ہزار سال گزر چکے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کبھی پیدا ہی نہیں ہوئے تھے۔

تو قدر و منزلت اس نعمت کو ہے جو ہمیشہ رہے خواہ کتنے ہی روز و شب کیوں نہ گزر جائیں۔ وہ نعمت ایمان ہے جو سعادتِ ابدی کے لئے بمنزلہٗ تخم کے ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس نعمت سے سرفراز فرمایا ہے، آپ کے پاکیزہ دل میں اس کا بیج بو دیا ہے اور آپ کے سینہ میں اسے ودیعت کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ طاقت عطا فرمائی ہے کہ آپ اس تخم کی آبیاری کریں اور اطاعت کے پانی سے اسے سیراب کریں حتی کہ ثریٰ تک اس کی جڑیں اور ثریا تک اس کی شاخیں پہنچ جائیں۔

جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے۔

الم تر کیف ضرب اللہ مثلاً کلمة طیبة کشجرة طیبة اصلها ثابت و فرعها فی السماء.

کیا تو نے نہیں دیکھا اللہ کیسی کہاوت لاتا ہے پاکیزہ کلمہ کی مثال پاکیزہ درخت کی سی ہے کہ اس کی جڑ راسخ ہے اور اس کی شاخیں آسمان میں ہیں۔

جب یہ درخت ایمان کے ذریعہ راسخ نہ ہو اور اس کی شاخیں مکمل نہ ہوں تو موت کی ہواؤں سے اس کے بارے میں خدشہ رہتا ہے۔ تو دمِ آخر یہ درخت جڑ سے اُکھڑ جاتا ہے۔ اور بندہ بغیر ایمان کے رہ جاتا ہے اور اپنے پروردگار سے خالی ہاتھوں ملتا ہے۔

ایمان کے اصول وفروع

اے بادشاہ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ اس درخت کی دس جڑیں ہیں اور دس شاخیں ہیں۔ اس کی جڑ اعتقاد قلبی ہے اور اس کی شاخ عمل ہے۔ چونکہ مجلسِ عالی سے ان اصول وفروع کی تشریح کی اجازت ہے، تاکہ سلطانِ عالم اس درخت کی تربیت میں مصروف ہوں۔

جمعہ کا دن عبادت کیلئے مخصوص کریں

عرض ہے کہ یہ بات جب ہو سکتی ہے کہ حضور ہفتے کے سات دنوں میں سے صرف ایک دن عباداتِ الٰہی اور اشغالِ آخرت کے لئے صرف کریں۔ یہ جمعہ کا دن ہونا چاہئے کیونکہ یہ مسلمانوں کی عید کا دن ہے اور اس میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ اگر بندہ خلوصِ دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے کچھ طلب کرتا ہے تو وہ ضرور عطا فرماتا ہے آپ کے لئے یہ کچھ دشوار بھی نہیں ہے کہ سات دنوں میں سے ایک دن پروردگار کی عبادت کے لئے خاص کر دیں،

دیکھئے اگر آپ کا کوئی غلام ہو اور آپ اسے حکم دیں کہ ہفتہ میں صرف ایک دن وہ آپ کی خدمت کیا کرے مگر وہ نہ اُس دن نہ بقیہ چھ دن خدمت کرے تو آپ کے غضب کا کیا حال ہو گا حالانکہ آپ غلام کے کوئی خالق نہیں ہیں۔وہ صرف آپ کا مجازی غلام ہے۔

اے بادشاہ آپ اللہ تعالیٰ کے حقیقی بندے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں تو آپ جس چیز کو غلام کے لئے پسند نہیں کرتے اپنے بارے میں کیوں پسند کرتے ہیں۔

روز جمعہ کے اشغال

لہذا جمعہ کی رات میں روزے کی نیت کیا کیجئے اگر جمعرات کو بھی شامل کرلیں تو بہتر ہے۔ جمعہ کے دن سویرے اٹھیئے، غسل کیجئے، اور ایسے کپڑے پہنئے جن میں تین اوصاف ہوں۔ ایک تو یہ کہ حلال کی کمائی سے ہوں۔ دوسرے یہ کہ ریشمی نہ ہوں۔ تیسرے یہ کہ ایسے ہوں جن سے نماز ہو سکے مثلاً گرما میں دیبا کتان، توزری اور بانس سے بنائے ہوئے کپڑے ہوں۔ اور جاڑوں میں اُونی اور رُوئی صوف کے کپڑے ہوں، ہر وہ کپڑا جس میں یہ اوصاف نہ ہوں اللہ اسے پسند نہیں کرتا، صبح کی نماز باجماعت پڑھئے اور طلوعِ شمس تک کسی سے بات نہ کیجئے، نہ قبلے کی طرف سے منہ پھیریئے، ہاتھ میں تسبیح لیجئے اور ہزار بار **لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کہئے، جب سورج طلوع ہو جائے تو کسی شخص سے کہیئے کہ وہ یہ کتاب آپ کو پڑھ کر سنائے تاکہ اس کے مسائل آپ کو حاضر رہیں، اسی طرح ہر جمعہ کے دن کوئی شخص آپ کو یہ کتاب سنایا کرے، جب پڑھنے والا کتاب پڑھ چکے تو چار رکعت پڑھئے اور چاشت تک تسبیح و تہلیل میں مشغول رہئے کیونکہ اس نماز کا بڑا ثواب ہے۔ خصوصاً جمعہ کے دن۔

بعد ازاں جب آپ تخت پر ہوں یا خلوت میں تو برابر کہتے رہئے
اللھم صلّ علی محمد و علی آل محمد اور جس قدر بھی ہو سکے اس دن صدقہ کیجئے۔ اس طرح اس دن کو اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص کر دیجئے تاکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کے بقیہ ایام کا یہ دن کفارہ بن جائے۔

عقیدۂ توحید جو ایمان کی بنیاد ہے

اے بادشاہ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ آپ مخلوق ہیں اور آپ کا کوئی خالق ہے جو خالق عالم ہے۔ اور جو کچھ عالم میں ہے ان کا بھی خالق ہے، وہ ایک ہے، بے شریک ہے، یکتا ہے اُس جیسا کوئی نہیں، ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا۔ اُس کے لئے فنا نہیں، ہر ایک اُس کی طرف محتاج ہے وہ کسی کا محتاج نہیں، اُس کا وجود اُس کے ساتھ ہے اور ہر چیز کا وجود اسی سے قائم ہے۔

تنزیہ خالق کائنات

آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ بے مثل و بے صورت ہے نہ وہ کسی قالب میں حلول کرتا ہے، کمیت و کم اور کیوں اور کیا سے منزہ ہے نہ وہ کسی کے مشابہ ہے نہ کوئی چیز اس کے مشابہ ہے، وہم، خیال و فکر میں اس کے بارے میں جو کچھ تخیل، تمثیل و تکیف آتا ہے وہ ان سب سے بری ہے کیوں کہ یہ تو مخلوقات کے اوصاف ہیں۔ اور وہ ان کا خالق ہے لہذا ان کے اوصاف کے ساتھ کیسے متصف ہو سکتا ہے، وہ نہ کسی مکان میں ہے نہ کسی مکان پر ہے۔ کیوں کہ مکان اس کا احاطہ نہیں کر سکتا، جو کچھ بھی عالم میں ہے وہ اس کے عرش کے نیچے ہے اور اس کا عرش اس کی قدرت و تسخیر کے نیچے ہے۔ عرش سے پہلے وہ مکان سے منزہ تھا۔ عرش اس کا متحمل نہیں ہے۔ بلکہ عرش، اور حاملین عرش کو اس کا لطف و کرم اٹھائے ہوئے ہے۔ اس کا

عرش پر متمکن ہونا اسی طرح ہے جس طرح کہ اس نے فرمایا اور اس معنی کے ساتھ ہے جو اس نے مراد لئے ہیں۔ علاوہ بریں وہ استقرار، تماس، تمکن، حلول اور انتقال سے پاک ہے، وہ عرش پر ہے اور ہر چیز پر ہے یعنی ثریا سے لے کر تحت الثری تک، باوجود اس کے کہ وہ ہر موجود سے قریب ہے اور وہ قریب وبعید کی رگِ گلو سے بھی زیادہ قریب ہے ہر چیز پر قادر وشاہد ہے، کرتا ہے جو چاہتا ہے، صفاتِ جلال وجمال سے متصف رہتا ہے، زوال و انتقال سے پاک ہے اور زیادتی وکمال سے بے پرواہ ہے۔ کسی مقام کا محتاج نہیں، عرش سے پہلے بھی اور عرش کی تخلیق کے بعد بھی، وہ ان اوصاف سے متصف ہے جن کے ساتھ ازل میں متصف تھا، اس کی صفات میں تغیر وانقلاب کو دخل نہیں، وہ مخلوق کی صفات سے منزہ ومبرا ہے۔ دنیا میں معلوم ہے اور آخرت میں مرئی ہے۔ مگر جس طرح کہ دنیا میں بلا مثل و شبیہ معلوم ہے اسی طرح آخرت کی رویت بھی لیس کمثلہ شیء وھو السمیع البصیر کی مصداق ہے۔ (اس جیسا کوئی نہیں اور وہ سننے دیکھنے والا ہے)۔

قدرت خداوندی کے بارے میں

وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس کی مملکت کامل واکمل ہے، عجز و نقصان کو وہاں دخل نہیں۔ جو چاہا کیا اور جو چاہے گا کرے گا، ساتوں آسمان وزمین، عرش و کرسی اس کے قبضۂ اقتدار میں ہیں، وہ مالک الملک ہے اسی کی سلطنت ہے اور بلند ہے ان باتوں سے جو ظالم لوگ کہتے ہیں۔

علم خداوندی کے بارے میں

اللہ تعالیٰ ہر معلوم کو جانتا ہے اس کا علم ہر چیز کو احاطہ کئے ہوئے ہے۔ ثریا سے لیکر ثریٰ تک اس کا علم احاطہ کئے ہوئے ہے کیوں کہ تمام اشیاء اس

کے علم سے ظاہر ہوئیں، اور اسی کے ارادہ سے پیدا ہوئیں اسی کی قدرت سے ان کا وجود ہے، وہ صحراؤں کے ذرات، بارش کے قطرات اور درختوں کے پتوں تک کا علم رکھتا ہے۔ پوشیدہ افکار کو بھی جانتا ہے، جن چیزوں پر ہوائیں چلتی ہیں ان کو بھی جانتا ہے جس طرح کہ ستاروں کے عدد کو جانتا ہے، جو کچھ عالم میں ہے اس کے ارادہ و مشیت سے ہے، کوئی چیز چھوٹی ہو یا بڑی، نفع ہو یا ضرر، زیادتی ہو یا نقصان، راحت ہو یا تھکاوٹ، صحت ہو یا بیماری، سب کچھ اسی کے حکم و تدبیر سے ہے اور اسی کی مشیت و تقدیر سے ہے، اگر جن وانس، ملائکہ و شیاطین اس بات پر متفق ہو کر کوشش کریں کہ ایک ذرہ کو حرکت دے دیں یا ایک ذرہ کو ساکن کر دیں، یا کمی زیادتی کر دیں تو وہ بغیر اس کی طاقت و قوت کے ایسا نہ کر سکیں گے اور ہرگز قادر نہ ہوں گے جو اس نے چاہا ہوا اور جو نہ چاہا نہ ہو سکا، اس کی مشیت کو رد نہیں کیا جا سکتا جو کچھ ہوا، جو کچھ ہو گا اور جو کچھ ہونے والا ہے سب اس کی تدبیر، حکم اور تسخیر سے ہے۔

وہ سمیع و بصیر ہے

جس طرح کہ وہ تمام معلومات کا عالم ہے اسی طرح وہ ہر چیز کا سننے والا ہے اور ہر چیز کا دیکھنے والا بھی ہے، وہ ایک ہی سماعت اور ایک ہی بصارت سے تاریک رات میں چیونٹی کی حرکت کو دیکھ لیتا ہے اور طبقات ارض میں کیڑے کے رینگنے کی آواز کو سن لیتا ہے اس کی سماعت و بصارت چشم و گوش کی پابند نہیں جس طرح کہ اس کا علم کسی غور و فکر کا محتاج نہیں اسی طرح اس کے کام بغیر آلات و سامان کے ہیں، اشیاء سے کہتا ہے ہو جاؤ تو وہ ہو جاتی ہیں۔

کلام خداوندی میں

اللہ تعالیٰ کا حکم تمام مخلوقات پر نافذ ہے خواہ از قسم وعدہ ہو یا از قسم وعید

کیوں کہ وہ حق ہے اور اس کا کلام اس کا حکم ہے، جس طرح کہ وہ عالم، مرید، قدیر، اور سمیع و بصیر ہے اسی طرح سے وہ متکلم بھی ہے۔ اس کا کلام بغیر زبان و حلق، دانتوں اور منہ کے ہے، قرآن، تورات، انجیل، زبور اور تمام کتب منزلہ سب کی سب اس کا کلام ہیں۔ اس کا کلام اس کی صفت ہے اور اس کی تمام صفات قدیم ہیں۔ جس طرح کلام آدمیوں کے ہاں حرف اور صوت سے مرکب ہے اس کا کلام ایسا نہیں ہے۔

افعالِ خداوندی میں

عالم میں جو کچھ ہے اس کا پیدا کردہ ہے نہ اس کا کوئی شریک نہ خالق، بلکہ وہ خالق واحد ہے اس نے جو کچھ از قسم تعب، مرض، فقر، عجز و جہل وغیرہ پیدا کیا ہے وہ عدل ہی عدل ہے اس کے افعال میں ظلم نہیں کیونکہ ظالم اسے کہتے ہیں جو دوسرے کی ملکیت میں تصرف کرے اور اللہ تعالیٰ تو اپنی ہی ملکیت میں تصرف کرتے ہیں۔ اس کے سوا کوئی مالک نہیں جو کچھ ہے اور جو کچھ ہوگا وہ اس کی ملکیت ہے اور بلا شبہ و مثل مالک ہے، کسی کو اس پر اعتراض کرنے کا حق نہیں ہے۔ نہ کوئی چوں و چرا کر سکتا ہے، تمام افعال میں اسی کا حکم چلتا ہے کسی کو تسلیم و رضا کے سوا چارۂ کار نہیں ہے۔

ذکرِ آخرت میں

اللہ تعالیٰ نے عالم کو دو چیزوں یعنی روح و جسم سے پیدا کیا ہے جسم کو روح کی منزل ٹھہرائی تاکہ آخرت کے لئے توشہ حاصل کر سکے ہر روح کے لئے ایک مدت معینہ رکھی ہے کہ وہ جسم میں رہے، اس مدت کا اختتام بلا کسی زیادتی و نقصان کے اس کی اجل ہے، جب اجل آجاتی ہے تو جسم و روح میں تفریق ڈال دیتی ہے، جب میت قبر میں رکھ دی جاتی ہے تو روح جسم کی طرف لوٹائی جاتی ہے، تاکہ نکیرین کے سوالات کا جواب دے، یہ دو عظیم

الشان، ہولناک شخصیتیں ہیں وہ اس سے اس کے پروردگار اور نبی ﷺ کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ اگر وہ جواب نہیں دے سکتا تو وہ اسے عذاب دیتے ہیں۔ اور اس کی قبر کو سانپوں اور بچھوؤں سے بھر دیتے ہیں، قیامت کا دن، حساب و کتاب، جزاو سزا کا دن ہے۔ اس دن روح جسم کی طرف لوٹائی جاتی ہے، صحیفے کھولے جاتے ہیں اور اعمال کو مخلوقات پر پیش کیا جاتا ہے، ہر انسان اپنے صحیفے کو دیکھتا ہے، اپنے اعمال و افعال کو دیکھتا ہے، اپنی طاعت و معصیت کو دیکھتا ہے اس کے اعمال میزان میں تولے جاتے ہیں، پھر اسے صراط پر گزرنے کا حکم ہوتا ہے صراط، بال سے باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے، جو شخص اس عالم میں صراط مستقیم پر ہوتا ہے وہ پار کر لیتا ہے اور آرام سے گزر جاتا ہے اور اگر اچھے اخلاق و عادات پر نہ ہو، مولیٰ کا نافرمان ہو اور اپنی خواہشات کا متبع ہو تو وہ راہ نہیں پاتا اور گزر نہیں سکتا لہذا جہنم میں گر جاتا ہے۔ سب کو [illegible] مستقیم پر کھڑا کیا جائے گا۔ اور اعمال سے پرسش ہو گی صادقین کے [illegible] سے اور منافقین و مرائین کے نفاق سے سوال کیا جائے گا اور انہیں رسوا کیا جائے گا، پھر کچھ لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے بغیر حساب و کتاب کے اور کچھ لوگوں کے حساب میں نرمی کی جائے گی، اور بعض سے سختی سے محاسبہ ہوگا پھر کفار جہنم کی طرف کھینچے جائیں گے اس طرح کہ کسی طرح اس کی خلاصی نہ ہو گی، اہل اسلام کو جنت کی طرف اور گناہ گاروں کو جہنم کی طرف لے جایا جائے گا۔ البتہ جن لوگوں کی کوئی نبیؑ، عالم یا ہو حق سفارش کرے گا اسے معاف کر دیا جائے گا اور جس کا کوئی سفارشی نہ ہو گا اس کو بقدر گناہ سزا ملے گی۔ پھر جنت میں داخل کر دیا جائے گا بشرطیکہ اس کا ایمان سالم ہو۔

ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

جب اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا چیزیں مقدر کیں اور اس کے احوال و اعمال و اکتساب کو سبب سعادت و شقاوت قرار دیا اور دیکھا کہ انسان خود ان چیزوں کو نہیں پہچان سکتا تو اپنی رحمت و شفقت سے ملائکہ پیدا کئے اور انہیں ان لوگوں کی طرف بھیجا جن کو ازل میں سعادت بخشی تھی یعنی انبیاء کی طرف، پھر انہیں مخلوق کی طرف بھیجا تاکہ ان کے لئے سعادت و شقاوت کی راہوں کو واضح کر دیں، تاکہ لوگوں کو حجت بازی کا موقعہ نہ رہے، اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر میں بشیر و نذیر بنا کر بھیجا۔ اور ان کی نبوت کو درجۂ کمال تک پہنچایا جس پر زیادتی کی گنجائش نہ رہی۔ اسی لئے آپ کو خاتم النبیین بنایا اب ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ انس و جن کو ان کی اطاعت کا حکم فرمایا، اور سید الاولین والآخرین ٹھہرایا، اور آپ کے اصحاب کو تمام انبیاء کے اصحاب سے بہتر گردانا۔

شجرِ ایمان کے فروعات

اے بادشاہ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ قلبِ انسانی میں جو کچھ علم و معرفت ہے یہ ایمان کی جڑ ہے اور اعضائے سبعہ پر جو طاعت و عدل کا ظہور ہوتا ہے یہ ایمان کی فروعات ہیں، اگر فرع کمزور و نحیف ہو گی تو یہ اصل کی کمزوری کی دلیل ہو گی، موت کے وقت وہ قرار نہ پکڑ سکے گا۔ اعمال بدن ایمانِ قلب کا عنوان ہیں، وہ اعمال جو ایمان کے فروعات ہیں، دو ہیں حرام سے بچنا اور فرائض کا ادا کرنا۔ ان دونوں کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ جو آپ

کے اور خالق کے درمیان ہے، جیسے نماز، روزہ، حج، زکوۃ، اور حرام وشراب سے بچنا۔ دوسری قسم وہ ہے جو آپ کے اور مخلوق کے درمیان ہے اور وہ رعیت کے ساتھ عدل ہے اور ظلم سے باز رہنا ہے۔ اصل ان دونوں کی یہ ہے کہ آپ خالق کے حکم کی اطاعت کریں۔ اور جن چیزوں سے اس نے روکا ہے ان سے رکیں اور ایسی چال چلیں جس کی آپ اپنے غلام سے توقع کرتے ہیں۔ اور لوگوں کے ساتھ ایسا برتاؤ کریں جیسا کہ آپ رعیت ہونے کی حالت میں اپنے بادشاہ سے چاہتے ہیں۔

آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ جو کچھ آپ کے اور خالق کے درمیان ہے وہ معاف ہو سکتا ہے، مگر جو لوگوں سے متعلق ہے کسی صورت معاف نہیں ہو سکتا، یہ بڑی خطرناک چیز ہے کوئی بادشاہ اس سے نجات نہیں پا سکتا سوائے اس بادشاہ کے جو عدل وانصاف کے ساتھ عمل کرتا ہو اور قیامت کے دن انصاف کا طلب گار ہو۔ عدل وانصاف کے دس (۱۰) اصول ہیں۔

احکامات حکمرانی اور عدل وانصاف

پہلے آپ حکومت کی قدر ومنزلت کو پہچانیں اور اس کی عظمت کو سمجھیں۔ کیوں کہ سلطنت اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے ایک بڑا انعام ہے، جس نے اسکے حقوق کی رعایت کی بڑی سعادت پائی جس سے بڑھ کر کوئی سعادت نہیں۔ اور جس نے اس کی رعایت نہ کی اس نے بڑی بدبختی پائی۔ جس کے اوپر سوائے کفر کے کوئی بدبختی نہیں۔

اس کی قدر ومنزلت کے لئے یہی دلیل کافی ہے حضور ﷺ نے فرمایا بادشاہ کا ایک دن کا انصاف اللہ کو ستر سال کی عبادت سے زیادہ پسندیدہ ہے اور فرمایا، قیامت کے دن کوئی سایہ سوائے سایۂ خداوندی کے باقی نہیں رہے گا مگر اس کے سائے تلے صرف سات آدمی آسکیں گے، عادل بادشاہ، عبادت

گزار نوجوان، وہ شخص جو بازار میں ہو مگر دل اس کا مسجد میں ہو، وہ دو شخص جو خدا کے لئے آپس میں محبت کرتے ہیں، وہ شخص جس نے خدا کو تنہائی میں یاد کیا اور اس کے آنسو بہہ پڑے، وہ شخص جسے حسین و جمیل عورت نے اپنی طرف بلایا ہو، اور وہ اس کی طرف مائل بھی ہو گیا ہو پھر اس نے کہا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں، وہ شخص جو پوشیدہ طور پر دیتا ہے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی پتہ نہیں چلتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا لوگوں میں سے سب سے محبوب اور قریب اللہ کے نزدیک وہ بادشاہ ہے جو عادل ہو اور مبغوض ترین اور بعید ترین وہ بادشاہ ہے جو ظالم ہو، اور فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھوں میں محمد ﷺ کی جان ہے عادل بادشاہ کے اعمال آسمان کی طرف بقدر اس کی رعیت کے اعمال کے لئے جاتے ہیں اس کی ہر نماز ستر نمازوں کے برابر ہوتی ہے۔

جب معاملہ یہ ہے تو اس سے بڑی نعمت اور کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کو بادشاہت عطا فرما دے اور اس کی عمر کی ایک گھڑی کو دوسروں کی تمام عمر کے برابر ٹھہرا دے مگر جس شخص نے اس نعمت کی قدر نہ جانی اور ظلم و خواہشات میں منہمک ہو گیا ڈر ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے دشمنوں میں شمار کرنے لگیں۔

سلطنت کے عظیم القدر ہونے پر ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ روایت بھی دلالت کرتی ہے کہ آپ ایک دن تشریف لائے اور کعبہ کے حلقہ سے چمٹ گئے۔ اس وقت کعبہ میں کچھ قریش تھے آپ نے فرمایا اے قریش کے سردارو اپنی رعایا اور متبعین کے ساتھ تین باتوں کا التزام کرو۔ جب وہ رحم کا سوال کریں تو رحم کرو، جب فیصلہ چاہیں تو عدل کرو اور وہ کرو جو کچھ تم کہتے ہو، جو اس پر عمل نہ کرے اس پر اللہ کی لعنت اور فرشتوں کی لعنت، اللہ تعالیٰ نہ اس کے فرض کو قبول کرے گا نہ نفل کو، نیز حضور ﷺ نے فرمایا

ہے جس نے ظلم کے ساتھ دو فریق میں فیصلہ کیا تو ظالموں پر اللہ کی لعنت ہو، فرمایا تین شخصوں کی طرف اللہ تعالیٰ کبھی نہیں دیکھیں گے، ظالم و کاذب سلاطین، بوڑھا زانی، اور متکبر فقیر، مراد یہ ہے کہ وہ لالچ کی بنا پر تکبر کرتا ہو، اور ایک دن صحابہ سے فرمایا ایک زمانہ آئے گا کہ تم لوگ مشرق و مغرب کو فتح کر لو گے، مگر ان تمام مقاموں کے عمال جہنم میں جھونک دیئے جائیں گے سوائے اس شخص کے جو اللہ سے ڈرے گا، اور پرہیز گاری کی راہ چلے گا، اور امانت کو ادا کرے گا، اور فرمایا جس شخص کو بھی اللہ تعالیٰ کہیں کا حاکم بنادے مگر وہ ان کے ساتھ خلوص کا برتاؤ نہ کرے اور نہ ان پر شفقت کرے تو ان پر جنت کو حرام کر دے گا۔

فرمایا، جو شخص مسلمانوں پر حاکم بنا اور ان کی اپنے گھر والوں کی سی حفاظت نہ کی تو اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ فرمایا دو شخص میری شفاعت سے محروم رہیں گے، ظالم بادشاہ اور غالی بدعتی جو احکامات سے تجاوز کر جائے۔ نیز فرمایا قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب ظالم بادشاہ کو ہو گا۔ فرمایا، پانچ شخص ہیں جن پر اللہ کا غضب ہو گا۔ اور جہنم ان کا ٹھکانہ ہو گا، قوم کا وہ سردار جو قوم سے اپنا حق لیتا ہے مگر انصاف نہیں کرتا اور ظلم کو ان سے نہیں اٹھاتا، قوم کا وہ سردار جس کی لوگ فرماں برداری کرتے ہیں اور وہ قوی و ضعیف کے ساتھ مساوات کا برتاؤ نہیں کرتا اور میلان و محبت کے تابع ہو کر فیصلہ کرتا ہے وہ شخص جو اپنے بیوی بچوں کو طاعت خداوندی کا حکم نہیں کرتا اور دین کی تعلیم نہیں دیتا اور پرواہ نہیں کرتا کہ انہیں حلال کھلایا ہے یا حرام، وہ شخص جس نے کسی کو مزدوری پر لگایا اس مزدور نے کام پورا کیا اور اس نے اجرت نہ دی اور وہ شخص جو مہر کے بارے میں بیوی کے ساتھ انصاف نہیں کرتا۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک جنازہ کے ساتھ ساتھ گئے۔ ایک شخص آگے بڑھا اور اس نے نماز جنازہ پڑھائی۔

جب میت دفن ہو چکی تو اس نے قبر پر ہاتھ دھر کر یہ دعا پڑھی۔

اللهم ان عذبته فحقك لانه عصاك وان رحمته فانه فقير الى رحمتك و طوبىٰ لك ايها الميت ان لم تكن اميراً اوعريضاً او كاتباً اوعرانياً اوجابياً.

اے اللہ اگر تو اسے عذاب دے تو یہ تیرا حق ہے کیوں کہ اس نے تیری نافرمانی کی ہے اور اگر رحمت کرے تو وہ تیری رحمت کا محتاج ہے۔ خوش ہو جاے میت، اگر تو سردار، چودھری، کاہن، نجومی حکومت کا منشی متصدی یا ٹیکس وصول کرنے والا نہیں تھا۔

اس کے بعد وہ غائب ہو گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی تلاش کرائی تو وہ نہ ملا آپ نے فرمایا یہ خضر علیہ السلام تھے۔

حضور ﷺ نے فرمایا ہے، افسوس ہے امراء کاہنوں اور حکومت کے مددگاروں پر کیوں کہ ان لوگوں کے گیسوؤں کو قیامت کے دن آسمان سے باندھ کر لٹکایا جائے گا اور منہ کے بل جہنم کی طرف گھسیٹا جائے گا تو وہ تمنا کریں گے کاش کوئی ایسا ویسا کام نہ کرتے، نیز فرمایا، جو شخص بھی دس آدمیوں پر سردار بنایا گیا قیامت کے دن گرفتار کر کے لایا جائے گا۔ اس طرح کہ اس کے دونوں ہاتھ گردن سے بندھے ہوں گے اگر اس کے اعمال اچھے ہوں گے تو چھوڑ دیا جائے گا اور اگر بُرے ہوں گے تو اور طوق باندھ دیئے جائیں گے۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا آسمان کے قاضی کی طرف سے زمین کے قاضی پر افسوس ہے مگر اس شخص پر جس نے عدل کیا اور حق کے ساتھ فیصلہ کیا اور خواہشات نفس و اقارب کا خیال نہ کیا اور حکم کو کسی

کے خوف یا لالچ سے نہ بدلا۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب کو اپنے لئے آئینہ اور نصب العین بنائے رکھا اور اس کے مطابق فیصلے کرتا رہا۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے بروز قیامت حکام کو لایا جائے گا اللہ ان سے کہے گا تم میری مخلوق کے محافظ اور زمین کے خزانوں کے مالک تھے پھر ان میں سے ایک شخص سے دریافت کرے گا تو نے میرے بندوں کو واجبی سزا سے کم سزا کیوں دی، وہ کہے گا پروردگار میں نے ان پر رحم کیا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو مجھ سے زیادہ کیسے رحم دل بن گیا، فرشتو لے لو جو کچھ اس نے زیادہ کیا یا کم کیا اور اس سے جہنم کے زاویوں کو بھر دو۔
حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں کسی حاکم کی تعریف نہیں کرتا خواہ وہ صالح ہو یا غیر صالح کیوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ عادل و ظالم حکام کو قیامت کے دن لایا جائے گا۔ اور صراط پر کھڑا کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ صراط کو حکم دیں گے کہ انہیں آگ میں پھینک دے۔ جتنا کہ انہوں نے ظلم کیا ہے رشوت لی ہے یا ایک فریق کی بات سنی اور دوسرے کی نہیں سنی۔ لہٰذا وہ صراط سے گر پڑیں گے اور ستر سال تک جہنم میں گرتے چلے جائیں گے حتی کہ اس کی گہرائی تک پہنچ جائیں گے۔
حدیث میں آیا ہے کہ داؤد علیہ السلام رات کے وقت بھیس بدل کر نکلتے کہ انہیں کوئی نہ پہچان سکتا جس کسی سے ملتے اپنے بارے میں اس سے دریافت کرتے۔ ایک دن جبریل ایک آدمی کی صورت میں آئے۔ داؤد علیہ السلام نے ان سے پوچھا تم داؤد کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ انہوں نے کہا اچھا آدمی ہے مگر بیت المال کا روپیہ کھاتا ہے اور اپنے ہاتھ کی کمائی نہیں کھاتا۔ داؤد یہ سن کر روتے ہوئے محراب کی طرف لوٹے اور دعا کرنے لگے۔ اے اللہ مجھے کسی ایسی صنعت کی تعلیم دے جس سے میں ہاتھ سے کما کر کھا سکوں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں زرہ بنانی سکھا دی۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہر شب کوتوال کے ساتھ نکلتے تاکہ کسی خلل کی اصلاح کر سکیں، وہ کہا کرتے تھے، میں ڈرتا ہوں کہیں کوئی خارش زدہ بھیڑ بکری بغیر دوا علاج کے چھوڑ دی گئی تو مجھ سے اس کے بارے میں سوال نہ ہو جائے، اے بادشاہ آپ دیکھئے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ باوجود احتیاط و عدل کے اور پرہیزگاری و نماز کے کس قدر قیامت کے خوف سے ڈرتے تھے اور آپ اپنی رعیت کے حالات سے غافل بیٹھے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور ان کے گھر والوں نے بیان کیا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرتے تھے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہمیں خواب میں دکھادے تو میں نے بارہ سال کے بعد انہیں خواب میں دیکھا گویا آپ غسل کئے ہوئے چادر میں لپٹے ہوئے ہیں۔ میں نے دریافت کیا امیر المومنین آپ نے اپنے پروردگار کو کیسے پایا؟ اور آپ کو کن نیکیوں کا اس نے بدلہ دیا؟ وہ کہنے لگے اے عبداللہ مجھے تم سے جدا ہوئے کتنے دن ہو گئے ہیں؟ میں نے کہا بارہ سال، آپ فرمانے لگے جب سے تم سے جدا ہوا ہوں ابھی تک حساب و کتاب میں ہوں، مجھے ڈر تھا کہ ہلاک نہ ہو جاؤں مگر اللہ غفور، رحیم اور جواد و کریم ہے۔

یہ حالت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہے جس کے پاس دنیا کی کوئی چیز بھی نہ تھی اور اسباب حکومت سے سوائے ایک دُرّے کے کچھ بھی نہ تھا۔

شاہ روم نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے حالات معلوم کرنے کے لئے ایک قاصد بھیجا۔ جب وہ مدینہ میں داخل ہوا تو اس نے لوگوں سے پوچھا تمہارا بادشاہ کہاں ہے؟ وہ بولے ہمارا تو کوئی بادشاہ نہیں ہے۔ ہاں سردار ضرور ہے جو مدینہ سے باہر کہیں گیا ہے، قاصد ان کی تلاش میں گیا تو زمین پر دھوپ میں گرم ریت پر سوتے ہوئے پایا۔ دُرّہ سر کے نیچے تکیہ کی بجائے دھرا تھا اور پسینہ گر رہا تھا۔ حتیٰ کہ زمین تر ہو گئی جب آپ کو اس

حالت میں دیکھا تو اس کے دل میں خشوع و خضوع پیدا ہو گیا دل میں کہنے لگا وہ شخص جو شہنشاہ ہو اور لوگ اس سے کانپتے ہوں اور اس کی یہ حالت! مگر اے عمر تو نے عدل کیا لہذا بے خوف سو گیا اور ہمارا بادشاہ ظلم کرتا ہے لہذا بیدار رہتا ہے اور ڈرتا رہتا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تمہارا دین سچا ہے اگر میں قاصد بن کر نہ آیا ہوتا تو مسلمان ہو جاتا۔ میں عنقریب لوٹوں گا اور اسلام لاؤں گا۔

اے بادشاہ! حکومت کا معاملہ بہت خطرناک ہے اور اس کی شرح بڑی طویل ہے، بادشاہ تو علماء کی صحبت ہی سے محفوظ رہ سکتا ہے تاکہ وہ اسے عدل کے طریقے بتاتے رہیں اور حکومت کی دشواریوں کو آسان کرتے رہیں۔

دوسری اصل

بادشاہ ہمیشہ علماء کی ملاقات کا شائق اور ان کی نصائح کے سننے کا حریص رہے، علمائے سوء سے بچے جو دنیا کے حریص ہوتے ہیں کیونکہ وہ تعریفیں کر کر کے دھوکہ میں مبتلا کر دیں گے۔ اور آپ کی دولت و ثروت میں آپ کی رضا کے طالب رہیں گے تاکہ مکر و حیلہ سے آپ سے حرام کو وصول کر سکیں، عالم وہ ہے جو آپ کے مال کا طامع نہ ہو۔ اور وعظ و نصیحت میں انصاف سے کام لے۔

حضرت شقیق بلخیؒ کے نزدیک بادشاہ کی ذمہ داریاں

کہتے ہیں حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ ہارون الرشید کے پاس گئے تو اس نے کہا، شقیق زاہد آپ ہی ہیں انہوں نے کہا ہاں میں ہی شقیق ہوں۔ مگر میں زاہد نہیں ہوں۔ اس نے کہا مجھے نصیحت کیجئے۔ تو انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تجھے صدیق رضی اللہ عنہ کے مقام پر بٹھایا ہے اور وہ تجھ سے انہی جیسے صدق کا طالب ہے اور تجھے عمر رضی اللہ عنہ کا مقام عطا کیا ہے اور وہ

تجھ سے حق وباطل میں فرق کا طالب ہے، اور عثمان رضی اللہ عنہ کی جگہ پر بٹھایا ہے اور تجھ سے انہیں جیسی حیاء وکرم چاہتا ہے اور علی رضی اللہ عنہ کا مقام دیا ہے اور وہ تجھ سے علم وعدل کا طالب ہے، ہارون الرشید نے کہا کچھ اور نصیحت کیجئے۔ کہنے لگے، اچھا سنو، اللہ نے ایک گھر بنایا ہے جس کا نام جہنم ہے اور آپ کو اس کا داروغہ بنایا ہے اور تین چیزیں آپ کو دی ہیں۔ بیت المال، کوڑا، اور تلوار، اور آپ کو حکم دیا ہے کہ ان تین چیزوں کے ذریعہ سے مخلوق کو آگ میں جانے سے روکیں تو جو کوئی محتاج آپ کے پاس آئے اسے بیت المال سے نہ روکنا، جو پروردگار کے حکم کی مخالفت کرے اسے کوڑے سے سزا دینا جو قتل کرے اسے مقتول کے ولی کی اجازت سے تلوار سے قتل کر دینا۔ اگر تو ان احکامات کو بجا نہیں لائے گا تو، تو دوزخیوں کا سردار ہے اور ہلاکت میں سب کا پیش رو ہے۔ ہارون الرشید نے کہا اور نصیحت کیجئے، انہوں نے کہا، آپ کی مثال ایسی ہے جیسے پانی کا چشمہ، تمام علماء نہروں کی مانند ہیں۔ اگر چشمہ صاف ہوتا ہے تو نہروں کے تکدر سے اسے نقصان نہیں پہنچتا ہے، مگر جب چشمہ مکدر ہو تو نہروں کی صفائی سے فائدہ نہیں ہوتا۔

ہارون رشید کی حضرت فضیلؒ سے ملاقات

ہارون الرشید اور عباس رات کے وقت حضرتِ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے نکلے۔ جب وہ ان کے دروازے پر پہنچے تو انہیں یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے پایا۔

ام حسب الذین اجترحوا السیئات ان نجعلهم کالذین آمنوا وعملوا الصالحات.

کیا گناہ گار یہ سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں مؤمن نیک عمل

والوں کی طرح کر دیں گے۔

مطلب آیت کا یہ ہے کہ کیا وہ لوگ جو برائیاں کرتے ہیں یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم روزِ آخرت ان کے اور ان لوگوں کے درمیان کوئی فرق نہیں کریں گے جو مؤمن ہیں اور نیک اعمال کرتے ہیں۔ ہر گز نہیں۔ وہ غلط سوچتے ہیں۔ ہارون الرشید نے کہا ہم نصیحت کے لئے آئے تھے سو یہ نصیحت کافی ہے پھر عباس سے کہا دروازہ کھٹکھٹا اس نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا امیر المومنین آئے ہیں دروازہ کھولئے۔ فضیل نے کہا یہاں امیر المومنین کا کیا کام، اس نے کہا امیر المومنین کی اطاعت کریں اور دروازہ کھول دیں رات کا وقت تھا چراغ جل رہا تھا۔ انہوں نے چراغ بجھا دیا اور دروازہ کھول دیا۔ ہارون الرشید داخل ہوا اور اِدھر اُدھر مصافحہ کے لئے گھومنے لگا جب ہاتھ ان کے ہاتھ پر پڑا تو وہ بولے ان نرم ہاتھوں پر افسوس ہے اگر وہ قیامت کے دن نجات نہ پا سکے تو، پھر کہا امیر المومنین اللہ کے ہاں جواب دہی کے لئے تیار ہو جایئے۔ کیوں کہ وہ آپ کو ہر مسلمان کے ساتھ کھڑا کر کے پوچھے گا کہ آیا تو نے اس کے ساتھ انصاف کیا ہے یا نہیں؟ ہارون الرشید بہت رویا اور انہیں اپنے سینے سے لگا لیا۔ عباس نے کہا فضیل ٹھہر جا تو نے تو امیر المومنین کو مار ڈالا۔ فضیل نے کہا ارے ہامان تو نے اور تیری قوم نے اسے ہلاک کر دیا اور مجھ سے کہتا ہے ٹھہر جا۔ ہارون الرشید نے کہا تجھے ہامان اس لئے کہتے ہیں کہ مجھے انہوں نے فرعون ٹھہرایا ہے۔ پھر ہارون نے ان کے سامنے ایک ہزار دینار پیش کئے اور کہنے لگا یہ حلال مال ہے میری والدہ کے مہروں اور ان کی میراث سے ہے، فضیل نے کہا میں تو آپ سے کہتا ہوں کہ آپ جس حالت میں ہیں اس سے دست بردار ہو جائیں۔ مگر آپ مجھے اسی حالت میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں۔ نذرانہ قبول نہ کیا اور وہاں سے نکل کھڑے ہوئے۔

حضرت محمد بن کعب قرظیؒ کی نصیحت

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن کعب قرظی سے دریافت کیا کہ عدل کسے کہتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا ہر وہ مسلمان جو آپ سے عمر میں بڑا ہو آپ اس کے لئے مانند اولاد کے بن جائیں اور جو آپ سے عمر میں چھوٹا ہو اس کے لئے مانند باپ کے بن جائیں۔ اور جو آپ جیسا ہو اس کے لئے بمنزلہ بھائی کے ہو جائیں۔ ہر مجرم کو اس کے جرم کے بقدر سزا دیجئے اور اس سے بچئے کہ آپ کسی بھی مسلمان کو ایک کوڑا بھی کینہ کی وجہ سے لگائیں کیونکہ یہ بات جہنم میں جھونک دیتی ہے۔

عادل حکمران کی صفت

ایک زاہد کسی خلیفہ کے سامنے حاضر ہوا تو اس نے کہا مجھے نصیحت کیجئے، وہ بولا اے امیر المومنین میں نے چین کا سفر کیا، چین کا بادشاہ بہرا ہو گیا تھا میں نے اسے کہتے سنا در آں حالیکہ وہ رو رہا تھا خدا میں اپنی سماعت کے زوال پر نہیں رویا میں تو اس مظلوم کے لئے روتا ہوں جو میرے دروازے پر فریادی بن کر آئے گا اور میں اس کی فریاد نہ سن سکوں گا۔ مگر اللہ کا شکر ہے کہ میری بصارت سالم ہے۔ اس نے منادی کا حکم دیا تھا کہ جو شخص بھی مظلوم ہو سرخ کپڑے پہن لے، پھر وہ ہاتھی پر سوار ہو کر نکلتا جو شخص سرخ کپڑے پہنے ہوتا اسے بلاتا اور اس کی شکایت سنتا اور اس کے مخاصم سے انصاف دلاتا۔

امیر المومنین دیکھئے یہ کافر خدا کی مخلوق کے ساتھ کس قدر شفقت کرتا تھا اور آپ تو مومن ہیں اور خاندانِ نبوت سے ہیں۔ اب غور کیجئے کہ آپ کو رعیت پر کس قدر شفقت کرنی چاہئے۔

حضرت ابو قلابہؒ کی حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کو نصیحت

حضرت ابو قلابہؒ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں آئے انہوں نے کہا مجھے نصیحت کیجئے تو وہ بولے، آدم علیہ السلام کے زمانے سے آپ کے زمانے تک کا کوئی ایک خلیفہ باقی نہیں رہا۔ انہوں نے کہا اور کچھ فرمایئے، کہا تو عنقریب مر جائے گا۔ انہوں نے کہا اور کچھ فرمایئے، کہا اگر اللہ تیرے ساتھ ہے تو پھر تجھے کیا ڈر ہے اور اگر تیرے ساتھ نہیں تو پھر کس سے پناہ مانگتا ہے، عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جو کچھ آپ نے فرمایا یہی میرے لئے کافی ہے۔

خلیفہ کے حسن عمل کی برکت

ایک دن سلیمان بن عبد الملک نے اپنے اوپر غور کیا تو کہنے لگے میں دنیا میں ایک عرصہ سے عیش و عشرت کی زندگی بسر کر رہا ہوں۔ مگر آخرت میں میرا کیا حال ہو گا۔ پھر وہ ابو حازم کے پاس گئے۔ وہ اپنے زمانے کے بڑے عالم و زاہد انسان تھے۔ کہا مجھے اس میں سے کچھ کھانے کو دیجئے جس سے آپ افطار کرتے ہیں۔ تو وہ تھوڑا سا بھنا بُورا لائے۔ اور کہا اس سے افطار کرتا ہوں۔ سلیمان نے جو دیکھا تو رو پڑا اور اس کے دل میں خشوع و خضوع پیدا ہوا۔ اس نے تین دن تک روزے رکھے اور بھوکا رہا۔ تیسرے دن اس نے بُورے سے افطار کیا۔ کہتے ہیں اس رات وہ بیوی کے پاس گئے اور ہم بستری کی تو اس سے عبد العزیز پیدا ہوا اور ان سے عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ عدل و انصاف، زہد و احسان میں یکتائے زمانہ تھے۔ وہ بالکل عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے قدم بقدم چلتے تھے کہتے ہیں ان میں یہ بات سلیمان کی حسنِ نیت، روزے اور اس بورے

کے کھانے سے پیدا ہوئی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی توبہ کا واقعہ

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا آپ کیسے تائب ہوئے؟ کہنے لگے میں ایک دن ایک لڑکے کو مار رہا تھا تو اس لڑکے نے کہا وہ رات یاد کروں جس کی صبح قیامت ہوگی۔ بس اس کی یہ بات میرے دل کو لگ گئی۔

ہارون رشید کی عرفات میں حالت

ایک بزرگ نے ہارون الرشید کو عرفات میں دیکھا اس حالت میں کہ وہ ننگے پاؤں سخت تپتی ہوئی زمین پر کھڑا تھا۔ ہاتھ بلند کئے کہہ رہا تھا اے میرے خدا تُو تُو ہی ہے میری عادت یہ ہے کہ ہر روز تیری نافرمانی کی طرف لوٹتا ہوں اور تیری عادت یہ ہے کہ تو مجھ پر رحم و کرم کرتا ہے۔ تو اس بزرگ نے کہا دیکھو زمین کا جبار آسمان کے جبار کے سامنے کیا گڑ گڑا رہا ہے۔

حضرت ابو حازم کی عمر بن عبدالعزیزؒ کو نصیحت

ایک دن عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ابو حازم سے موعظت کی درخواست کی ابو حازم نے کہا جب سویا کرو تو موت کو تکئے کے نیچے رکھ لیا کرو اور جس چیز کو آپ چاہتے ہیں کہ اس پر آپ کو موت ہو اسے لازم پکڑ لو اور جس چیز کو چاہتے ہیں کہ آپ کو موت اس حالت میں نہ ہو اسے چھوڑ دو۔ کیوں کہ ہو سکتا ہے کہ موت آپ کے قریب ہو۔

صاحبِ حکومت کو چاہئے کہ اس حکایت کو اپنا نصب العین بنا لے اور ان وعظ و پند کی باتوں کو قبول کرے۔ جس کے ساتھ دوسروں کو نصیحت کرتا ہے اور وہ جب کسی عالم سے ملے تو اس سے کہے کہ مجھے نصیحت کیجئے۔ علماء کو بھی چاہئے کہ وہ بادشاہوں کو اس قسم کی نصیحتیں کیا کریں اور انہیں دھوکہ

میں مبتلا نہ کیا کریں اور حق بات کو ان سے محفوظ نہ رکھا کریں، جو بھی عالم انہیں دھوکے میں مبتلا کرتا ہے وہ ان کا شریک ہے۔

تیسری اصل

ظلم نہ کرنا اور کارندوں کا مہذب بنانا

آپ اس پر اکتفا نہ کریں کہ اپنا ہاتھ ظلم سے اٹھالیں بلکہ اپنے غلاموں، دوستوں، کارندوں اور نوابوں کو بھی مہذب بنائیں اور کسی سے ظلم پر راضی نہ ہوں۔ کیوں کہ ان کے ظلم کے بارے میں آپ سے سوال ہوگا جس طرح کہ آپ کے کئے ہوئے ظلم کی آپ سے پرسش ہوگی۔

نیک بخت اور بد بخت حکمران

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے گورنر ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا سب سے زیادہ نیک بخت وہ گورنر ہے جس سے رعیت خوش ہو اور سب سے زیادہ بد بخت وہ ہے جس سے اس کی رعیت ناراض ہو، تو دست درازی سے بچنا کیوں کہ تیرے کارندے تیری اقتداء کریں گے۔ تیری مثال اس چوپائے کی سی ہے جس نے سبزی دیکھی تو خوب خوب کھائی آخر یہی موٹاپا اس کی ہلاکت کا سبب بن گیا۔ کیوں کہ وہ اس موٹاپے کی وجہ سے ذبح کیا جاتا ہے۔

تورات میں آیا ہے کہ جس ظلم کا سلطان کو علم ہوا اور اس نے اپنے حکام سے چشم پوشی کی وہ ظلم اس کی طرف منسوب ہوگا۔ اور اس سے اس کے بارے میں مواخذہ کیا جائے گا۔

خود غرضی میں حکمران کو جہنم میں دھکیلنے والے

بادشاہ کو معلوم ہونا چاہئے کہ اس شخص سے زیادہ خسارے میں کون ہے جو

اپنے دین کو دوسروں کی دنیا کے لئے بیچ دے۔ اکثر لوگ اپنی شہوتوں کا اتباع کرتے ہیں تاکہ کسی طرح وہ اپنی مراد حاصل کرلیں۔ یہی حال حکام کا ہے کہ وہ اپنے مقاصد کو پورا کرنے کے لئے شاہ کو دھوکا دیتے ہیں اور ظلم کو اس کی نظروں میں اچھا بنا دیتے ہیں۔ اور اپنی اغراض کے لئے اسے جہنم رسید کر دیتے ہیں۔ اس سے بڑا دشمن کون ہے جو ایک درم کے لئے اپنے کو اور بادشاہ سلامت کو جہنم میں دھکیل دے۔

عدل کب ہوگا

جو بادشاہ عدل گستری چاہتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے غلاموں، کارندوں اور حاکموں کو اچھی تربیت دے۔ اور ان کی ایسی ہی نگرانی رکھے جیسی کہ اپنی آل اولاد اور گھر کی رکھتا ہے مگر یہ بات جب ہی ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے آپ عدل کو مضبوط تھامے اور یہ تب ہی ہو سکتا ہے کہ اپنی شہوت و قوتِ غضبیہ کو عقل و دین پر مسلط نہ کرے۔ اور عقل و دین کو شہوتوں کا قیدی نہ بنا دے بلکہ شہوت و غضب کو عقل و دین کا قیدی بنائے رکھے۔

عقل ملائکہ کا جوہر ہے

آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ عقل ملائکہ کا جوہر ہے اور اللہ کا لشکر ہے اور شہوت و غضب شیطانی لشکر ہے تو جو شخص خدائی لشکر کو شیطانی لشکر کا پابند کر دے وہ دوسروں کے ساتھ کیسے عدل کر سکتا ہے۔

عدل کا سورج پہلے کہاں چمکتا ہے

سب سے پہلے عدل کا سورج سردار میں چمکتا ہے پھر اس کے گھر والوں اور خواص میں پھر رعیت تک اس کی شعاعیں پہنچتی ہیں جو شخص سورج کے

بغیر شعاع کا طالب ہو وہ تو طالب محال ہے اور ایسی چیز کا طامع ہے جو ہو نہیں سکتی۔

کمال عقل کیا ہے

اے بادشاہ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ عدالت کا ظہور کمال عقل کی دلیل ہے۔ اور کمال عقل یہ ہے کہ آپ اشیاء کو اس طرح دیکھیں جیسی کہ وہ ہیں۔ ان کے حقائق کو پہچانیں اور ظاہر پر نہ جائیں مثلاً جب آپ لوگوں پر دنیا کے لئے ظلم کریں تو اس امر پر غور کر لیں کہ آپ کا مطمح نظر دنیا داروں سے کیا ہے اگر مقصود کھانا پینا ہے تو آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہ آدمی کے بھیس میں ایک بہیمانہ شہوت ہے۔ کیوں کہ شہوتِ اکل جانوروں کی خصوصیات سے ہے اور اگر آپ کا مقصود تاج کا پہننا ہے تو آپ مرد کی صورت میں ایک عورت ہیں کیوں کہ زیب و زینت ور عونت عورتوں کا خاصہ ہے۔ اور اگر یہ مقصود ہے کہ آپ دشمنوں پر غضب کا استعمال کریں تو آپ شیر یا درندہ ہیں جو آدمی کی شکل میں ہیں کیوں کہ دل کو آمادۂ غضب کرنا درندوں کی فطرت ہے اور اگر یہ مقصود ہے کہ لوگ آپ کی خدمت کریں تو آپ عقل مند کی صورت میں جاہل ہیں کیونکہ اگر آپ کو عقل ہوتی تو آپ جان جاتے کہ یہ خدم و حشم اپنے پیٹ، فرج اور شہوتوں کے غلام اور خادم ہیں۔ اور ان کی خدمت اور سجدہ ریزیاں اپنی جانوں کے لئے ہیں، نہ کہ آپ کے لئے، اس کی پہچان یہ ہے کہ اگر وہ یہ سن پائیں کہ حکومت آپ سے چھین کر دوسرے کو دے دی جائے گی تو سب آپ سے منہ موڑ کر بھاگ جائیں گے۔ اور جس جگہ بھی پیسہ دیکھیں گے وہیں چلے جائیں گے۔ اور وہیں سجدہ ریزیاں کرنے لگیں گے تو دراصل یہ خدمت نہیں ہے مذاق ہے۔

عقل مند وہ ہے جو اشیاء کے حقائق پر نظر رکھے اور ان کی صورت پر نہ رہے

مذکورہ بالا اعمال کی حقیقت ہم نے آپ کو بتادی ہے اور اچھی طرح سمجھادی ہے جو (بھی) شخص ان باتوں پر یقین نہ کرے وہ عقل مند نہیں ہے اور جو عاقل نہیں وہ عادل نہیں ہو سکتا اور جو عادل نہیں اس کا ٹھکانہ جہنم ہے لہذا تمام سعادتوں کا رأس المال عقل ہے۔

چوتھی اصل

عفوو کرم، غصہ، تکبر اور انتقام

حاکم اکثر متکبر ہوتا ہے، تکبر کی بنا پر اسے غصہ زیادہ ہوتا ہے اور وہ انتقام پر آمادہ کرتا ہے، غصہ عقل کی آفت ہے۔ ہم نے کتاب الغضب میں اسے مہلکات کا چوتھائی حصہ قرار دیا ہے جب غصہ غالب ہو تو عفو کی طرف مائل ہو۔ اور کرم و تجاوز کی عادت ڈالے۔ جب یہ عادت پڑ جائے گی تو آپ انبیاء و اولیاء کے مماثل ہو جائیں گے۔

قیامت میں اللہ پر احسان کرنے والے کو پکارا جائے گا

کہتے ہیں ابو جعفر منصور نے ایک شخص کے قتل کا حکم دیا۔ مبارک بن فضل پاس بیٹھا تھا، اس نے کہا امیر المومنین اس کے قتل کرنے سے پہلے ایک حدیث سن لیجئے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے کہ جب قیامت کا دن ہو گا اور تمام لوگ ایک سرزمین پر جمع ہو جائیں گے، تو پکارنے والا پکارے گا جس کسی نے اللہ پر احسان کیا ہو وہ اٹھے۔ تو کوئی بھی نہ اٹھے گا، صرف وہ شخص اٹھے گا جس نے لوگوں کو معاف کیا ہو گا، منصور نے کہا اسے چھوڑ دیا جائے میں نے اسے معاف کر دیا ہے۔

حاکم کا اکثر غصہ کس پر!

حاکموں کا غصہ اکثر ان لوگوں پر ہوتا ہے جو ان کو برا بھلا کہتے ہیں لہذا وہ

انہیں مار ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ڈبل شکر کا مقام

عیسیٰ علیہ السلام نے یحییٰ بن زکریا علیہ السلام سے کہا جب کوئی شخص تمہارے بارے میں کوئی سچی بات کہے تو خدا کا شکر ادا کرو اور اگر جھوٹ کہے تو اور زیادہ شکر ادا کرو کیوں کہ وہ تمہارے نیک اعمال میں اضافہ کرتا ہے تمہیں کچھ بھی نہیں کرنا پڑتا۔

سب سے بہادر کون

رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک شخص کا ذکر کیا گیا اور کہا گیا کہ فلاں شخص بہت قوی اور بہادر ہے آپ ﷺ نے کہا کیوں کر؟ لوگوں نے عرض کیا اس لئے کہ وہ ہر اُس شخص پر غالب آتا ہے جس کے ساتھ کشتی لڑتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا قوی اور بہادر وہ ہے جو اپنے نفس کو مغلوب کرے نہ وہ جو دوسروں کو پچھاڑ دے۔

کامل ایمان والا

آپ ﷺ نے فرمایا تین باتیں جس میں ہوں وہ کامل الایمان ہے جب غصہ آئے تو پی جائے۔ غضب و رضا کی حالت میں انصاف کرے اور قادر ہونے پر معاف کر دے۔

بھروسہ کرنے سے پہلے اس کو غصہ میں آزماؤ

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کسی شخص کے اخلاق و عادات پر اس وقت تک بھروسہ نہ کرو جب تک کہ اسے غصہ کے وقت نہ آزما لو۔

گالیوں کے بدلہ میں کھجوریں

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے بارے میں روایت ہے انہیں معلوم

ہوا کہ فلاں شخص نے اُن کی کچھ مذمت کی ہے تو آپ نے طباق میں کھجوریں بھریں اور خود اپنے ہاتھ سے یہ کھجوریں اس کے گھر لے گئے۔ دروازہ کھٹکھٹایا وہ شخص آیا دروازہ کھولا حضرت حسینؓ کو طباق لئے دیکھا تو پوچھنے لگا اے رسول اللہ ﷺ کے نواسے یہ کیا لائے ہو؟ آپ نے فرمایا یہ لے لو کیوں کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے مجھے اپنی نیکیاں ہدیہ دی ہیں تو میں بدلے میں یہ کھجوریں لایا ہوں۔

امام زین العابدینؒ کے اخلاق

حضرت امام زین العابدین بن الحسین رضی اللہ عنہما مسجد کی طرف جارہے تھے ایک شخص نے انہیں گالی دی تو ان کے غلاموں نے آپ سے مارنا چاہا۔ آپ نے روک دیا اور فرمایا اپنے ہاتھ کو اس سے روک لو پھر اس شخص کی جانب متوجہ ہوئے اور کہا کہ بھائی میں اس سے بھی زیادہ بُرا ہوں جو کچھ آپ نے کہا اور میری برائیاں اس کے علاوہ بھی ہیں جن کا آپ کو علم ہے۔ اگر آپ کو ضرورت ہو تو میں اپنی ان تمام برائیوں کا ذکر کردوں وہ شخص شرمندہ ہوا۔ آپ نے اسے اپنی قمیض دی اور ہزار درہم دیئے۔ وہ شخص یہ کہتا ہوا چلا گیا میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ نوجوان رسول اللہ ﷺ کی اولاد سے ہے۔

شکر ہے میرا غلام مجھ سے بے خوف ہے

روایت ہے کہ حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک غلام کو دو دفعہ پکارا مگر وہ نہ بولا تو آپ نے اس سے کہا کیا تو نے میری پکار کو نہیں سنا؟ اس نے کہا کیوں نہیں تو آپ نے دریافت کیا پھر تو کیوں نہیں آیا؟ اُس نے کہا میں آپ کی طرف سے بے خوف ہوں اور آپ کے پاکیزہ اخلاق سے آشنا ہوں۔ لہذا سستی کی، آپ نے فرمایا خدا کا شکر ہے کہ میرا غلام مجھ سے بے خوف ہے۔

بکری کا پاؤں توڑنے والا غلام آزاد کر دیا

روایت ہے کہ حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کا ایک غلام تھا اس نے آپ کی بکری کا پاؤں توڑ ڈالا۔ آپ نے دریافت کیا تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے کہا میں نے جان کر ایسا کیا ہے تاکہ آپ کو غصہ دلاؤں۔ آپ نے کہا میں تو اس پر بھی غصہ نہیں کرتا جس نے تجھے یہ بات سکھائی ہے (یعنی ابلیس) جا تو اللہ کی رضا کیلئے آزاد ہے۔

اچھائی بُرائی کا معیار

روایت ہے کہ حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کو ایک شخص نے گالی دی۔ آپ نے فرمایا ارے بھائی میرے اور جہنم کے درمیان ایک گھاٹی ہے اگر میں اس کو پار کر گیا تو مجھے تیری گالی کی پرواہ نہیں اور اگر پار نہ کر سکا تو جو کچھ تو کہتا ہے میں اس سے بھی زیادہ ہوں۔

حلم اور ظلم

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، انسان اپنے حلم و عفو کی بدولت صائم الدھر اور قائم اللیل کا درجہ پالیتا ہے اور کبھی انسان کا نام ظالموں کے صحیفہ میں لکھ دیا جاتا ہے حالانکہ نہ وہ کہیں کا بادشاہ ہوتا ہے نہ حاکم، بس اپنے گھر والوں کا ہی سردار ہوتا ہے۔

غصہ، بخل، عورتوں سے بچو

روایت ہے کہ ابلیس نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو کہنے لگا موسیٰ میں تجھے تین چیزیں سکھائے دیتا ہوں آپ اللہ سے میرا ایک کام کرا دیں۔ آپ نے کہا وہ تین کیا ہیں؟ کہا، اے موسیٰ! غصہ سے بچ اور سبک سری سے بھی کیوں کہ جو لوگ سبک سر ہوتے ہیں میں ان کے ساتھ اس طرح کھیلتا ہوں

جس طرح بچے گیند کے ساتھ کھیلتے ہیں۔ اور بخل سے بچ کیوں کہ میں بخیل کی دنیا و دین کو برباد کر دیتا ہوں۔ اور عورتوں سے بچ کیون کہ میں نے عورت سے بڑھ کر کوئی ایسا جمال مخلوق کے پھانسنے کے لئے نہیں بچھایا جو اس سے زیادہ قابل اعتماد ہو۔

غصہ پینے پر ایمان سے معمور کیا جاتا ہے

حضور ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص اپنے غصہ کو پی جائے اور اسے اس پر طاقت ہو کہ وہ غصہ کو پینے پر مجبور نہ ہو تو اللہ اس کے دل کو ایمان سے بھر دیتے ہیں۔ اور جو آدمی تکبر سے بچنے کی وجہ سے لمبے لمبے کپڑے نہ پہنے اللہ اسے عزت کے کپڑے پہناتا ہے، حضور ﷺ نے فرمایا افسوس ہے اس شخص پر جو غصہ کرتا ہے اور غضب الٰہی کو بھول جاتا ہے۔

غصہ پیو اور استغفار کرو

ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کی مجھے کوئی ایسا کام بتایئے جس سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، غصہ نہ کر، وہ کہنے لگا اور کچھ، فرمایا، نماز عصر سے پہلے ستر بار استغفر اللہ پڑھا کر تاکہ تیرے ستر سال کے گناہ معاف ہو جائیں۔ وہ کہنے لگا میرے ذمہ ستر سال کے گناہ نہیں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو ماں کے، وہ کہنے لگا ماں کے بھی اتنے گناہ نہیں ہیں فرمایا باپ کے، کہنے لگا نہ باپ کے، فرمایا بھائیوں کے کہنے لگا ہاں۔

غصہ پر حضور ﷺ کا صبر

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن مال تقسیم کر رہے تھے تو ایک شخص بولا یہ کیسی تقسیم ہے؟ یعنی انصاف

پر مبنی نہیں ہے۔ میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے کہہ دی تو آپ ﷺ غضبناک ہو گئے اور چہرہ سرخ ہو گیا اور کچھ نہ کہا، ہاں اتنا فرمایا، اللہ میرے بھائی موسیٰ پر رحم فرمائے انہیں اذیت دی گئی تو انہوں نے صبر کیا۔

یہ تمام حکایات حکام کی نصیحت کے لئے کافی ہیں اگر اُن کے دل میں ایمان ہو گا تو یہی بہت ہیں اگر اثر نہ ہو گا تو سمجھ لیں کہ ان کا دل ایمان سے خالی ہے اور صرف زبان کی حد تک مومن ہیں۔ مگر یہ تو انتہائی غفلت ہے اور دین کی کمزوری ہے۔

پانچویں اصل

جو اپنے لئے پسند کریں وہی رعایا کیلئے بھی پسند کریں

جو واقعہ بھی پیش آئے، اور جو معاملہ بھی آپ کے سامنے پیش کیا جائے آپ سوچیں کہ میں بھی رعیت میں سے ایک فرد ہوں اور بادشاہ کوئی اور ہے لہذا جس چیز کو آپ اپنے لئے پسند نہ کریں کسی اور مسلمان کے لئے بھی پسند نہ کریں۔ اور اگر ان کے لئے ایسی چیز گوارا کریں جو آپ اپنے لئے گوارا نہیں کرتے تو آپ نے اپنی رعیت کے ساتھ خیانت کی اور ان کے ساتھ غداری کی۔

حضور ﷺ پر عتاب

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بدر کے دن سائے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جبریلؑ آئے کہنے لگے، اے محمد ﷺ آپ سائے میں بیٹھے ہیں اور آپ کے ساتھی دھوپ میں ہیں، تو اتنی سی بات پر آپ پر عتاب کر دیا گیا۔

جہنم سے حفاظت اور جنت کا داخلہ

آپ ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص یہ چاہتا ہے کہ جہنم سے بچا رہے اور جنت میں داخل ہو تو اسے ایسا ہونا چاہیئے کہ جب موت آئے تو کلمۂ شہادت اس

کی زبان پر ہو اور جس چیز کو اپنے لئے پسند نہ کرے اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے بھی پسند نہ کرے۔

مسلمانوں پر شفقت نہ کرنے والا۔

حضور ﷺ نے فرمایا ہے جس کے دل میں اللہ کے سوا کوئی مطلوب ہو گا تو اللہ اس کے دل میں کہاں اور جو شخص مسلمانوں پر شفقت نہ کرے تو وہ ان میں سے نہیں ہے۔

چھٹی اصل

اہل حاجت کی ضرورت پوری کرنا

اہل ضرورت کو نظرِ حقارت سے نہ دیکھئے کہ وہ آپ کے دروازے پر کھڑے رہتے ہیں جب بھی کسی مسلمان کو آپ سے کوئی ضرورت ہو تو اس کی حاجت کے پورا کرنے سے غفلت نہ کیجئے۔ اور نفل عبادت کے ساتھ مشغول نہ ہو جایئے کیوں کہ حاجت کا پورا کرنا نفل عبادت سے بہتر ہے۔

ایک دن حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کی ضروریات پوری کر رہے تھے کہ ظہر کے وقت تک بیٹھے رہے حتی کہ تھک کر گھر میں چلے گئے تاکہ کچھ آرام لے لیں تو ان کے بیٹے نے کہا آپ اس سے کیوں بے خوف ہیں کہ موت آپ کو اس حالت میں آجائے درآنحالیکہ ایک صاحبِ ضرورت آپ کے دروازے پر ہو اور آپ اس سے جان بچارہے ہوں۔ آپ نے فرمایا تو نے صحیح کہا۔ اٹھے اور پھر دربار میں چلے گئے۔

ساتویں اصل

خواہشات کی پیروی نہ کرنا

نفس کو شہوتوں میں مبتلا نہ کیجئے مثلاً عمدہ عمدہ کپڑے پہننے، اور اچھے اچھے

کھانوں کا نفس کو عادی نہ بنایئے۔ ہر چیز میں قناعت کیجئے کیونکہ بغیر قناعت کے عدل قائم نہیں ہوتا۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک بزرگ سے دریافت کیا کہ آپ میرے اندر کوئی قابلِ اعتراض بات پاتے ہیں؟ انہوں نے کہا میں نے سنا ہے کہ آپ اپنے دستر خوان پر دو روٹیاں رکھتے ہیں اور آپ کے پاس دو قمیضیں ہیں۔ ایک رات کے لئے اور ایک دن کے لئے، آپ نے دریافت کیا کیا اس کے علاوہ کوئی اور بات بھی ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا بخدا یہ دونوں باتیں اب کبھی نہیں ہوں گی۔

آٹھویں اصل

نرمی کر سکتے ہوں تو سختی نہ کریں

جب آپ کو اس بات کی استطاعت ہو کہ آپ معاملات کو نرمی سے کر سکیں تو پھر سختی سے نہ کیجئے، حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ روزِ قیامت میں اس شخص سے نرمی نہیں کرے گا جو اپنی رعیت کے ساتھ نرم برتاؤ نہیں کرتا۔

ایک دن آپ ﷺ نے دعا مانگتے ہوئے فرمایا، اے اللہ ہر اس حاکم پر رحم کرنا جو اپنی رعیت پر رحم کرتا ہے اور ہر اس حاکم پر سختی کرنا جو اپنی رعیت پر سختی کرتا ہے نیز آپ نے فرمایا ولایت و حکومت دو بھلائیاں ہیں مگر اس شخص کے لئے جو ان کے حق کی نگہبانی کرے، اور برائیاں ہیں جو ان کے حق میں کوتاہی کرے۔

بنو اُمیّہ کے خلیفہ ہشام بن عبدالملک نے ایک دن ابو حازم سے پوچھا، (بڑے عالم تھے) خلافت کے معاملات سے کس طرح نجات ہو سکتی ہے؟ کہا اس طرح کہ جو درہم بھی آپ لیں وہ حلال سے ہو اور اسے اس کے مقام پر خرچ کریں، ہشام کہنے لگا ایسا کون کر سکتا ہے؟ کہا جسے جنت کی خواہش اور

دوزخ کا ڈر ہو۔

نویں اصل

رعایا کو شریعت کے مطابق چلانا

آپ اس امر کی کوشش کریں کہ رعیت شریعت کے موافق چلے حضور ﷺ نے فرمایا ہے میری اُمت کے بہترین لوگ وہ ہیں جو تم سے محبت کرتے ہیں اور تم ان سے محبت کرتے ہو اور بُرے وہ ہیں جن سے تم بغض رکھتے ہو اور وہ تم سے بغض رکھتے ہوں اور تم انہیں لعنت کرتے ہو اور وہ تمہیں لعنت کرتے ہیں۔

خفیہ جاسوس سے اپنے متعلق رپورٹیں لینا

حاکم کو چاہئے کہ ہر ایک شخص پر نہ ریجھ جائے جو اس سے توقعات پیدا کرے اور اس کی تعریف کرے اور یہ نہ سمجھے کہ تمام رعیت اس کی طرح اس سے خوش ہے، کیوں کہ جو شخص ایسا کرتا ہے وہ دراصل اس کے ڈر سے تعریف کرتا ہے بلکہ ایسے معتبر آدمی تعینات کرے جو رعیت سے اس کے متعلق دریافت کریں اور اسے صحیح صحیح اطلاع دیں تاکہ لوگوں کی زبانی وہ اپنے عیوب پر مطلع ہوتا رہے۔

دسویں اصل

شریعت کی مخالفت پر راضی نہ ہو

شرع کی مخالفت پر کسی سے بھی راضی نہ ہو۔ کیوں کہ جو شخص شرع کی مخالفت کی بنا پر ناراض ہو اس کی ناراضی نقصان نہیں دیتی۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے میں صبح کرتا ہوں تو آدھی مخلوق مجھ سے ناراض ہوتی ہے۔ یہ ضروری بھی ہے کہ جو شخص

لوگوں سے کچھ چھینے گا وہ اس سے ناراض ہوں گے۔ یہ بھی ممکن نہیں کہ ہر فریق کو راضی رکھا جاسکے سب سے جاہل وہ لوگ ہیں جو حق کی رضا کو خلق کی رضا کی بنا پر ٹھکرا دیں۔

حضرت عائشہؓ کی حضرت معاویہؓ کو نصیحت

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو لکھا کہ مجھے کوئی مختصر سی نصیحت کیجئے تو انہوں نے یہ الفاظ لکھ کر بھیجے میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے سنا ہے جو شخص لوگوں کی ناراضی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے رضائے الٰہی کا طالب ہوگا اللہ اس سے راضی ہوگا اور مخلوق کو بھی اس سے راضی کردے گا اور جو شخص لوگوں کی رضا کو اللہ کی رضا پر ترجیح دے گا اس سے ناراض ہوگا اور مخلوق کو اس سے ناراض کردے گا۔ مثلاً یہ کہ حاکم رعایا کو طاعتِ الٰہی اور امورِ دین کی تعلیم نہ دے، انہیں حرام کھلائے اور مزدور کو اس کی مزدوری نہ دے، عورت کا مہر نہ دے تو اللہ اس سے ناراض ہوتا ہے اور مخلوق کو بھی ناراض کردیتا ہے۔

اشتہار

تاریخ علم اکابر

سائز 20x30x8۔ صفحات 352 مجلد، ہدیہ

پہلی سات صدیوں پر محیط اکابر محدثین، مفسرین، فقہاء اور علماء اسلاف کی طلب علم وخدمت علم کے حیرت انگیز حالات، واقعات، کمالات اور علمی کارنامے۔ تالیف مولانا مفتی امداد اللہ انور۔

دو چشمے جن سے ایمان کا درخت سیراب ہوتا ہے

پہلا چشمہ

جب آپ شجر ایمان اور اس کے فروعات سے شناسا ہو گئے تو اب یہ جانئے کہ علم کے دو چشمے ہیں جن سے ایمان کا شجر سیراب ہوتا ہے۔ پہلا چشمہ دنیا کی معرفت کے بارے میں اور اس بحث میں ہے کہ انسان کیوں پیدا کیا گیا ہے۔

دنیا کی معرفت

انسان کیوں پیدا کیا گیا

اے سلطانِ عالم! آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ دنیا ایک قیام گاہ ہے جائے قرار نہیں ہے، انسان مسافر ہے، پہلی منزل ماں باپ کا پیٹ آخری منزل قبر ہے مگر اس کا وطن اور جائے قرار اس کے بعد ہے، جو بھی سال گذرتا ہے وہ مانند ایک منزل کے ہے، ہر ماہ بمنزلہ وقفہ استراحت کے ہے، ہر ہفتہ بمنزلہ بستی کے ہے جو راہ میں پڑتی ہے، ہر دن مانند فرسنگ کے ہے جسے وہ قطع کرتا ہے، ہر نفس ایک قدم ہے جسے وہ اٹھاتا ہے بقدر ہر نفس انسان آخرت سے قریب ہوتا جاتا ہے یہ دنیا ایک پل ہے جو پل پر تعمیر کھڑی کر دے وقت رائیگاں کرتا ہے اپنی منزل کو بھول بیٹھا ہے اور جاہل لایعقل ہے، عاقل تو وہ ہے جو دنیا میں اسی قدر لگے جتنی کہ اسے ضرورت ہے، ضرورت سے زیادہ جو کچھ جمع کرتا ہے وہ سم قاتل ہے۔ اس کے سارے خزانے اگر راکھ اور خاک ہو جائیں تو یہ بہتر ہے، اس سے کہ سونے چاندی سے بھرے ہوں کیون کہ وہ خواہ کتنا ہی جمع کرے اس کا حصہ اس

میں صرف وہی ہے جو کھاتا ہے پہنتا ہے اور جو کچھ پیچھے چھوڑ جائے گا وہ اس کے لئے باعث صد حسرت و ندامت ہو گا اور موت کے وقت اس کا نزع دشوار ہو جائے گا۔ حلال کا حساب ہو گا اور حرام عذاب بن جائے گا۔ اگر حرام جمع کیا ہے تو عذاب کا مستحق ہو گا اور اس کی حسرت عذاب سے بھی زیادہ ہو گی باوجود اس کے اگر اس کا ایمان سالم ہو گا تو اسے خدا کی رحمت سے ناامیدی نہ ہو گی کیوں کہ اللہ جواد، کریم اور غفور رحیم ہے۔

راحتِ دنیا کی حقیقت

اے بادشاہ! آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ راحتِ دنیوی چند روزہ ہے اور وہ بھی رنج و تعب سے بھر پور ہے۔ اس کی وجہ سے آخرت کی راحت جو دائم و باقی ہے ہاتھ سے جاتی رہتی ہے لہذا عاقل کے لئے یہ آسان ہے کہ چند روزہ تکلیف ایک دائمی و ابدی آرام کے لئے اٹھا لے۔

آخرت کے مزے

اگر کسی کی کوئی محبوبہ ہو اور وہ اس سے کہے کہ اگر اس رات صبر کرے تو میں تجھے عیش و عشرت کی ہزاروں راتیں دوں گی اور اگر تو اس رات عیش و عشرت کرے گا تو مجھے کبھی نہیں دیکھ سکے گا تو اگرچہ وہ کتنا ہی بڑا عاشق کیوں نہ ہو اور اسے اس رات باز رہنے سے کتنی ہی تکلیف کیوں نہ ہو لیکن وہ ایک رات فراق کی بآسانی گزار سکتا ہے، دنیا تو آخرت کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہے۔ اس کو اس سے کیا نسبت، کیوں کہ آخرت کی کوئی انتہا نہیں ہے اور وہم بھی اس کی وسعت کو نہیں پہنچ سکتا۔

ہم نے دنیا پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے مگر ہم ذیل کے بیان پر اکتفا کرتے ہیں جسے ہم نے دس مثالوں کی صورت میں ذکر کیا ہے اور اس کی ساحری پر روشنی ڈالی ہے۔

حقیقتِ دنیا کی پہلی مثال

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے دنیا سے بچو کیونکہ وہ ہاروت و ماروت سے بھی زیادہ ساحرہ ہے۔

اس کا سب سے بڑا جادو یہ ہے کہ وہ ایسی دکھائی دیتی ہے گویا بالکل آپ کی ہے، مگر جب غور کریں گے تو معلوم ہو گا کہ وہ آپ سے نفرت کرتی ہے اور ہمیشہ آپ سے دور بھاگتی ہے۔

دنیا کی مثال سائے جیسی ہے دیکھو تو معلوم ہوتا ہے کہ ساکن ہے مگر دراصل رواں دواں ہے یہی حال انسان کی عمر کا ہے کہ وہ علی الدوام بالتدریج گزرتی رہتی ہے۔ اور ہر لحظہ گھٹتی رہتی ہے اسی طرح دنیا تجھے الوداع کہتی رہتی ہے اور تجھ سے بھاگتی رہتی ہے مگر تجھے پتہ بھی نہیں چلتا اور قطعاً شعور بھی نہیں ہوتا اسی لئے کسی شاعر نے کہا ہے۔

وما الدنیا وان کثرت و طابت
بھا اللذات الا کالسراب
یَمُرُّ نعیمھا بعد التذاذ
ویمضی ذاھباً مر السحاب

دنیا اگرچہ کتنی ہی بھلی معلوم ہو اور اس کی لذات خواہ کتنی ہی اچھی کیوں نہ ہوں، سراب کی مانند ہے اس کا عیش گزر جاتا ہے اور بادل کی طرح چلا جاتا ہے۔

حقیقتِ دنیا کی دوسری مثال

وہ ظاہر کرتی ہے کہ وہ آپ سے محبت کرتی ہے اور آپ کی معاون و مددگار ہے اور آپ سے کبھی منتقل نہیں ہو گی مگر پھر ایک دم دشمن ہو جاتی ہے جیسے ایک آوارہ عورت مردوں کو دھوکہ دیتی ہے کہ جب وہ اسے دیکھتے ہیں

تو اس کے عاشق ہو جاتے ہیں وہ انہیں اپنے گھر بلاتی ہے پھر اچانک انہیں ہلاک کر دیتی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے مکاشفات میں دنیا کو دیکھا وہ بہت بوڑھی تھی آپ نے دریافت کیا تیرے کتنے شوہر ہوئے۔ اس نے کہا حد و شمار سے باہر ہیں آپ نے فرمایا مر گئے یا طلاق دے گئے۔ وہ بولی میں نے انہیں قتل کر دیا۔ اور مار دیا آپ نے فرمایا تو بڑی چالاک ہے حیرت ہے تیری چالا کیوں پر اور تعجب ہے ان لوگوں پر جو تجھ پر جان دیتے ہیں اور تیرے لئے ایک دوسرے کو قتل کرتے ہیں اور گزرے ہوؤں کے ساتھ عبرت نہیں پکڑتے۔

حقیقتِ دنیا کی تیسری مثال

وہ اپنے ظاہر کو خوبیوں سے مزین کرتی ہے اور باطن میں سمِ قاتل چھپائے رکھتی ہے تاکہ نادان کو اپنے ظاہر سے دھوکے میں مبتلا کر دے جیسے ایک بوڑھی بد صورت چہرہ چھپالے اور اچھے اچھے کپڑے وغیرہ پہن لے تاکہ مخلوق کو مفتون کرے۔ مگر جب وہ نقاب الٹ دے اور ازار کھول دے تو لوگ محبت پر نادم ہوں کیوں کہ اب وہ اس کے فضائح و قبائح پر مطلع ہو گئے۔

بد شکل بڑھیا

حدیث میں آیا ہے کہ روزِ قیامت دنیا ایک بد صورت، کریہ المنظر نیلی چشم والی بڑھیا کی صورت میں لائی جائے گی جس کے دانت باہر کو نکلے ہوئے ہوں گے جب لوگ اسے دیکھیں گے تو کہیں گے نعوذ باللہ یہ کس قدر بد صورت ہے تو ان سے کہا جائے گا کہ یہ وہ دنیا ہے جس پر تم ایک دوسرے پر حسد کرتے تھے، ناحق خون بہاتے تھے، قطع رحمی کرتے تھے اور اس کی

زیب وزینت پر رتبھتے تھے پھر اسے جہنم کی طرف لے جایا جائے گا تو وہ کہے گی پروردگار میرے احباب کہاں ہیں لہذا ان کے بارے میں بھی حکم ہو گا کہ انہیں بھی جہنم رسید کر دو۔

حقیقتِ دنیا کی چوتھی مثال

انسان ازل و لبد اور اپنی مدت حیات کا حساب لگائے گا تو دیکھے گا کہ دنیا کی مثال ایک راہ کی مانند ہے جس کی ابتداء گہوارہ ہے۔ اور انتہاء قبر ہے، ان دونوں کے درمیان مختلف منازل ہیں۔ ہر سال منزل کی مانند ہے، مہینہ فرسنگ کی مانند ہے، وہ چلتا رہتا ہے، کسی کا فرسنگ باقی ہے اور کسی کا زیادہ اور حالت یہ ہے وہ بالکل غافل ہے اور خاموش بیٹھا ہے۔ گویا کہ وہ یہیں رہے گا۔ لہذا وہ ایسے ایسے کاموں میں مشغول رہتا ہے جن کا وہ دس سال بعد بھی محتاج نہیں ہو گا بلکہ بسا اوقات دس دن بعد قبر میں ہو گا۔

حقیقتِ دنیا کی پانچویں مثال

دنیا اور اس کی خواہشات کی مثال جو آخرت میں فضائح بن کر ظاہر ہوں گی، ایسی ہے جیسی کوئی ضرورت سے زائد عمدہ شیریں کھانا کھا گیا ہو حتی کہ اسے ہیضہ ہو گیا اور معدہ گندہ ہو گیا۔ جب اس نے معدے کی گندگی تعفن اور براز کو دیکھا تو سخت نادم ہوا کہ لذت بھی گئی اور معدہ بھی خراب ہوا۔

یہی حال اس شخص کا ہوتا ہے جو لذات دنیوی سے مانوس ہوا اور پھر اس پر سب کچھ روشن ہو گیا تو اس کا انجام بڑا خراب ہوتا ہے اور نزع دشوار ہو جاتا ہے جیسے کسی کے پاس بہت سارے چوپائے، چاندی، سونا، غلام، باندی، انگور کے درخت، اور باغ ہوں۔ پھر وہ اس سے چھن جائیں تو اسے بہ نسبت اس شخص کے بہت صدمہ ہو گا جس کے پاس بہت تھوڑا تھا کیوں کہ یہ عذاب والم موت سے زائل نہیں ہوتا بلکہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ یہ

محبت دل سے تعلق رکھتی ہے اور دل کبھی نہیں مرتا۔

حقیقتِ دنیا کی چھٹی مثال

اے بادشاہ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ دنیاوی امور شروع شروع میں بہت مختصر معلوم ہوتے ہیں مگر ہمیشہ اپنے اندر مشغول رکھتے ہیں کبھی ان سے ایک لامتناہی سلسلۂ اشغال چل پڑتا ہے اور ساری عمر اس کی نذر ہو جاتی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے دنیا کا طالب سمندر کے پانی پینے والے کی مانند ہے جتنا پیئے گا اور پیاسا ہوتا چلا جائے گا لہذا پیتا رہے گا حتی کہ مر جائے گا پر سیراب نہ ہوگا۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا جس طرح یہ بات ناممکن ہے کہ جو شخص سمندر میں گھسے اور تر نہ ہو اسی طرح یہ بھی ناممکن ہے کہ جو دنیا میں گھسے اور ناپاک نہ ہو۔

حقیقتِ دنیا کی ساتویں مثال

دنیادار کی شان مہمان کی سی ہے کہ اس کے ساتھ دسترِ خوان بچھایا گیا، میزبان کی یہ عادت ہوتی ہے کہ گھر کو مہمانوں کے لئے سجاتا ہے اور جوق در جوق لوگوں کو بلاتا ہے، ان کے سامنے بخورات سے بھر کر سونے کے طباق رکھتا ہے اور ایک چاندی کی انگیٹھی رکھتا ہے جس میں عود اور بخور سلگتی ہوتی ہیں تاکہ لوگ خوشبو حاصل کریں۔ پھر وہ طباق اور انگیٹھی مالک کو واپس کر دیتے ہیں تاکہ وہ ان کے بعد اور مہمانوں کو بلائے جس طرح کہ اس نے انہیں بلایا تھا تو جو شخص دعوت کی رسومات سے آشنا ہوگا وہ بخور کو آگ میں ڈال دے گا اور خوشبو حاصل کرلے گا۔ اور واپس چلا جائے گا اور طباق اور انگیٹھی کے بارے میں طمع نہیں کرے گا مگر جو بے وقوف ہوگا وہ یہی خیال کرے گا کہ یہ طباق اور انگیٹھی اسی کے لئے ہیں اور صاحب خانہ

اسی کو دینا چاہتا ہے تو جب چلنے کا ارادہ کرے گا طباق اور انگیٹھی اٹھالے گا مگر وہ انہیں لے جا کر باہر نہیں نکل سکے گا کیوں کہ وہ اس سے لوٹانے کا مطالبہ کرے گا۔ لہذا وہ تنگ دل اور ملول ہو جائے گا اور اپنی خطا کو دیکھ کر معافی کا طالب ہو گا تو دنیا مسافر کی راہ کی مانند ہے اور ایک مہمان خانہ ہے تاکہ لوگ راہ کے لئے توشہ لیں اور گھر کے بارے میں لالچ نہ کریں۔

حقیقتِ دنیا کی آٹھویں مثال

اہل دنیا اور ان کے دنیا کے ساتھ مشغول ہونے اور آخرت کو بھول جانے کی مثال اس قوم کی مانند ہے جو سمندر میں کشتی میں سوار ہو کر چلے تو وہ ایک جزیرے میں طہارت و پاکیزگی اور قضائے حاجت کے لئے گئے، ملاح پکارتا رہا کہ دیر نہ کرنا، کہیں وقت نہ نکل جائے لہذا سوائے وضو اور نماز کے کسی دوسری چیز کے ساتھ مشغول نہ ہونا کیونکہ کشتی روانہ ہونے والی ہے مگر وہ آگے بڑھے چلے گئے اور جزیرہ میں اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے تو جو عقل مند تھے انہوں نے زیادہ دیر نہ لگائی وہ طہارت و پاکیزگی حاصل کر کے لوٹ آئے۔ انہوں نے خالی جگہ پائی اور بلند و پاکیزہ ترین مقامات پر بیٹھ گئے۔ مگر کچھ لوگ ایسے تھے جو اس جزیرے کے عجائبات کی سیر کرنے لگے، وہاں کے پھل پھول دیکھنے لگے، اور وہ درختوں سے لطف اندوز ہونے لگے اور پرندوں کے نغمات سننے لگے، وہ اس کے سنگریزوں اور رنگ برنگ پتھروں پر ریجھ گئے جب کشتی کی طرف لوٹے تو انہوں نے جگہ نہ پائی اور وسعت نہ دیکھی تو تنگ و تاریک مقامات پر بیٹھ گئے۔ کچھ لوگ ایسے بھی تھے جنہوں نے نہ صرف سیر و سیاحت بھی کی بلکہ وہاں کے رنگ برنگ کے پتھر جمع کرنے لگے۔ اور انہیں لے کر کشتی کی طرف آئے تو انہوں نے بھی کوئی جگہ نہ پائی لہذا تنگ جگہ پر بیٹھ گئے اور اپنے بوجھ گردن پر رکھ لئے ایک دو دن

نہ گزرے تھے کہ یہ سنگ ریزے سیاہ پڑ گئے اور ان سے بدبو آنے لگی جگہ کی تنگی کی وجہ سے وہ بوجھ کو گردن سے اتار کر بھی نہ پھینک سکے۔ لہذا اپنے کئے پر نادم ہوئے اور ان بوجھوں کے اٹھانے پر شرمندہ ہوئے۔ ان میں سے بعض ایسے بھی تھے جو اس جزیرے کے عجائبات ہی کے ساتھ مشغول ہو گئے اور لوٹنے کی فکر سے غافل ہو گئے اور لوٹنے کی فکر نہ کی۔ حتی کہ کشتی روانہ ہو گئی اور کشتی سے دور ہو گئے اور اپنے مقامات سے جدا ہو گئے وہ سب سے پیچھے رہ گئے کسی نے ان کی آواز نہ سنی بالآخر انہیں درندوں نے پھاڑ کھایا اور وہ ہلاک ہو گئے۔

تو پہلے لوگ متقی اور پرہیزگار لوگ ہیں اور آخری کفار و مشرکین ہیں جنہوں نے اللہ اور آخرت کو بھلا دیا اور وہ بالکل دنیا کی طرف جھک گئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

الذین استحبوا الحیوۃ الدُّنیا علی الآخرۃ.

جنہوں نے دنیا کو آخرت پر ترجیح دی۔

رہے متوسط لوگ سو یہ وہ گناہ گار بندے ہیں جنہوں نے اصل ایمان کی حفاظت کی مگر دنیا سے دست کش نہیں ہوئے۔ ان میں بعض تو دنیوی عیش و عشرت سے متمتع ہوئے اور بعض باوجود اپنے فقر و فاقہ کے دنیا سے متمتع ہوئے حتی کہ ان پر ان کے بوجھ غالب آ گئے اور ان کے میل تہ بہ تہ ہو گئے اور گناہ بڑھ گئے۔

حقیقت دنیا کی نویں مثال

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ کیا تو یہ چاہتا ہے کہ میں تجھے دنیا دکھاؤں؟ کہا ہاں، پھر آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے ایک کوڑے کے ڈھیر پر لے

گئے جس پر لوگوں کے پھٹے پرانے چیتھڑے، کھوپڑیاں اور پرانی ہڈیاں پڑی تھیں جو نجاست میں ملوث ہو گئی تھیں۔ فرمایا اے ابو ہریرہ یہ سر جو تُو دیکھتا ہے تمہارے سروں کی طرح یہ بھی حرص و آز سے بھرپور تھے دنیوی کوشش میں غرق تھے اور تمہاری طرح طول عمر کی آرزوئیں کرتے تھے یہ بھی مال کو جمع کرتے تھے اور سامانِ دنیا کی فراہمی میں ایسی ہی لذت پاتے تھے جیسی کہ تم لوگ پاتے ہو مگر آج ان کی ہڈیاں متغیر ہو گئی ہیں اور جسم فنا ہو گئے ہیں چیتھڑے جو تُو دیکھتا ہے ان کے وہ کپڑے ہیں جن سے وہ تجمل و زینت اور رعونت کے وقت سنورتے تھے، ہواؤں نے انہیں اب نجاستوں میں ڈال دیا ہے۔ یہ ان کے جانوروں کی ہڈیاں ہیں جن پر سوار ہو کر وہ دنیا کے اطراف میں گھومتے پھرتے تھے۔ یہ نجاستیں ان کے لذیذ کھانے ہیں جن کے لئے وہ بڑے بڑے حیلے کرتے تھے اور ایک دوسرے کو لوٹتے تھے۔ اب یہ اس حالت میں پڑے ہیں کہ کوئی بھی قریب جانا نہیں چاہتا۔ سو یہ ہے دنیا کا حال جو تُو دیکھتا ہے تو دنیا پر رونا چاہئے کیونکہ یہ رونے کا مقام ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس پر تمام حاضرین رو دیئے۔

حقیقتِ دنیا کی دسویں مثال

عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں تین آدمی ایک راہ پر چلے جا رہے تھے انہوں نے ایک خزانہ پایا تو کہنے لگے ہم بھوکے ہیں ہم میں سے ایک آدمی بازار جائے اور کھانا لے آئے۔ ان میں سے ایک بازار چلا گیا۔ دل میں سوچنے لگا میں کھانے میں زہر ملائے دیتا ہوں تاکہ یہ دونوں مر جائیں اور میں واحد مالک بن جاؤں۔ چنانچہ اس نے کھانے میں زہر ملا دیا۔ اس کے جو دو ساتھی تھے انہوں نے آپس میں یہ طے کر لیا کہ جب وہ آئے تو اسے قتل کر دیا جائے۔ جب وہ شخص کھانا لے آیا تو انہوں نے اسے قتل کر دیا اور کھانا

کھانے بیٹھ گئے۔ کھا کر یہ دونوں بھی مر گئے۔ حضرت عیسیٰ اس مقام سے گذرے تو اپنے دوستوں سے کہا، دیکھو یہ ہے دنیا کس طرح اس نے تینوں کو مار ڈالا اور خود باقی رہ گئی۔ افسوس ہے طالبین دنیا پر!

اشتہار

ہدیہ درود و سلام

سائز 23×36×16 صفحات 400 جلد ہدیہ

اکابرین اسلام کے حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کردہ نہایت پاکیزہ اور اعلیٰ مقامات اور معانی پر مشتمل 130 درود و سلام۔ تالیف حضرت یوسف بن اسماعیل النبہانی۔ ترجمہ مولانا ابو سالم زکریا نظر فرمودہ مولانا مفتی امداد اللہ انور۔

معرفتِ دمِ آخری کے بیان میں

دوسرا چشمہ

اے شہنشاہِ عالم آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ بنی آدم کے دو گروہ ہیں ایک تو وہ گروہ ہے جو دنیا کی ظاہری حالت کی طرف دیکھتا ہے اور عمر طویل کی خواہش کرتا ہے دوسرا گروہ عقلاء کا ہے وہ دم آخری کو اپنا نصب العین بناتے ہیں تاکہ دیکھیں کہ ان کا انجام کار کیا ہوگا۔ کس طرح دنیا سے نکلیں کہ ایمان سالم ہو۔ قبر میں امورِ دینوی سے کن چیزوں کا نزول ہوگا کن چیزوں کو وہ اپنے اعداء کے لئے چھوڑ جائیں گے اور کن چیزوں کا وبال ان پر رہے گا۔

تمام مخلوق کو اس کی فکر کرنی چاہئے خصوصاً بادشاہوں اور اہل دنیا کو اس لئے کہ بسا اوقات انہوں نے مخلوقات کے دلوں کو پریشان رکھا ہے اور ان کی طرف اپنے بڑے کارندے بھیجے ہیں تاکہ لوگوں کو گھبرائیں اور انہیں مرعوب کریں کیوں کہ اللہ کا ایک کارندہ ہے جس کا نام عزرائیل ہے۔ کوئی اس کے مطالبہ سے بچ نہیں سکتا، بادشاہ کے موکل تو سونا، چاندی اور اشیائے خوردنی قبول کر لیتے ہیں مگر یہ سوائے روح کے کچھ نہیں چاہتا۔ بادشاہوں کے خُدام کے ہاں سفارش چل جاتی ہے، مگر اس موکل کے ہاں سفارش نہیں چلتی۔ شاہوں کے موکل تو چار دن یا دو چار گھڑیوں کی مہلت دے دیتے ہیں مگر یہ موکل ایک سانس کی بھی مہلت نہیں دیتا۔ اس موکلِ خداوندی کے عجیب عجیب حالات ہیں۔ مگر ہم اس کے احوال سے متعلق صرف پانچ قصے بیان کریں گے۔

پہلی حکایت

حضرت وہب بن منبہ نے روایت کی ہے، آپ علمائے یہود سے تھے اور مسلمان ہو گئے تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک بڑا بھاری بادشاہ تھا، اس نے ایک دن یہ چاہا کہ نہایت تزک و احتشام سے لوگوں کے سامنے نکلے اور اپنی شان دکھائے، اس نے اپنے امراء دربانوں اور ارکانِ حکومت کو حکم دیا کہ ساتھ ساتھ روانہ ہوں تاکہ لوگ اس کی سلطنت سے مرعوب ہوں، لہذا اس نے عمدہ عمدہ خلعت منگائے اور اچھے اچھے گھوڑے طلب کئے ان میں سے جو گھوڑا سب سے اچھا تھا اسے پسند کیا۔ اس پر زین رکھائی اور جواہر کا طوق اس کے گلے میں ڈالا اور لشکر کے ہمراہ بڑے غرور کے ساتھ روانہ ہوا۔ شیطان آیا اور اس نے اس کے نتھنے میں اپنا منہ رکھ دیا اور اپنے تکبر میں سے اس کے اندر تکبر پھونک دیا، تو وہ اپنے دل میں کہنے لگا دنیا میں مجھ جیسا کون ہے، لگا اِترانے اور گھوڑا دوڑانے، وہ تکبر کی بنا پر کسی کی طرف نہ دیکھتا تھا، اچانک ایک شخص پھٹے پرانے کپڑے پہنے اس کے سامنے آیا۔ سلام کیا تو اس نے سلام کا جواب نہ دیا، تو اس نے اس کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی۔ بادشاہ نے کہا ہاتھ اٹھالے تجھے معلوم نہیں کس کے گھوڑے کی لگام پکڑی ہے اس شخص نے کہا مجھے آپ سے کچھ کام ہے۔ بادشاہ نے کہا تو ذرا ٹھہر جا میں آؤں۔ وہ کہنے لگا مجھے تو اسی گھڑی آپ سے کام ہے اترنے کے بعد نہیں بادشاہ نے کہا اچھا بیان کر کیا چاہتا ہے۔ اس نے کہا ایک بھید کی بات کہنا چاہتا ہوں، جسے صرف آپ کے کان میں کہوں گا۔ بادشاہ نے کان اس کی طرف جھکا دیا۔ اس نے کہا میں ملک الموت ہوں، چاہتا ہوں کہ تیری روح قبض کروں، وہ کہنے لگا، اتنی مہلت دے دو کہ میں گھر لوٹ جاؤں، اور اپنے بیوی بچوں کو الوداع کہہ دوں، بولا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ تو انہیں دیکھے کیوں کہ

تو اپنی عمر کو ختم کر چکا ہے، یہ کہہ کر اس نے اس کی روح قبض کر لی، درآنحالیکہ وہ گھوڑے پر سوار تھا، تو وہ مردہ ہو کر گھوڑے سے گر پڑا، ملک الموت وہاں سے لوٹا اور ایک صالح انسان کے پاس آیا جس سے اس کا پروردگار خوش تھا۔ سلام کیا تو اس نے سلام کا جواب دیا۔ ملک الموت نے کہا مجھے آپ سے کچھ کام ہے، مگر وہ ایک راز ہے اس نیک مرد نے کہا آپ اپنا راز میرے کان میں کہہ دیجئے۔ اس نے کہا میں ملک الموت ہوں اس نے کہا بڑی خوشی کی بات ہے الحمدللہ کہ آپ تشریف لے آئے کیوں کہ میں تو آپ کا بڑا منتظر تھا، آپ بڑی دیر میں آئے ہیں۔ میں تو آپ کے آنے کا مشتاق تھا، تو ملک الموت نے اس سے کہا کہ اگر کوئی کام ہو تو فارغ ہو جاؤ۔ وہ کہنے لگا مجھے پروردگار کی ملاقات سے زیادہ کوئی شغل محبوب نہیں، ملک الموت کہنے لگا آپ کس طرح روح قبض کرانا چاہتے ہیں کیوں کہ مجھے یہ حکم ہے کہ آپ کی روح آپ کی مرضی کے مطابق قبض کروں۔ وہ کہنے لگا ذرا مجھے وضو کر لینے دے اور نماز پڑھ لینے دے۔ جب میں سجدے میں جاؤں تو روح قبض کر لینا ملک الموت نے ایسا ہی کیا، جیسا کہ اس نے چاہا تھا۔ اور اسے رحمتِ پروردگار کی طرف منتقل کر دیا۔

دوسری حکایت

روایت ہے کہ ایک بادشاہ بڑا ہی مال دار تھا۔ اس نے ہر قسم کا بہت کچھ مال جمع کر رکھا تھا تاکہ اپنے نفس کو آرام پہنچائے اور فراغت سے کھائے، اس نے بڑی بڑی نعمتیں جمع کی تھیں۔ اور بڑا بھاری قصر (محل) بنایا تھا جو ملوک اور امراء کے شایانِ شان ہوتا ہے اس کے مضبوط دروازے تھے جن پر بڑے بہادر غلام تعینات تھے، چوکیدار لشکری اور دربان بھی بہت سے متعین تھے۔ اس نے حکم دیا کہ فلاں دن عمدہ عمدہ کھانے پکائے جائیں اور

تمام ارکان دولت کو بلایا جائے تاکہ وہ اس کے ساتھ کھانا کھائیں، اور اس کے عطیات سے بہرہ ور ہوں، وہ تختِ شاہی پر مسند لگائے ہوئے بیٹھا تھا، کہنے لگا اے دل دنیا بھر کی نعمتیں جمع ہیں، اب مطمئن ہو کر خوب کھا، تجھے عمر طویل وبڑی نعمتیں مبارک ہوں، ابھی اس کے دل میں یہ خیال گذرا ہی تھا کہ بیرونِ قصر کی طرف سے ایک پھٹے پرانے کپڑوں والا آیا۔ توبرا اس کی گردن میں لٹک رہا تھا، جیسے کوئی سائل ہو، وہ آیا اس نے بڑے زور سے دروازہ کو کھٹکھٹایا کہ قصرِ شاہی میں زلزلہ آگیا، غلام ڈرتے ہوئے اس کی طرف بڑھے کہنے لگے، اے ضعیف یہ کیا حرص و ہوس اور بے ادبی ہے، صبر کر ذرا ہم تو کھالیں، بچا کھچا تجھے بھی مل جائے گا۔ اس نے کہا اپنے آقا سے کہہ دو کہ میرے پاس آئے کیوں کہ مجھے اس سے بڑا ضروری کام ہے، وہ کہنے لگے اے بوڑھے چلا جا، تو کون ہے، کہ ہمارے بادشاہ کو حکم دیتا ہے کہ باہر آئے وہ کہنے لگا تم اس کو میرا یہ پیغام پہنچا تو دو۔ چنانچہ انہوں نے پیغام دیا تو شاہ نے کہا تم نے اسے جھڑک کیوں نہیں دیا، پھر اس نے پہلے سے بھی زیادہ زور زور سے دروازہ کھٹکھٹانا شروع کیا، تو خدام لاٹھیاں، اور ہتھیار لے کر دوڑنے اور لڑنے کے ارادے سے بڑھے تو وہ کہنے لگا خبردار اپنی جگہ پر کھڑے رہنا، میں ملک الموت ہوں۔ لہذا وہ کانپنے لگے، اور بے حس ہو گئے، ان کے دل مرعوب ہو گئے اور عقلیں ہوا ہو گئیں، بادشاہ نے کہا اسے کہہ دو وہ میرے بدلے میں کسی اور کو لے جائے۔ وہ کہنے لگا میں تو آپ ہی کو لوں گا۔ میں تو آپ ہی کے لئے آیا ہوں تاکہ آپ کے اور آپ کی نعمتوں کے درمیان فاصلہ ڈال دوں جن پر آپ کو غرور ہے تو وہ بادشاہ کہنے لگا اس مال پر خدا کی لعنت جس نے مجھے دھوکے میں رکھا، اور مجھے بڑا نقصان پہنچایا۔ پروردگار کی عبادت سے روکے رکھا۔ میں تو یہ گمان کرتا تھا کہ مجھے اس سے فائدہ پہنچے گا۔ آج کے دن پر افسوس ہے میں خالی ہاتھ چلا اور دشمنوں کے

لئے سب کچھ چھوڑ چلا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس مال کو قوت گویائی عطا کی وہ کہنے لگا مجھے کیوں لعنت کرتا ہے اپنے نفس کو لعنت کر کیوں کہ اللہ نے مجھے اور تجھے مٹی سے پیدا کیا ہے مجھے تیرے ہاتھ میں دیا تھا کہ میرے ذریعہ سے آخرت کا توشہ بنائے تاکہ آخرت کے دن میں تیرا مددگار ہوں، مگر تو نے تو مجھے جمع کیا اور اپنی خواہشات میں صرف کیا، میرے حق کا شکریہ ادا نہ کیا بلکہ کفر کیا، اب تو مجھے اپنے دشمنوں کے لئے چھوڑ چلا اس میں میرا کیا گناہ ہے کہ مجھے لعنت کرتا ہے۔ ابھی وہ کھانا کھانے بھی نہ پایا تھا کہ ملک الموت نے اس کی روح قبض کرلی اور وہ تخت پر بیٹھے بیٹھے ہی مر گیا۔

تیسری حکایت

یزید رقاشی نے بیان کیا ہے کہ بنی اسرائیل کے زمانے میں ایک بڑا بھاری بادشاہ تھا، وہ ایک دن اپنے تخت پر بیٹھا ہوا تھا کہ اس نے ایک شخص کو دروازے سے داخل ہوتے دیکھا جس کی صورت بہت ڈراؤنی اور حالت بڑی خوفناک تھی وہ شدتِ خوف وہیبت سے ایک دم اس کی طرف بڑھا اور کہا اے شخص تو کون ہے؟ اور اس گھر میں داخل ہونے کی کس نے اجازت دی ہے اس نے کہا گھر والے نے مجھے یہاں آنے کی اجازت دی ہے مجھے کوئی روکنے والا روک نہیں سکتا مجھے کسی بادشاہ کے ہاں جانے میں کسی اجازت کی ضرورت نہیں ہوتی، نہ میں کسی بادشاہ کی سیاست سے ڈرتا ہوں اور نہ کسی جبار کے جبر سے خوف کھاتا ہوں، میرے قبضے سے کوئی باہر نہیں جاسکتا۔

بادشاہ نے جو یہ بات سنی تو منہ کے بل گر پڑا۔ اس کا تمام جسم کانپنے لگا۔ اس نے دریافت کیا، کیا تو ملک الموت ہے؟ کہا ہاں! بادشاہ نے کہا تجھے خدا کی قسم ہے مجھے صرف ایک دن کی مہلت دے دے تاکہ اپنے گناہوں سے

توبہ کرلوں اور پروردگار سے عذر خواہی کرلوں اور وہ اموال جو میں نے اپنے خزانوں میں جمع کئے ہیں لوگوں کو واپس کر دوں تاکہ آخرت میں ان کا عذاب برداشت نہ کروں، ملک الموت نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے تیری زندگی کے دن تو گنے چنے ہیں اور اوقات بقدر حساب ہیں۔ تو وہ بادشاہ کہنے لگا اچھا ایک گھڑی کی مہلت دے دے، وہ کہنے لگا گھڑیوں کا بھی حساب ہے وہ گزر گئیں۔ اور تو غافل ہی رہا تو اپنے سارے سانس پورے کر چکا ہے۔ صرف ایک سانس باقی ہے تو بادشاہ پوچھنے لگا، جب میں قبر میں جاؤں گا تو میرے ساتھ کون ہو گا؟ ملک الموت نے کہا وہاں تیرے عمل کے سوا کوئی نہ ہو گا۔ وہ کہنے لگا میں نے تو کچھ کیا ہی نہیں ملک الموت بولا تو پھر دوزخ میں جائے گا اور خدائی قہر میں رہے گا، یہ کہہ کر اس کی روح قبض کر لی۔ وہ تخت سے گر پڑا۔ لوگ رونے چلانے لگے۔ لیکن اگر وہ یہ جانتے کہ اس پر غضب خداوندی کس قدر ہو گا تو اس سے بھی زیادہ روتے۔

چوتھی حکایت

کہتے ہیں کہ سلیمان علیہ السلام اور داؤد علیہ السلام کے پاس ملک الموت آیا۔ وہ ایک شخص کو بڑے غور سے دیکھنے لگا۔ اور دیر تک دیکھتا رہا۔ یہ شخص آپ کے رفقائے مجلس میں سے تھا۔ جب ملک الموت چلا گیا تو اس نے آپ سے عرض کی یا نبی اللہ یہ شخص کون تھا؟ آپ نے فرمایا، ملک الموت، تو وہ کہنے لگا میں ڈرتا ہوں یہ میری روح قبض کرنا چاہتا ہے کسی طرح آپ مجھے بچائیے۔ آپ نے فرمایا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اس نے کہا کہ آپ ہوا کو حکم دیجئے کہ مجھے اسی وقت ہندوستان لے جائے شاید وہ مجھے نہ پا سکے۔ تو سلیمان علیہ السلام نے ہوا کو حکم دیا۔ ہوا اسے فوراً اڑا لے گئی ملک الموت آیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے دریافت فرمایا کہ

فلاں شخص کو تم کیوں بڑے غور سے دیکھ رہے تھے ؟ کہنے لگا بات یہ تھی کہ مجھے یہ حکم ملا تھا کہ اس شخص کی روح سر زمین ہند میں قبض کروں حالانکہ یہ شخص وہاں سے بہت دور بیٹھا ہوا تھا۔ اور وقت تھوڑا تھا حتی کہ ہوا اسے وہاں لے گئی اور میں نے اس کی روح قبض کر لی۔

پانچویں حکایت

کہتے ہیں کہ حضرت ذوالقرنین علیہ السلام ایک قوم پر گزرے جن کے پاس اسباب دنیوی سے کچھ بھی نہ تھا۔ انہوں نے اپنے دروازوں پر اپنی قبریں بنوا لی تھیں۔ وہ ہر روز جاتے اور اپنی قبروں کو صاف کرتے، جھاڑو دیتے، دھونی دیتے اور ان میں کھڑے ہو کر خدا کی عبادت کرتے۔ وہ سوائے گھاس پات کے کچھ نہ کھاتے۔ ذوالقرنین نے ان کی طرف ایک آدمی بھیجا اور ان کے بادشاہ کو بلایا۔ وہ نہ آیا اور کہا مجھے اس سے کیا غرض۔ لہذا ذوالقرنین خود وہاں گئے، کہنے لگے، تم لوگوں کا کیا حال ہے کیوں کہ میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے پاس کچھ بھی نہیں ہے نہ سونا، نہ چاندی، نہ دنیوی نعمتیں؟ بادشاہ نے کہا بات یہ ہے کہ دنیوی نعمتوں سے کوئی سیر اب نہیں ہو سکتا۔ لہذا ہم انہیں ہاتھ نہیں لگاتے۔ ذوالقرنین علیہ السلام نے پوچھا تم نے قبریں کیوں بنا رکھی ہیں؟ بادشاہ نے کہا تاکہ یہ ہماری نظروں کے سامنے رہیں۔ ہمیں موت کی یاد دلاتی رہیں ہمارے دلوں میں مال کی محبت کم ہو جائے اور ہم پروردگار کی عبادت سے غافل نہ ہوں۔ ذوالقرنین علیہ السلام نے کہا اور گھاس کیوں کھاتے ہو! بادشاہ نے کہا اس لئے کہ ہم چاہتے ہیں کہ اپنے شکموں کو حیوانات کے لئے قبور نہ بنائیں اور اس لئے بھی کہ لذت طعام تو صرف حلق تک ہی پہنچتی ہے۔ پھر اس نے ایک طاق سے ایک آدمی کی کھوپڑی نکالی اور کہا ذوالقرنین علیہ السلام جانتے ہو یہ کون شخص تھا؟ خود ہی بولا یہ شخص

شہنشاہ تھا، رعایا پر ظلم کرتا تھا، کمزوروں کو ستاتا تھا اور متاعِ دنیا کے جمع کرنے پر لگا رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی روح قبض کرلی اور جہنم ٹھکانا بنادیا دیکھو یہ اس کی کھوپڑی ہے۔

پھر اس نے دوسرے طاق کی طرف ہاتھ بڑھایا اور ایک اور کھوپڑی نکالی۔ اسے ان کے سامنے رکھا اور پوچھا کیا آپ کو پتہ ہے یہ شخص کون تھا؟ پھر خود ہی کہنے لگا یہ ایک عادل بادشاہ تھا جو رعایا کے ساتھ محبت کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی روح کو قبض کیا اور جنت کو ٹھکانا بنایا اور اس کے مراتب بلند کیے۔ پھر اس نے ذوالقرنین علیہ السلام کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا کیا آپ کو معلوم ہے کہ یہ کھوپڑی اس میں سے کس کے مانند ہو گی؟ تو ذوالقرنین بہت روئے اور اسے اپنے سینے سے چمٹالیا اور کہا اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو اپنا وزیر بنالوں اور آدھی بادشاہت آپ کو دے دوں۔ اس پر بادشاہ نے کہا مجھے افسوس ہے کہ مجھے اس کی کوئی رغبت نہیں۔ ذوالقرنین نے کہا کیوں؟ کہا اس لئے کہ تمام لوگ مال کی وجہ سے آپ کے دشمن ہیں اور قناعت کی وجہ سب میرے دوست ہیں۔

نصیحت

اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اب آپ کو چاہئے کہ دم آخر کی حکایات کو سمجھیں اور اس کو اچھی طرح پہچانیں۔

آپ کر معلوم ہونا چاہئے کہ اہل غفلت موت کی باتیں سننا نہیں چاہتے تاکہ حبِ دنیوی پر اوس نہ پڑ جائے۔ اور اکل و شرب کی لذت مکدر نہ ہو جائے۔ حدیث شریف میں آیا ہے جو بھی موت کا ذکر کثرت سے کرے گا اور لحد کی تاریکی کو یاد کرے گا اس کی قبر گلزار ہو جائے گی اور جو موت کو بھولے گا اور اس کے ذکر سے غافل رہے گا اس کی قبر جہنم کا گڑھا بن جائے گی۔

ایک دن رسول اللہ ﷺ شہیدوں اور ان خوش بختوں کے اجر کا ذکر فرما رہے تھے جو کفار کی لڑائی میں مارے گئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا وہ شخص بھی شہیدوں جیسا ثواب پا سکتا ہے جو شہید ہو کر نہیں مرا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں جو شخص موت کو ہر دن بیس مرتبہ یاد کرے تو اس کے لئے شہداء کا سا اجر و درجہ ہو گا۔

حضور ﷺ نے فرمایا ہے موت کو اکثر یاد کیا کرو کیوں کہ وہ گناہوں کو مٹاتی ہے اور دلوں میں دنیوی محبت کو سرد کرتی ہے۔ آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا سب سے زیادہ عقل مند اور سب سے زیادہ محتاط کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا سب سے زیادہ عقل مند وہ ہے جو موت کو یاد رکھے اور سب سے زیادہ محتاط وہ ہے جو اس کے لئے اچھی تیاری کرے کیوں کہ اس کے لئے دنیا اور آخرت دونوں کی شرافت ہے۔

تو جو کوئی دنیا کو اس طرح پہچانے گا جیسے ہم نے بیان کیا اور دم واپسیں کی یاد کو تازہ رکھے گا اس پر دنیا کے کام آسان ہو جائیں گے۔ اس کے دل میں شجر ایمان قوی ہو جائے گا، خوب نمو کرے گا، ایمان کی شاخیں خوب پھولیں گی اور وہ اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں ملے گا کہ اس کا ایمان سالم ہو گا۔

اللہ جل و علا سلطانِ عالم کی بصیرت کو منور کرے تاکہ اشیاء کو ان کی اصلی حالت میں دیکھ سکیں۔ آخرت کے لئے کوشش کریں اور مخلوق خدا کے ساتھ احسان کریں کیوں کہ رعیت میں لاکھوں ہیں۔ جب تو ان کے ساتھ انصاف کرے گا تو وہ روز قیامت میں اس کے شفیع ہوں گے، اور اگر ظلم کرے گا تو وہ اس کے دعویدار ہو جائیں گے اور معاملہ بڑا خطرناک ہو جائے گا۔ جب سفارشی ہی مدِ مقابل ہو جاتا ہے تو معاملہ کتنا سخت ہو جاتا ہے۔

پہلا باب

عدل و سیاست اور ذکرِ ملوک کے بیان میں

یقین کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم سے دو گروہوں کو پسند کیا ہے ایک گروہ انبیاء علیہم السلام کا ہے تاکہ وہ لوگوں کیلئے طریقۂ عبادت و معرفت بتائیں۔ دوسرا گروہ بادشاہوں کا ہے تاکہ وہ بندوں کی حفاظت کریں کہ وہ ایک دوسرے پر زیادتی نہ کریں۔ ان کے ہاتھوں میں اللہ تعالیٰ نے نقض و ابرام کی زمام دے دی ہے۔ لہذا مخلوق کی معاش کو اپنی حکمت سے ان کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے اور انہیں اپنی قدرت سے بڑا مرتبہ دیا ہے جیسا کہ احادیث میں آتا ہے کہ بادشاہ اللہ کا سایہ ہے تو آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ بادشاہ کا درجہ دے اور اس کو زمین پر اپنا سایہ قرار دے اسے چاہئے کہ مخلوقِ خدا کے ساتھ محبت کرے اور انہیں اپنا فرمانبردار بنائے رکھے ان کے لئے اس کی معصیت جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے ایمان والو! اللہ، رسول ﷺ اور اولوالامر کی اطاعت کرو۔ لہذا ہر وہ شخص جو دین دار ہے اسے چاہئے کہ بادشاہوں اور سلاطین کی اطاعت کرے۔ ان کے احکامات کو مانے اور اس امر پر ایمان رکھے کہ اللہ جسے چاہتا ہے اپنی مملکت دیتا ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے

تؤتی الملك من تشاء وتنزع الملك ممن تشاء
و تعز من تشاء وتذلّ من تشاء بيدك الخير انك
علی كل شی ء قدير !

تو دیتا ہے بادشاہت جسے چاہتا ہے اور چھین لیتا ہے جس
سے چاہے اور ذلت دیتا ہے جسے چاہے تیرے ہاتھوں

میں بھلائی ہے تُو ہر چیز پر قادر ہے۔
سلطان عادل وہ ہے جو مخلوق میں عدل کرے اور جور و فساد سے ڈرے اور ظالم سلطان بد بخت ہے۔ اس کی سلطنت کو بقا نہیں کیوں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے مملکت کفر کے ساتھ تو بر قرار رہ سکتی ہے مگر ظلم کے ساتھ بر قرار نہیں رہتی۔

مجوسیوں کی دنیا پر چار ہزار سال حکومت رہی

تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ مجوسیوں کی سلطنت چار ہزار سال دنیا پر رہی۔ ان میں سلطنت ان کے عدل اور مساویانہ سلوک کی بنا پر رہی۔ وہ اپنے مذہب کے اعتبار سے ظلم و جور کو جائز قرار نہیں دیتے تھے، انہوں نے اپنے عدل و ضبط سے شہروں کو آباد رکھا اور مخلوق کے ساتھ انصاف کیا۔
حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ ملوکِ عجم کو لوگ گالیاں نہ دیں کیوں کہ انہوں نے دنیا کو آباد کیا اور میرے بندوں کو شاد رکھا۔

ظالم اور عادل بادشاہان

لہٰذا آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ دنیا کی آبادی و بربادی شاہوں سے ہے اگر سلطان عادل ہوگا تو دنیا آباد رہے گی اور رعایا بے خوف رہے گی جیسا کہ اُردشیر، فریدون، بہرام گور، اور نوشیروان کے دور میں تھی اور جب سلطان ظالم ہوگا تو دنیا برباد ہو جائے گی جیسا کہ ضحاک، افراسیاب لور پرویز وغیرہ کے زمانے میں تھی۔ حتیٰ کہ مسلمان اُن پر غالب آگئے انہوں نے اہل عجم کو مغلوب کر لیا۔ ان کو ان کی مملکت سے نکال باہر کیا اور ہمارے نبی ﷺ کی برکت سے عہد خلافت عمر رضی اللہ عنہ میں حکومتِ اسلام اُن پر غالب آگئی۔

سب بادشاہ مر مٹ گئے صرف نام رہ گیا

آپ یقین کیجئے کہ جن بادشاہوں کا ہم نے ذکر کیا ہے وہ اہل دنیا تھے اور سرزمین کے بادشاہ تھے، انہوں نے دنیا سے ہر قسم کی مرادیں پائیں، لذتوں میں اپنے اوقات صرف کئے اور مر گئے۔ اب صرف ان کے نام و نشانات رہ گئے ہیں جیسا کہ ہم نے ان کے کارناموں کی طرف اشارہ کیا، اور ان کے عادات واخلاق کی طرف اشارہ کیا تاکہ آپ اس امر کو پہچان لیں کہ بس انسانوں کی باتیں ہی رہ جاتی ہیں اور جیسا وہ کرتے تھے ویسا ہی ان کا ذکر ہوتا ہے اور ویسی ہی باتیں ان کی طرف منسوب کی جاتی ہیں، اگر بھلائی کرتے تھے تو بھلائی اور اگر بُرائی کرتے تو بُرائی۔

لہذا انسان کو چاہئے کہ احسان کا بیج بوئے اور اپنے نفس سے اغلاط عیوب و فواحش کو دور کرے بالخصوص بادشاہوں کو اس امر کا خیال رکھنا چاہئے تاکہ ان کا نام نیک باقی رہے مرے پیچھے بُرائی سے ان کا نام نہ لیا جائے۔

نیک نامی دوسری زندگی ہے

کہتے ہیں کہ نام نیک حیات ثانیہ ہے لہذا عقلاء کو چاہئے کہ ان باشاہوں کے حالات پڑھیں اور اس دنیائے فانی کے بارے میں غور کریں جس کی وفا کم ہے اور بلا زیادہ ہے۔ اس کی آرزوؤں کو اپنے دلوں میں جگہ نہ دیں کیوں کہ اس میں کوئی بھی نیک انسان باقی نہیں رہے گا۔ اور کوئی بھی بدبخت سالم نہیں رہے گا۔ عقل مند کو چاہئے کہ اپنے دشمنوں کی تعداد کو نہ بڑھائے کہ دشمنوں کا معاملہ سخت ہی ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ عادل ہے ضروری ہے کہ روزِ قیامت جھگڑنے والوں کے درمیان انصاف کرے گا اور ظالم سے مظلوم کو چھڑادے گا۔ لہذا دنیا کی خاطر اپنے مخاصمین کی تعداد کو نہ بڑھاؤ جیسا کہ اس حکایت سے ظاہر ہے۔

حکایت

ابو علی بن الیاس نیشاپور کا سپہ سالار تھا وہ ایک دن ابو علی دقاق رحمتہ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ اپنے زمانے کے بڑے زاہد تھے اور بڑے بھاری عالم تھے، وہ گھٹنوں کے بل ان کے سامنے بیٹھ گیا اور کہنے لگا مجھے نصیحت کیجئے تو ابو علی نے کہا اے سپہ سالار میں آپ سے ایک بات پوچھتا ہوں آپ بلا کسی ریاء و نفاق کے اس کا صحیح صحیح جواب دیں۔ اس نے کہا بہتر، انہوں نے کہا اے امیر آپ کو کون سی چیز زیادہ پسند ہے مال یا دشمن؟ اس نے کہا مال مجھے دشمن سے زیادہ محبوب ہے تو انہوں نے کہا کیسے مرے پیچھے اپنے محبوب کو چھوڑ جاؤ گے اور اپنے دشمن کو ساتھ لے جاؤ گے جسے آپ پسند نہیں کرتے؟ تو وہ رونے لگا اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے کہنے لگا آپ نے خوب نصیحت کی ہے ساری حکمتیں اور نصیحتیں اسی میں مضمر ہیں۔

نوشیر وان کا عدل

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو سب سے آخر میں بھیجا آپ کی برکت سے دار الکفر دار الایمان بن گیا۔ آپ ﷺ کا ظہور بہترین وقت میں ہوا۔ آپ ﷺ نے اپنی شریعت کو دنیا سے معمور کر دیا اور اپنی نبوت سے مہر ختم نبوت دی۔ اس دور میں نوشیر واں بادشاہ تھا وہ تمام شاہانِ ایران سے بڑھ چڑھ کر تھا، کیا از روئے عدل و سیاست اور کیا از روئے انصاف و تدبیر، یہ سب کچھ ہمارے نبی ﷺ کی برکت سے تھا کیوں کہ وہ آپ ﷺ کے زمانے میں تھا۔ وہ آپ ﷺ کی ولادت کے دو سال بعد تک زندہ رہا۔ آپ ﷺ نے اپنے زمانے پر فخر کیا ہے فرمایا ہے میں عادل نوشیرواں کے زمانے میں پیدا ہوا۔ آپ نے اس کے عدل کی بنا پر ہی اسے عادل کا خطاب دیا۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ حُسنِ ذکر اور اچھی شہرت بہترین چیز ہے

نوشیر واں سے پہلے جو بادشاہ تھے ان کی تمام تر کوششیں دنیا کی تعمیر، عدل، حُسنِ نظام پر لگی ہوئی تھیں جو عمارتیں انہوں نے چھوڑی ہیں وہ دنیا میں مشہور ہیں۔ دیکھو شہروں کے نام بادشاہوں کے ناموں پر ہیں۔ کیوں کہ انہوں نے ان کو تعمیر کیا ہے باغ باغیچے ہوائے، نہریں نکالیں، کارخانے ہوائے اور پوشیدہ چشمے نکالے مگر نوشیرواں عدل وانصاف سے تعمیر کرتا تھا اور اسراف سے بچتا تھا۔

کہتے ہیں نوشیرواں نے ایک دن اپنے آپ کو مریض ظاہر کیا، اور اپنے معتمدین کو اطرافِ بلاد میں بھیجا کہ کوئی بہت پرانی اینٹ تلاش کر کے لائیں جس کو وہ بطور دوا استعمال کر سکے۔ اس نے دوستوں سے کہا کہ طبیبوں نے مجھے پرانی اینٹ استعمال کے لئے بتائی ہے۔ لہذا معتمدین تمام شہروں میں پھرے اور کہنے لگے ہمیں کوئی ویران گھر نظر نہ آیا اور نہ کوئی پرانی اینٹ دکھائی دی۔ نوشیرواں بہت خوش ہوا اور خدا کا شکر ادا کیا کہنے لگا میں نے تو یہ بات اسی لئے کہی تھی کہ اپنی حکومت کی حالت کا اندازہ لگا سکوں اور یہ جان لوں کہ آیا مملکت میں کوئی ایسا مقام باقی رہ گیا ہے جو ویران ہے اب مجھے پتہ چلا ہے کہ ہر طرف آبادی ہی آبادی ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ امورِ سلطنت مکمل ہیں اور حالات ٹھیک ہیں اور تعمیر درجۂ کمال کو پہنچ چکی ہے۔

آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ ان بادشاہوں کی ہمت اس پر ہی موقوف رہتی تھی کہ ملک ان کے بعد بھی آباد رہے۔ روایت ہے کہ جس قدر آبادی ہو گی رعایا خوش حال ہو گی۔

حکومت کی استقامت

یہ لوگ جانتے تھے کہ جو کچھ علماء نے کہا ہے اور حکماء نے لکھا ہے، بالکل صحیح ہے۔ اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں یعنی حکماء کا یہ قول ہے کہ

دین بادشاہ سے ہے اور بادشاہ لشکر سے ہے اور لشکر مال سے ہے اور مال تعمیرِ بلاد سے ہے اور تعمیرِ بلاد عدل سے ہے۔ لہٰذا وہ لوگ ظلم وجور کو نہیں مانتے تھے، اور اپنے خادموں کے لئے ظلم وجور کو گوارا نہیں کرتے تھے کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ رعیت ظلم سے باقی نہیں رہتی اور یہ کہ مکانات ظالموں کے تسلط سے ویران ہو جاتے ہیں اور ملک کے باشندے بھاگ کر ادھر اُدھر چلے جاتے ہیں لہٰذا بادشاہت میں نقصان پیدا ہو جاتا ہے اور آمدنی کم ہو جاتی ہے۔ خزانے خالی ہو جاتے ہیں اور رعایا کا عیش مکدر ہو جاتا ہے کیوں کہ یہ لوگ ظالم کو پسند نہیں کرتے وہ ہمیشہ ظالموں کو بددعا دیتے رہتے ہیں لہٰذا مملکت سے متمتع نہیں ہوتے۔ بالآخر ہلاکت تیزی سے بڑھتی ہے اور ملک کو برباد کر دیتی ہے۔

ظلم کا انجام

مؤلف کتاب کہتا ہے کہ ظلم کی دو قسمیں ہے:

(۱) سلطان کا رعایا پر ظلم، قوی کا ضعیف پر ظلم اور غنی کا فقیر پر ظلم۔

(۲) اپنے نفس پر خود اپنا ظلم اور یہ معصیت کی بدبختی سے ہوتا ہے۔

لہٰذا ظلم نہ کرو تو تم سے ظلم اُٹھا لیا جائے گا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔

حکایت

کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص مچھلی کا شکار کرتا اور اس سے روزی حاصل کرتا تھا۔ ایک دن شکار کھیل رہا تھا کہ اس کے جال میں ایک بڑی مچھلی پھنس گئی۔ وہ بہت خوش ہوا۔ دل میں کہنے لگا اس مچھلی کو بیچ کر گھر کا خرچ چلاؤں گا کہ پولیس کا ایک آدمی اسے راہ میں ملا۔ بولا کیا مچھلی بیچتا ہے؟ وہ دل میں کہنے لگا اگر کہتا ہوں کہ بیچتا ہوں تو آدھے دام دے گا لہٰذا اس نے کہہ دیا میں فروخت نہیں کروں گا۔ اس شخص نے اس کے زور سے لکڑی

ماری کہ اس کی پشت میں درد ہو گیا اور مچھلی زبردستی اس سے چھین لی۔ شکاری نے اس کے حق میں بددعا کی۔ کہنے لگا اے اللہ تو نے مجھے کمزور مسکین پیدا کیا اور اس کو طاقتور اور جبار پیدا کیا ہے اے اللہ اس سے میرا بدلہ لے لے۔ میں آخرت تک صبر نہیں کر سکتا۔ اسی دنیا میں بدلہ لے لے، وہ غاصب مچھلی لے کر گھر گیا اور بیوی کے سپرد کی۔ اس سے کہا اسے بھون لے۔ وہ بھون کر لائی اور دستر خوان پر رکھ دی۔ اس نے کھانے کے لئے ہاتھ دراز کیا تو مچھلی نے کاٹ کھایا جس سے وہ سخت بے چین ہو گیا۔ تکلیف پر صبر نہ کر سکا تو طبیب کے پاس گیا اس نے کہا اس انگلی کو کٹوادو۔ مگر تکلیف ہتھیلی تک پہنچ گئی تو طبیب نے کہا پہونچے تک ہاتھ کٹوادو کہیں ایسا نہ ہو زہر آگے پھیل جائے چنانچہ پہونچے تک ہاتھ کاٹ دیا گیا تو مرض آگے بڑھ گیا۔ طبیب نے کہا ہاتھ تھوڑا سا اور کٹوادو کہیں مرض آگے نہ بڑھ جائے مگر مرض شانے تک پہنچ گیا اب وہ سرگشتہ و پریشان بھاگا اور پروردگار کی طرف متوجہ ہوا۔ راہ میں ایک درخت کے نیچے پڑ کر سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ کوئی کہتا ہے اے مسکین کب تک ہاتھ کٹوائے گا جا شکاری کو راضی کر۔ وہ بیدار ہوا کہنے لگا میں نے مچھلی مفت لی تھی اور شکاری کو مارا تھا۔ لہذا سیدھا شکاری کے پاس گیا اور اس کے سامنے گر پڑا۔ معافی مانگنے لگا۔ کچھ روپیہ بھی اسے دیا اور توبہ کی وہ شخص راضی ہو گیا تو درد فوراً جاتا رہا اور اس رات آرام سے سویا۔ اس نے توبہ کی اور ظلم و ستم ڈھانا چھوڑ دیا۔ پھر اسی حالت میں سو گیا۔ اگلے دن برحمتِ پروردگار اس کا ہاتھ صحیح ہو گیا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی۔ اے موسیٰ مجھے اپنی قدرت اور عزت و جلال کی قسم ہے اگر وہ شخص اپنے دشمن کو راضی نہ کرتا تو میں مرتے دم تک اسے عذاب ہی دیتا رہتا۔

عجیب حکایت

کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام اپنے پروردگار سے طور پر بات چیت کر رہے تھے تو کہنے لگے، پروردگار مجھے اپنا عدل و انصاف دکھا۔ اللہ نے فرمایا تو بڑا جلدباز تیز رو اور چرب زبان ہے۔ صبر نہیں کر سکتا۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی آپ کی توفیق ہی سے صبر کر سکتا ہوں اللہ نے فرمایا فلاں چشمے پر جا اور اس کے سامنے چھپ جا۔ پھر میرے علم غیب اور قدرت کا تماشا دیکھ۔ موسیٰ علیہ السلام گئے اور چشمے کے بالمقابل ایک ٹیلے پر چڑھ گئے۔ چشمے پر ایک شہسوار آیا۔ گھوڑے سے اُترا وضو کیا پانی پیا اور کمر سے ہمیانی کھولی جس میں ایک ہزار دینار تھے اور اپنے برابر رکھ کر نماز پڑھنے لگا۔ پھر سوار ہو گیا اور ہمیانی وہیں بھول گیا۔ ایک چھوٹا سا بچہ آیا، اس نے پانی پیا، اور ہمیانی لے لی۔ بعد ازاں ایک اندھا آیا، اس نے پانی پیا، وضو کیا اور نماز کے لئے کھڑا ہو گیا۔ شہسوار کو ہمیانی یاد آئی۔ وہ فوراً چشمے کی طرف لوٹا۔ بوڑھے کو دیکھا تو اس کے سر ہو گیا۔ کہنے لگا میں یہاں ہمیانی بھول گیا تھا جس میں ہزار دینار تھے۔ یہاں تیرے سوا کوئی نہیں آیا۔ اندھا بولا آپ جانتے ہیں میں اندھا آدمی ہوں میں ہمیانی کو کیسے دیکھ پاتا۔ شہسوار یہ بات سن کر آپے سے باہر ہو گیا۔ تلوار سونت لی اور اسے قتل کر ڈالا۔ ہمیانی ڈھونڈی تو نہ پائی۔ اسے چھوڑ کر آگے بڑھا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا پروردگار صبر کی طاقت نہیں تو عادل ہے مجھے بتا یہ کیا ہوا؟ جبریل علیہ السلام اترے اور کہا اے موسیٰ علیہ السلام! اللہ تعالیٰ کہتے ہیں میں عالم الاسرار ہوں۔ میں وہ باتیں جانتا ہوں جو تو نہیں جانتا۔ وہ بچہ جو ہمیانی لے گیا اپنا حق لے گیا بات یہ ہے کہ بچہ کا باپ اس شہسوار کا ملازم تھا وہ بچہ بقدر اپنے باپ کی مزدوری کے لے گیا۔ رہا اندھا سو اس نے اندھا ہونے سے پہلے اس شہسوار کے باپ کو قتل کیا تھا

لہذا اس نے قصاص پالیا اور حق دار کو اس کا حق پہنچ گیا۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا محسن کے لئے جنت میں بہت مراتب ہیں حتی کہ اس شخص کے لئے بھی جو اپنے اہل و عیال کے ساتھ احسان کرتا ہے
حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے

الّا تطغوا فی المیزان ترازو میں کمی بیشی نہ کرو۔

کہ اس سے مراد عدل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اے ابن آدم عدل کر جیساکہ تو یہ پسند کرتا ہے کہ تیرے ساتھ عدل کیا جائے۔

حضرت آدمؑ کی طرف چار احکام کی وحی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو زمین کی طرف بھیجا تو چار کلمات کی وحی بھیجی اور فرمایا اے آدم ان چار کلمات کو سیکھ لے اور اپنی تمام اولاد کو سکھا دے ان میں سے ایک کلمہ میرے لئے ہے ایک تیرے لئے، ایک میرے اور تیرے درمیان ہے اور ایک تیرے اور لوگوں کے درمیان ہے۔ پہلا کلمہ جو میرے لئے ہے وہ یہ ہے کہ میری ہی عبادت کرنا کسی کو میرا شریک نہ ٹھہرانا، جو کلمہ تیرے لئے ہے یہ ہے کہ میں تجھے تیرے عمل کے مطابق جزا دوں گا اور وہ کلمہ جو میرے اور تیرے درمیان ہے یہ ہے کہ طرف سے دعا ہے اور میری طرف سے قبولیت ہے اور وہ کلمہ جو تیرے اور لوگوں کے درمیان ہے یہ ہے کہ ان کے ساتھ انصاف کر۔

کون سے ظلم بخشے جاتے ہیں اور کون سے نہیں

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے ظلم کی تین قسمیں ہیں ایک وہ جو بخشا نہیں جاتا، ایک وہ جو ہمیشہ نہیں رہتا اور ایک ظلم وہ ہے جو بخش دیا جاتا ہے، وہ ظلم جو بخشا نہیں جاتا شرک ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

ان الشرك لظلم عظيم

وہ ظلم جو ہمیشہ نہیں رہتا، بندوں کا بندوں پر ظلم ہے، وہ ظلم جو بخش دیا جاتا ہے بندے کا ارتکابِ ذنوب کے ساتھ اپنے نفس پر ظلم کرنا ہے پھر وہ پروردگار کی طرف لوٹتا ہے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے اور اپنی رحمت سے اسے جنت میں داخل کرلیتا ہے۔

دین وبادشاہت دونوں جڑواں ہیں

دین اور بادشاہت دو جڑواں بچوں کی مانند ہیں جو ایک ہی بطن سے پیدا ہوئے ہیں۔ لہذا بادشاہ کو خواہشات، بدعات، منکرات اور شہبات سے بچنا چاہیے اور جو چیز بھی شریعت کو نقصان پہنچائے اس سے بچے اور جن لوگوں کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ دین ومذہب سے لاپرواہی برتتے ہیں انہیں بلائے اور ڈرائے دھمکائے، اگر توبہ کرلیں تو خیر ورنہ سزا دے۔ اور اپنی حکومت سے جلاوطن کردے تاکہ اس کی گمراہی سے دوسرے لوگ بچے رہیں اور ملک اہلِ ہوا سے محفوظ رہے۔ اور اسلام عزت دار ہو جائے۔ سرحدوں پر لشکروں کو آباد کرتا رہے، حق کے اعزاز، سنت کے احیاء اور اچھے خصائل کی ترویج میں کوشش کرتا رہے تاکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا طریقہ محمود ثابت ہو اور مخلوق میں ہیبت پیدا ہو۔ دشمن اس کی سطوت سے ڈریں اور اس کے مراتب لوگوں کی نظروں میں بلند ہوں۔ دشمنوں اور ہم سروں کی نظر میں توقیر ہو۔

رعایا پر نظر

بادشاہ کو معلوم ہونا چاہئے کہ رعایا کی اصلاح اس کی اپنی سیرت کی مضبوطی سے ہو سکتی ہے۔ بادشاہ کو چاہئے کہ رعیت کے معاملات کی نگرانی رکھے، اور قلیل وکثیر پر نظر رکھے، بُری باتوں میں رعایا کا ساتھ نہ دے۔

صالحین کا احترام کرے اور اچھائی پر اجر دے برُی باتوں سے روکے، اور قبائح کے ارتکاب پر سزا دے جو لوگ معصیت پر اصرار کرتے ہیں انہیں معاف نہ کرے تاکہ لوگوں کو نیکی کی رغبت ہو اور وہ برُائی سے بچیں کیوں کہ جب بادشاہ بغیر سیاست کے ہوگا اور مفسدین کو فساد سے نہیں روکے گا تو اس کی مملکت کا نظام فاسد ہو جائے گا۔

رعیت بادشاہ کی طبیعت پر ہوتی ہے

حکماء نے کہا ہے رعیت کی طبیعت بادشاہ کی طبیعت کا نتیجہ ہوتی ہے کیوں کہ عوام مائل بفساد ہوتے ہیں اور تقلید کرنا اس کی عادت ہوتی ہے اس لئے کہ وہ بڑے لوگوں ہی سے سب کچھ سیکھتے ہیں، اور انہی کی تقلید کرتے ہیں۔ دیکھئے تاریخ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ ولید بن عبد الملک کو اچھے کھانے، کثرتِ اکل، ضروریات کے پورا کرنے اور شہوات کے پورا کرنے کا شوق تھا۔ اور حضرت عمر بن عبد العزیز کی توجہ عبادت وزہد کی طرف تھی۔

حکایت

محمد بن علی بن فضل کہتے ہیں مجھے معلوم نہیں تھا کہ رعیت کی طبیعت بادشاہ کی طبیعت کے مطابق ہوتی ہے حتیٰ کہ میں نے ولید کے زمانے میں دیکھا کہ لوگوں کو انگور کے درخت، باغ باغیچے لگانے اور تعمیر کا بہت شوق ہے اور سلیمان بن عبد الملک کے دور میں دیکھا کہ لوگوں کو کثرتِ اکل، اور اچھے کھانوں کا شوق ہے حتیٰ کہ لوگ اپنے دوستوں سے پوچھا کرتے تھے کہ کیا کھانا پکوایا، اور کیا کھایا؟ اور عمر بن عبد العزیز کے دور میں دیکھا کہ وہ عبادت، خیرات، تلاوتِ قرآن اور نیکیوں کی طرف مائل تھے، دیکھئے ہر زمانے میں رعیت بادشاہ کا اقتداء کرتی ہے اور اس کے اعمال کے مطابق عمل کرتی ہے خواہ وہ برُے کام کرے یا اچھے۔

عوام میں عدل کی عجیب حکایت

کہتے ہیں کہ ملک عادل نوشیرواں کے دور میں ایک شخص نے ایک شخص سے زمین خریدی تو اس میں خزانہ پایا وہ فوراً فروخت کنندہ کے پاس گیا اور اسے اس کے بارے میں آگاہ کیا وہ کہنے لگا میں تو آپ کو بیچ چکا ہوں۔ مجھے کیا پتہ تھا کہ اس میں کیا ہے جو دفینہ ہے وہ آپ کا ہے آپ کو مبارک ہو۔ وہ بولا میں اسے نہیں لینا چاہتا اور لوگوں کے مال میں طمع نہیں رکھتا۔ وہ یہ مقدمہ نوشیرواں کے پاس لے گئے تو وہ بہت خوش ہوا بولا کیا تمہارے اولاد ہے؟ کہاں ہاں ایک کے لڑکی ہے اور دوسرے کے لڑکا، انوشیرواں بولا میں چاہتا ہوں کہ تم دونوں میں قرابت ہو جائے۔ لہذا لڑکی کی لڑکے سے شادی کر دو اور یہ خزانہ ان دونوں کے جہیز میں خرچ کر دو تاکہ تم دونوں کو وہ خزانہ مل جائے اور دونوں کی اولاد کو پہنچ جائے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور اس فیصلے پر راضی ہو گئے اگر یہ دونوں شخص کسی ظالم بادشاہ کے دور میں ہوتے تو ہر ایک کہتا میں خزانے کا مالک ہوں مگر جب دونوں کو پتہ چلا کہ بادشاہ عادل ہے تو دونوں حق کے طالب ہوئے اور انہوں نے صداقت کو پسند کیا۔

حکماء نے کہا ہے بادشاہ بازار کی مانند ہوتا ہے ہر شخص بازار میں وہ چیز لاتا ہے جس کے متعلق جانتا ہے کہ بکتی ہے اور جس چیز کے بارے میں جانتا ہے کہ اس کی کوئی مانگ نہیں اسے بازار نہیں لے جاتا۔ وہ دونوں شخص جو بادشاہ کے سامنے اپنا معاملہ لے گئے جانتے تھے کہ زہد، عدل، اور صدق کی بادشاہ کے ہاں عزت ہے اور حق کی وہاں جیت ہے۔ لہذا وہ معاملہ اس کے سامنے لے گئے اور پیش ہو گئے، مگر اس دور میں جو کچھ ہمارے امراء کے ہاتھوں اور زبانوں پر جاری ہوتا ہے یہ ہماری سزا ہے اور اہم اس کے مستحق ہیں کیوں کہ ہمارے اعمال ہی بُرے ہیں ہم خیانت والے اور بے امانت ہیں تو

ہمارے امراء بھی ظالم و جابر اور دست دراز ہیں۔

کما تکونوا یولّ علیکم

جیسے تم ہو گے ایسے ہی تم پر حاکم ہوں گے

ملک کی تعمیر و ترقی بادشاہ سے ہے

یہ حدیث کس قدر صحیح ثابت ہوئی کیوں کہ رعایا کے افعال بادشاہ کی طرف لوٹتے ہیں کیا آپ نہیں دیکھتے کہ جب کسی مملکت کی عمارتوں میں امن و امان، راحت و آرام اور خوشی و سرور کا ذکر ہو تو اس امر پر دلیل ہے کہ بادشاہ عادل ہے، اس کی عقل، صلاح اور نیت درست ہے اور وہ رعایا و حکّام کے ساتھ حسن نیت رکھتا ہے یہ بات رعیت کی وجہ سے نہیں ہے۔

حکماء نے صحیح کہا ہے کہ لوگ اپنے دور کے اتنے مشابہ نہیں ہوتے جتنے کہ اپنے بادشاہ کے مشابہ ہوتے ہیں حدیث میں آیا ہے

الناس علی دین ملوکھم

لوگ اپنے بادشاہوں کے مذہب پر ہوتے ہیں۔

نوشیرواں کے عدل کا نتیجہ

نوشیرواں کے حُسن سیاست میں ایک بات یہ تھی کہ اگر کوئی شخص کسی جگہ سونے کا گٹھا بھی ڈال دیتا اور وہ جب تک بھی اپنی جگہ پر پڑا رہتا تو کوئی بھی اسے وہاں سے نہ اٹھا سکتا جب تک کہ اس کا مالک نہ آجاتا۔

نوشیرواں کا وزیر یونان

نوشیرواں کا وزیر یونان اس کا بڑا مقرب تھا ایک دن اس نے کہا اے بادشاہ بُروں کی طرف مائل نہ ہو ورنہ نظام خراب ہو جائے گا اور رعیت فقیر ہو جائے گی۔ تو تیری سلطنت بربادی کی طرف بڑھے گی، تیری مملکت فقر کی

طرف قدم بڑھائے گی اور تیرا نام دنیا میں بُرے طور پر مشہور ہو جائے گا تو نوشیرواں نے اپنے گورنروں کو لکھا کہ ایک دفعہ مجھے بتایا گیا کہ سوائے سنگلاخ زمین کے ایک قطعہ اراضی جو قابل کاشت تھا فلاں شہر میں بالکل ویران پڑا ہوا ہے، تو میں نے اپنے گورنر کو سُولی دلوادی۔

ملک کی ویرانی دو وجہ سے

زمین کی خرابی دو چیزوں سے ہوتی ہے ایک تو بادشاہ کے عاجز ہونے سے اور دوسرے اس کے ظلم سے۔ اسی لئے پرانے زمانے کے بادشاہ تعمیرات پر فخر کیا کرتے تھے اور اس پر آپس میں حسد کیا کرتے تھے۔

نوشیرواں کے ملک کی آبادکاری۔ حکایت

ہندوستان کے ایک راجہ نے نوشیرواں کے پاس ایک قاصد بھیجا اور اس سے کہلایا کہ میں آپ سے زیادہ مستحق مملکت ہوں لہذا مجھے خراج دیجئے نوشیرواں نے قاصد کو ٹھہرایا۔ پھر اگلے دن اپنے اربابِ حکومت کو جمع کیا اور قاصد کو بلایا، جب وہ پیش ہوا تو اس سے کہا اپنے پیغام کا جواب سن لے۔ پھر نوشیرواں نے ایک صندوقچہ منگایا، اسے کھلوایا اور اس کے اندر سے اک چھوٹا صندوقچہ نکلوایا۔ ایک میں سے ایک مٹھی سرکنڈا نکالا اور کہا کیا یہ تیرے ملک میں ہوتا ہے؟ اس نے کہا بکثرت ہوتا ہے نوشیرواں نے کہا راجہ سے کہنا کہ اپنی حکومت کو آباد کرے کیوں کہ وہ غیر آباد ہے اس کے بعد ایک آباد سلطنت کا رُخ کرنا۔ اگر تو میری ساری رعایا میں گھومے گا اور ایک بھی سرکنڈا تلاش کرے گا تو نہیں پائے گا کیونکہ اگر مجھے یہ پتہ چل جائے کہ فلاں مقام پر ذرا سا بھی سرکنڈا ہے تو میں وہاں کے حاکم کو سولی پر چڑھوا دوں۔

سابقہ حکمرانوں سے سبق سیکھے

بادشاہ کو چاہئے کہ پچھلے بادشاہوں کے طریقوں پر چلے اور ان کے طریقہ کار کو نمونہ بنائے ان کے نصائح کی کتابیں اور مقدمات کے فیصلے پڑھے کیوں کہ ان لوگوں کی عمریں بڑی ہوتی تھیں اور تجربہ بڑا وسیع ہوتا تھا۔ لہذا انہوں نے کھرے کھوٹے کو خوب پہچانا اور واضح و خفی کو خوب جانا ہے۔

نوشیرواں باوجود حُسن سیرت کے پچھلے بادشاہوں کے نصائح کو پڑھا کرتا تھا ان کے قصے سنتا اور ان کے طریقوں پر چلتا۔ اس دور کے بادشاہوں کو تو ضرور ہی ان کے آثار پر چلنا چاہئے۔

سابقہ بادشاہوں کی سیرت کا خلاصہ

نوشیرواں عادل نے ایک دن اپنے وزیر یونان سے کہا مجھے پچھلے بادشاہوں کی سیرت کے متعلق کچھ بتا؟ یونان نے کہا میں ان کی توصیف تین چیزوں کے ساتھ کروں یا دو کے یا ایک کے؟ نوشیرواں نے کہا تین چیزوں کے ساتھ توصیف کر۔ یونان نے کہا میں نے ان کا کوئی شغل اور عمل جھوٹ نہیں پایا اور کسی بات سے جاہل و غافل نہیں پایا۔ نوشیرواں نے کہا اب دو چیزوں کے ساتھ ان کی توصیف کر یونان نے کہا ہمیشہ بھلائی کی طرف سبقت لے جاتے تھے اور برائی سے بچتے تھے انوشیرواں نے کہا اب ایک چیز کے ساتھ توصیف کر یونان نے کہا ان کی حکومت بہ نسبت رعایا کے اپنے نفس پر زیادہ تھی۔ انوشیرواں نے جام منگایا اور کہا یہ جام ان نیک لوگوں کی خوشی میں ہے جو ہمارے بعد آئیں گے۔ ہمارے تاج و تخت کے وارث ہوں گے۔ اور ہمیں اسی طرح یاد کریں گے جیسے ہم اپنے پچھلوں کو یاد کرتے ہیں۔

بدبخت ترین انسان

بدبخت ترین انسان وہ ہے جو اپنی ملکیت پر مغرور ہو گیا اور دنیا کو اس طرح آباد کیا کہ اسے معلوم نہیں کیسے زندہ رہنا چاہئے۔ تو دنیا تعب و مشقت میں گزار دی۔ اور آخرت ندامت سرمدی اور عذاب الیم میں۔

ان باشاہوں کا مقصد ان تعمیرات سے یہ تھا کہ ان کے بعد ان کا حُسن ذکر ابد الآباد تک باقی رہے۔

تین بادشاہوں کی باہمی گفتگو

نوشیرواں کا ایک انگوروں کا باغ تھا جس کا نام ہزار کام تھا ایک دن وہاں قیصر روم، فغفور چین اور ہندوستان کا راجہ، نوشیرواں کی دعوت میں آیا۔ ہر ایک نے کلمۂ حکمت کہا، قیصر روم نے کہا اس دنیا میں عمل خیر سے زیادہ کوئی سخاوت نہیں اور نیک کام سے بہتر کوئی چیز نہیں کیونکہ نیکی سے ابد آلاباد تک اس کا ذکر باقی رہتا ہے اور بعد والے کہتے ہیں ہم بھی اس کی مانند کیوں نہ ہو جائیں۔ نوشیرواں نے کہا آؤ ہم بھلائی کریں اور بھلائی سوچیں، قیصر نے کہا جب آپ خیر کے بارے میں سوچ بچار کریں گے تو اسے کریں گے بھی اور جب بھلائی کریں گے تو مراد کو پالیں گے۔ فغفور چین نے کہا خدا ہمیں اس فکر سے بچائے کہ اگر ہم اسے ظاہر کریں تو شرمندہ ہوں۔ قیصر نے نوشیرواں سے پوچھا وہ کیا چیز ہے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہے ؟ کہا سب سے محبوب ترین میرے لئے یہ ہے کہ صاحبِ حاجت کو دیکھوں تو اس کی حاجت کو پورا کروں، قیصر نے کہا مجھے یہ بات محبوب ہے کہ میں کوئی گناہ نہ کروں۔ حتیٰ کہ مجھے کسی بادشاہ کا خوف نہ رہے، یہ تھی ان کی گفتگو!

دیکھئے ان کی سیرت کیسی تھی! اے شاہ اسلام! لہٰذا آپ کو چاہئے کہ ان کے اقوال کو سنیں، ان کے اعمال و افعال کو دیکھیں اور کتابوں میں جو ان کی

حکایات ہیں انہیں پڑھیں اور دیکھیں کہ ان کے عدل و انصاف، حُسنِ سیرت اور نام نیک کا مخلوق کس طرح قیامت تک ذکر کرتی رہے گی۔

امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اس قدر عادل وسیّاس تھے کہ انہوں نے اپنے بیٹے پر بھی حد قائم کر دی تھی حتی کہ وہ مر گیا۔ جب کبھی کسی جگہ گورنروں کو بھیجتے تو کہتے گھوڑے اور اسلحہ اپنی تنخواہ سے خریدنا مسلمانوں کے بیت المال میں دراندستی نہ کرنا اور اپنے دروازوں کو اہلِ حاجت پر بند نہ کرنا۔

حضرتِ عمرؓ ساری رات خود پہرہ دیتے رہے

عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شب بلایا اور کہا مدینے کے دروازے پر ایک قافلہ اترا ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ وہ سو جائیں اور کوئی ان کا مال چرا کر نہ لے جائے۔ میں آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ گیا جب ہم اس مقام پر پہنچے تو آپ نے فرمایا تُو سو جا۔ پھر تمام رات خود قافلہ کی نگرانی کرتے رہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھ پر لازم ہے کہ زمین کا چکر لگاؤں کیوں کہ بہت سے لوگ کمزور وضعیف ہیں جو اپنی ضروریات لے کر مجھ تک نہیں پہنچ سکتے۔ لہٰذا مجھے سفر کرنا چاہئے۔ عمّال (حکام) کی حالت دیکھنی چاہئے اور مسلمانوں کی ضروریات کو پورا کرنا چاہئے۔ اگر ایسا ہو جائے تو اس سال سے زیادہ مبارک میری عمر میں کوئی بھی سال نہ گزرے۔

بیوہ کی دادرسی کا واقعہ

زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک رات میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ کوتوال کے ساتھ چکر لگا رہے ہیں۔ میں آپ کے پیچھے ہو لیا اور ساتھ رہنے کی اجازت طلب کی آپ نے اجازت دے دی۔

جب ہم مدینہ سے نکلے تو دُور آگ دکھائی دی۔ ہم نے کہا شاید وہاں کوئی مسافر ہوگا۔ ہم آگ کی طرف گئے تو ہم نے دیکھا کہ ایک بیوہ عورت کے ساتھ تین بچے ہیں جو رو رہے ہیں۔ اس نے ان کے لئے چولہے پر ہانڈی رکھ چھوڑی ہے اور کہہ رہی ہے اے پروردگار عمر رضی اللہ عنہ سے میرا انصاف دلا کہ مجھے اس نے بھلا رکھا ہے۔ خود تو سیر ہے مگر ہم بھوکے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو یہ بات سنی تو آگے بڑھے اور سلام کیا اور کہا کہ مجھے قریب آنے کی اجازت ہے۔ اس نے کہا اگر بھلائی کے ساتھ آتا ہے تو خدا کا نام لے کر آجا۔ آپ نے اس سے اس کا بچوں کا حال دریافت کیا۔ وہ کہنے لگی میں اور یہ بچے دُور سے آئے ہیں ہم انتہائی تھک بھی گئے ہیں اور بہت بھوکے بھی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اس ہانڈی میں کیا ہے؟ کہنے لگی صرف پانی دھرا ہے تاکہ وہ بہلتے رہیں اور کھانے کے خیال میں صبر کرتے رہیں۔ زید کہتے ہیں امیر المومنین لوٹے۔ چربی والے کی دکان پر گئے چربی خریدی اور آٹے والے کی دکان سے آٹا خریدا۔ ان اشیاء کو اپنے کاندھے پر رکھ کر اُدھر کا رُخ کیا۔ میں نے کہا امیر المومنین مجھے دیجئے میں اُٹھالوں آپ نے کہا اگر تُو اٹھالے گا تو میرے گناہوں کو کون اٹھائے گا اور ان بچوں اور اس عورت کی بد دعا کے درمیان کون حائل ہوگا؟ آپ ڈرتے جاتے تھے، اور روتے جاتے تھے۔ حتی کہ ہم عورت تک پہنچ گئے۔ عورت بولی خدا ہماری طرف سے تجھے جزائے خیر دے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کچھ آٹا اور چربی لی اور ہانڈی میں رکھ کر آگ جلانے لگے آگ بجھنے لگی تو آپ پھونکتے اور دھونکتے راکھ آپ کے چہرے پر گر رہی تھی۔ حتی کہ ہانڈی پک گئی۔ آپ نے کھانا پیالے میں رکھا اور عورت سے کہا کھا۔ عورت نے اور اس کے بچوں نے کھایا۔ پھر آپ نے فرمایا اے عورت! عمر کو بد دعا نہ دینا کیوں کہ اسے تیری اور تیرے بچوں کی خبر نہ تھی۔

امیر المؤمنین کا پہلا مخاطب

سب سے پہلے جو شخص امیر المومنین کے لقب سے ملقب ہوا وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے کیوں کہ لوگ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفۂ رسول اللہ ﷺ کہہ کر پکارتے تھے۔ جب خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو لوگ کہا کرتے تھے یا خلیفۂ خلیفہ رسول اللہ آپ نے اس جملے کو دراز محسوس کیا تو فرمایا، اے لوگو مجھے امیر کہا کرو کیوں کہ میں تمہارا امیر ہوں۔ اور اگرچہ تم مجھے امیر المومنین ہی کہہ کر پکارو مگر میں عمر بن الخطاب ہی ہوں۔

بیت المال کی حفاظت

بیت المال کے خازن سے پوچھا گیا کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کبھی بیت المال سے کچھ لیا؟ اس نے کہا ہاں ابتدائے خلافت میں جب کھانے کے لئے کچھ نہ ہوتا تو کھانے کے نام سے کچھ لیتے تھے، مگر جب کچھ آجاتا تو اسی قدر واپس کر دیتے۔

اب ہم لوگوں کے ظاہر پر فیصلہ دیں گے

ایک دن آپ نے خطبہ کہتے ہوئے فرمایا اے لوگو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں وحی نازل ہوتی تھی تو ہم لوگوں کے ظاہر و باطن سے آشنا ہو جاتے تھے۔ کھرے اور کھوٹے کو پہچان جاتے تھے مگر اب وحی منقطع ہو چکی ہے تو ہم ہر شخص کے ظاہر کو دیکھیں گے باطن کا حال خدا جانے میں اور میرے عمال اس بات کے کوشاں رہیں گے کہ ہم ناحق کچھ نہ لیں اور ناحق کچھ نہ دیں۔

عمر بن عبد العزیزؒ کا مقام خلافت

اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ یہ جانیں کہ بادشاہ کا عدل وانصاف اس کے حسنِ ذکر کو باقی رکھتا ہے اور اس کے لئے باعثِ فخر ہوتا ہے تو عمر بن عبد العزیز کے حالات پڑھیے کیوں کہ بنو اُمیہ و بنو مروان میں ان سے زیادہ قابل مدح کوئی نہیں گذرا بس انہی کی لوگ تعریف کرتے تھے اور انہی کو دعائیں دیتے تھے کیوں کہ وہ عادل، متقی، کریم النفس اور اچھی سیرت والے تھے۔

ایک دفعہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں بڑا سخت قحط پڑا۔ آپ کی خدمت میں کچھ لوگ آئے اور اپنا ایک نمائندہ ساتھ لائے۔ اس شخص نے آپ سے عرض کی امیر المومنین ہم ایک بڑی ضرورت سے حاضر ہوئے ہیں ہماری کھالیں ہمارے جسموں پر سوکھ گئی ہیں، کیوں کہ کھانے کے لئے کچھ بھی نہیں ہے۔

عدل عمری کا انعام

بیت المال میں ہمارا سامان راحت ہے یہ مال تین صورتوں سے خالی نہیں ہے۔ یا اللہ کا ہے یا بندوں کا، یا آپ کا، اگر اللہ کا ہے تو اللہ اس سے بے پرواہ ہے، اگر بندوں کا ہے تو بندوں کو دے دیجئے اور اگر آپ کا ہے تو ہم پر صدقہ کر دیجئے کیوں کہ اللہ صدقہ کرنے والوں کو جزا دیتا ہے۔ حضرت عمر کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا آئیں اور کہا بات وہی ہے جو تو نے کہی حکم دیا کہ لوگوں کی ضروریات کو بیت المال سے پورا کیا جائے۔ اب وہ اعرابی وہاں سے چلا تو آپ نے فرمایا، اے شریف انسان! جس طرح تُو نے مجھ تک لوگوں کی ضروریات پہنچائی ہیں اور ان کا پیغام پہنچایا ہے تو میرا پیغام اور میری ضروریات خدا تک پہنچا دے۔ تو بدو نے آسمان کی طرف منہ کیا اور کہا اے اللہ عمر کے ساتھ ایسا ہی سلوک کر جیسا اس نے تیرے بندوں کے ساتھ

کیا ہے۔ ابھی بدو نے یہ بات بھی ختم نہ کی تھی کہ بدلی آئی اور خوب برسی۔ بارش میں ایک بڑا بھاری اولا آیا۔ وہ ایک اینٹ پر پڑا تو ٹوٹ گیا اس میں سے ایک کاغذ نکلا جس پر لکھا ہوا تھا۔ یہ براءت نامہ اللہ عزیز کی جانب سے ہے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے لئے نارِ جہنم سے!

یہ دیا بجھادو

کہتے ہیں ایک رات عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ رعایا کے معاملات پر غور کر رہے تھے، چراغ جل رہا تھا، غلام آیا اور گھریلو معاملات پر گفتگو کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا چراغ گل کر دے۔ پھر بات کرنا کیوں کہ یہ تیل مسلمانوں کے بیت المال کا ہے۔ اس کا استعمال صرف مسلمانوں ہی کے کام میں ہو سکتا ہے۔ سلطان عادل اسی طرح بچتا ہے۔

عمر بن عبدالعزیزؒ کی بچیوں کو عید کیلئے اجلے کپڑے بھی نہ ملے

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا ایک غلام بیت المال کا خازن تھا۔ آپ کے چند بیٹیاں تھیں۔ وہ عرفہ کے دن آئیں کہنے لگیں کل عید ہے، رعیت کی عورتیں اور لڑکیاں ہمیں ملامت کریں گی، کہیں گی تم امیر المومنین کی بیٹیاں ہو اور ننگی پھرتی ہو تمہیں اجلے کپڑے بھی نہیں جڑے وہ آپ کے سامنے رونے لگیں۔ آپ نے غلام کو بلایا اور کہا مجھے صرف ایک ماہ کی تنخواہ دے دے۔ غلام نے کہا امیر المومنین آپ بیت المال سے ادھار لیں گے کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ ایک ماہ تک زندہ رہیں گے؟ عمر رحمۃ اللہ علیہ حیران رہ گئے کہنے لگے اے غلام تو نے سچ کہا اللہ تجھ میں برکت دے۔ پھر لڑکیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے اپنی خواہشات کو ضبط کرو۔ کیوں کہ جنت میں کوئی بغیر مشقت کے داخل نہیں ہو سکتا۔

چونکہ امراء کا یہ حال تھا لہذا ان کے خدام اور حاشیہ نشین بھی انہی کے نقش قدم پر چلتے تھے۔ کمال عدل یہ ہے کہ آپ نا معلوم انسان اور صاحبِ جاہ و مشہور انسان کو ایک جیسا مقام دیں اور ایک ہی نظر سے دیکھیں۔ ایک کو دوسرے پر اس لئے ترجیح نہ دیں کہ ایک غریب ہے اور ایک امیر، کیوں کہ آخرت میں جوہر و سنگریزے کا ایک ہی بھاؤ ہو گا۔ دیکھئے کوئی عقل مند غیروں کے لئے اپنے آپ کو آگ کے سپرد نہیں کرتا۔

اگر کسی ضعیف ترین انسان کا بھی کسی بڑے سے بڑے بادشاہ پر حق ہو تو اسے چاہئے کہ تختِ بادشاہت سے اترے اور اس کمزور انسان کے ساتھ انصاف کا برتاؤ کرے۔ اسے راضی کرے اور اس پر ظلم نہ کرے۔ حق سے شرمائے نہیں اور اللہ کے اس قول پر عمل کرے

إن الله يأمر بالعدل والاحسان

اللہ عدل و احسان کا حکم دیتا ہے

اور اگر بادشاہ کا کسی پر حق ہو تو اس سے درگزر کرے۔ احسان کرے اور عمال کو حکم دے کہ اس کے نمونے پر چلیں اور اس کی سیرت کے مطابق عمل کریں تاکہ وہ قیامت کے دن مسئول نہ ہو۔ نبی علیہ السلام سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا، ہر چرواہا اپنی بکریوں کے بارے میں مسئول ہوتا ہے اور ہر انسان اپنی رعیت کے بارے میں مسئول ہو گا۔

رعیت کے مال میں دست درازی پر ہاتھ کاٹ دیا

کہتے ہیں اسماعیل بن احمد امیر خراسان مرو میں اترا۔ اس کی یہ عادت تھی کہ جب کبھی کہیں اترتا تو منادی کرا دیتا کہ کسی لشکری کو رعیت کے مال سے سروکار نہیں ہو گا۔ ایک فوجی خربوزوں کے کھیتوں میں گیا وہاں اس نے کچھ خربوزے کھائے۔ وہ لوگ بادشاہ کے دروازے پر آئے اور فریاد کی۔ بادشاہ

نے اس کے حاضر کرنے حکم دیا۔ وہ آیا تو کہا کیا تو ہمارا ملازم ہے؟ کہا ہاں پوچھا کیا منادی کے اعلان کو تو نے نہیں سنا؟ بولا کیوں نہیں کہا پھر تو نے ہماری رعیت کو کیوں ستایا؟ کہنے لگا غلطی ہوئی۔ بادشاہ نے کہا تیری غلطی کی وجہ سے میں آگ میں داخل نہیں ہو سکتا حکم دیا کہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔

انصاف کا عام کردیا

سیر الملوک میں اسماعیل سامانی کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ نہر مولیاں کے بالمقابل فروکش تھا۔ وہ ہر شہر میں جاتا اور منادی کراتا، پردے اٹھا دیتا اور دربان کو ہٹا دیتا تاکہ ہر مظلوم بآسانی آسکے اور اس کے سامنے اپنی ضرورت پیش کر سکے۔ وہ معمولی حاکموں کی طرح فیصلے کرتا حتی کہ دعوے ختم ہو جاتے تب اپنی جگہ سے اٹھتا۔ پھر اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرتا اور کہتا پروردگار میں نے اپنی انتہائی کوشش صرف کرلی۔ تو عالم اسرار ہے میری نیت سے واقف ہے مجھے پتہ نہیں کہ میں نے کسی پر ظلم کیا مجھے بخش دینا اے پروردگار میں جانتا نہیں۔

انصاف کی حکایت

چونکہ وہ پاک نیت اور نیک سیرت والا تھا لہذا اس کی خوب شہرت ہوئی۔ قدر و منزلت بڑھی۔ اس کے پاس ہزار ہتھیار بند لشکری تھے، جو لوہے میں غرق تھے۔ اس عدل ہی کی بدولت اللہ نے اسے عمر بن لیث پر فتح دی تھی کہ وہ گرفتار ہوا اور اس نے خراسان کو فتح کر لیا۔ عمرو بن لیث نے اسے قید خانے سے پیغام بھیجا کہ خراسان میں میرے بہت سے اموال ہیں اور بہت سے خزانے ہیں۔ میں وہ سب آپ کو دیتا ہوں مجھے رہا کر دیجئے۔ اسماعیل نے جو یہ بات سنی تو ہنسا اور کہنے لگا، اب تک بھی عمرو بن لیث میرے ساتھ سیدھا سیدھا نہیں چلتا۔ یہ چاہتا ہے کہ جو مظالم اس نے کئے ہیں میں اپنی

گردن میں ڈال لوں اور وہ خود ان بوجھوں سے قیامت کے دن پاک ہو جائے۔ اس سے کہہ دو مجھے تیرے مال کی ضرورت نہیں ہے پھر اسے رہا کر دیا اور قاصد بنا کر بغداد بھیج دیا۔ وہاں اسے امیر المومنین سے خلعتیں اور انعام واکرام ملا۔ اسماعیل خراسان میں بڑے اطمینان سے رہا اور آلِ ساسان میں ایک سو تین سال حکومت رہی۔ جب معاملہ اس کی اولاد تک پہنچا تو انہوں نے مخلوق پر ظلم ڈھانا شروع کر دیا اور حق سے تجاوز کرنے لگے۔ لہذا ان کی حکومت ختم ہو گئی۔

ظالموں پر لعنت اترتی ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے بادشاہ کا ایک دن کا عدل ستر سالہ عبادت سے بہتر ہے۔ نیز فرمایا مظلوم کو انصاف دینا عقل کی زکوٰۃ ہے اور فرمایا جس نے ظلم کی تلوار کھینچی وہ مغلوب رہا اور غم اسے دامن گیر ہوا۔ حدیث میں آیا ہے کہ ایک دن داؤد علیہ السلام اِدھر اُدھر دیکھ رہے تھے کہ آپ نے کوئی چیز آسمان سے اترتی ہوئی دیکھی تو پوچھا پروردگار یہ کیا ہے۔ ندا آئی یہ میری لعنت ہے جو ظالموں کے گھروں پر پڑتی ہے۔

انصاف کے تین درجے

جب انوشیرواں تختِ مملکت پر بیٹھا تو اس کے وزیر یونان نے کہا اے بادشاہ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ بادشاہت تین چیزوں سے قائم رہتی ہے یا تو بادشاہ رعیت کے ساتھ انصاف کرے اور ان سے اپنے لئے............ انصاف نہ چاہے اور یہ بہت بلند درجہ ہے یا انصاف کرے اور انصاف چاہے بھی، یہ درمیانی درجہ ہے یا انصاف چاہے اور انصاف نہ کرے، یہ بہت گرا ہوا درجہ ہے۔ اے بادشاہ آپ تینوں کو دیکھئے اور سوچئے کہ آپ کیا پسند کرتے ہیں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ حضور والا پہلی بات کو پسند کریں گے۔

عدل کے بدلہ عدل، ظلم کے بدلہ میں ظلم ملے گا

ایک دن شعیب بن شھبہ مھدی کے دربار میں حاضر ہوئے۔ کہنے لگے امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیا دی ہے تو آپ کچھ حصہ رعیت کو دیجئے۔ مھدی نے کہا رعیت کو کیا چیز دینی چاہیے ؟ فرمایا عدل کیوں کہ جب رعیت تجھ سے بے خوف ہو کر سوئے گی تو تُو بھی قبر میں بے خوف ہو کر سوئے گا۔ اور فرمایا اے امیر المومنین اس دن سے ڈریئے جس کے بعد رات نہیں آئے گی اور اس رات سے ڈریئے جس کے بعد دن نہیں آئے گا۔ بقدر امکان عدل کیجئے کیوں کہ آپ عدل کے بدلے عدل پائیں گے اور جور کے بدلے جور، اور پرہیزگاری سے اپنے آپ کو مزین کیجئے کیوں کہ روزِ محشر کوئی بھی آپ کو اپنی زینت نہیں دے گا۔

دوام مملکت کا راز

قیصر ملک روم کی طرف سے ملک عادل نوشیرواں کو ایک چٹھی پہنچی جس میں یہ دریافت کیا گیا تھا کہ دوامِ مملکت کس چیز سے ہے ؟ نوشیرواں نے لکھا میں کوئی کام جہالت سے نہیں کرتا جب حکم دیتا ہوں تو اسے مکمل کر کے چھوڑتا ہوں۔ کسی کے خوف و امید سے باز نہیں رہتا، مراد یہ ہے کہ جب کام کا حکم دیتا ہوں تو کسی ایسے شخص کے کہنے سے اسے نہیں چھوڑتا جس سے مجھے کوئی امید ہو یا ڈر ہو اور اپنے کسی حکم کو بدلتا نہیں ہوں۔

ارسطو سے پوچھا گیا کیا کوئی اللہ کے سوا ملکیت کا دعویٰ کر سکتا ہے ؟ کہا" جس شخص میں یہ خصلتیں پائی جائیں۔ علم، عدل، سخاوت، حلم، رقت اور جو خصائل ان کے مناسب ہیں کیوں کہ بادشاہ کے ظل، فطانت، طہارت نفس، دولتِ اصلی، عقل، علم، اور شرافتِ اصل کی وجہ سے بادشاہ ہیں۔

ظلمت کا ظہور سولہ چیزوں میں ہوتا ہے

ان کے قول فرایزذی کا مطلب یہ ہے کہ اس ظلمت کا ظہور سولہ چیزوں میں ہوتا ہے۔ عقل، علم، ذکاوت، اشیاء کی اصلی صورتوں کا درک، فطانت، شہسواری، شجاعت، اقدام تحمل، حُسنِ خلق، انصاف، محبت رعیت، اظہار زعامت، برداشت، مدارات، حُسن رائے و تدبیر، گذشتہ لوگوں کے واقعات کا بکثرت پڑھنا، شاہوں کی سیرتوں کی تلاش، ان احوال واعمال کی جستجو جن پر شاہوں نے اعتماد کیا اور عمل کیا، کیوں کہ یہ دنیا متقدمین کی دولت کا ایک حصہ ہے جس کے وہ مالک تھے پھر وہ گزر گئے اور اب بس لوگوں کی زبانوں پر ان کا نام ہی رہ گیا ہے جو آخرت کے لئے بھی خزانہ ہے اور دنیا کے لئے بھی، اس دنیا کا خزانہ حسن ثناء و نام نیک ہے، اور آخرت کا خزانہ عملِ صالح اور اکتساب اجر ہے۔

شہرت عدل سے ہوتی ہے اولاد سے نہیں

ایک دن اسکندر سوار ہو کر جارہا تھا اس کے ایک سپہ سالار نے کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑی بادشاہت عطا کی ہے لہذا آپ بہت ساری عورتیں کیجئے تاکہ آپ کی اولاد زیادہ ہو تو آپ کے بعد آپ کا نام اس سے قائم رہے۔ اسکندر نے کہا مردوں کا نام کہیں اولاد کی کثرت سے رہتا ہے ان کا نام تو حُسنِ سیرت اور عدل سے رہتا ہے اور جو شخص دنیا کے کاموں پر غالب آگیا اچھا نہیں لگتا کہ اس پر عورتیں غلبہ پاجائیں۔

شجاعت عدل سے افضل ہے

اسکندر نے ارسطو سے پوچھا بادشاہوں کے لئے کون سی چیز افضل ہے شجاعت یا عدل؟ ارسطو نے کہا جب بادشاہ عدل کرے تو اسے شجاعت کی

ضرورت باقی نہیں رہتی۔

اعمال مَردوں سے شرف پاتے ہیں

اسکندر نے اپنے ایک بڑے عامل کو برخاست کر دیا اور ایک چھوٹی سی خدمت اس کے سپرد کر دی۔ ایک دن وہ شخص دربار میں آیا سکندر نے پوچھا کہو تمہارا کام کیسا ہے؟ اس نے کہا اللہ بادشاہ کو عروج دے، مرد کہیں کاموں سے شرف پاتے ہیں بلکہ اعمال مردوں سے شرف پاتے ہیں اور یہ بات تو حسن سیرت و انصاف اور اسراف سے بچنے ہی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اسکندر نے اس کی یہ بات بہت پسند کی اور حسبِ سابق اسے بڑے بڑے کاموں پر تعینات کر دیا۔

دنیا عدل و امن سے مرکب ہے

بقراط نے کہا ہے کہ دنیا عدل سے مرکب ہے۔ جب جور و ستم آجاتا ہے تو پھر عالم کو استقرار و ثبات نہیں رہتا۔ بزرجمہر سے پوچھا گیا بادشاہت کی عزت کس چیز سے ہے؟ کہا تین چیزوں سے اطراف کی حفاظت اور دشمن کی مدافعت، علماء کا اکرام و اعزاز اور اہلِ فضل کی محبت۔ بادشاہ ظلم کرے گا تو لوگ ڈریں گے اگرچہ ان کے پاس کتنی ہی نعمتیں کیوں نہ ہوں۔ کیوں کہ نعمتیں خوف کے ہوتے ہوئے اچھی نہیں لگتی ہیں اور اگر نعمتیں کم ہوں مگر امن ہو تو وہ تھوڑی بھی بہت اچھی لگتی ہیں جیسا کہ مندرجہ ذیل حکایت سے ظاہر ہے:۔

امن و خوف کے حالات

کہتے ہیں کہ ایک شخص حاجیوں کے قافلے سے منقطع ہو گیا۔ راہ بھول گیا وہ ڈرا ہوا تھا آخر کار چلتا گیا حتی کہ ایک خیمے میں پہنچا وہاں ایک بوڑھی عورت

دیکھی خیمے کے دروازے پر کتا سورہا تھا، حاجی نے بڑھیا کو سلام کیا اور اس سے کھانا طلب کیا۔ بڑھیا نے کہا اس وادی کی طرف چلا جا اور جتنے کی تجھے ضرورت ہو اس کے بقدر سانپ شکار کر لا، میں تجھے بھون کر کھلادوں گی۔ وہ کہنے لگا میں سانپوں کے شکار پر جسارت نہیں کر سکتا۔ بولی میں تیرے ساتھ شکار کو چلوں گی، ڈر مت۔ وہ دونوں گئے کتا پیچھے پیچھے تھا۔ انہوں نے بقدر ضرورت سانپ پکڑے، بڑھیا سانپ بھوننے لگی۔ حاجی کو اس کھانے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ تھا کیوں کہ اسے خوف تھا کہ ضعف اور بھوک سے دم نہ نکل جائے بہر حال اس نے کھانا کھایا۔ پیاس لگی تو بڑھیا سے پانی مانگا اس نے کہا ادھر چشمہ ہے۔ وہاں چلا جا۔ وہ چشمے کی طرف گیا۔ پانی سخت شور تھا۔ مگر اس کے سوا کیا کر سکتا تھا۔ مجبوراً پیا اور بڑھیا کی طرف لوٹا، کہنے لگا بڑھیا! مجھے تجھ پر بڑا تعجب ہے کہ ایسی جگہ رہتی ہے۔ وہ کہنے لگی تمہارے گھر کیسے ہوتے ہیں؟ اس نے کہا بڑے وسیع ہوتے ہیں۔ لذیذ میوے، شیریں پانی، عمدہ کھانے، چربیلے گوشت، بکریاں اور چشمے وغیرہ۔ بڑھیا نے کہا میں نے سب کچھ سن لیا مگر یہ بتاؤ تمہارا کوئی بادشاہ بھی ہے جو تم پر ظلم کرتا ہے۔ اور جب کوئی جرم کرتے ہو تو تم سے مال لیتا ہے اور تمہاری مسرتوں کو برباد کرتا ہے۔ اس نے کہا ہاں، ایسا ہوتا ہے۔ تو اس نے کہا تب تو یہ مزے دار کھانے، عمدہ زندگی اور لذیذ نعمتیں ظلم کی وجہ سے سم قاتل معلوم ہوتی ہیں۔

امن سیاست (حسن انتظام) سے حاصل ہوتا ہے

کھانے بے خوفی کے ساتھ تریاق نافع معلوم ہوتے ہوں گے، کیا تو نے نہیں سنا کہ اسلام کے بعد سب سے بڑی نعمت صحت وامن ہے؟ امن، سلطان کی سیاست سے قائم ہوتا ہے تو بادشاہ کو چاہئے کہ سیاست پر عمل

کرے اور سیاست کے ساتھ ساتھ عادل بھی ہو کیونکہ سلطان خلیفۃ اللہ ہے ضروری ہے کہ اسکی ہیبت اتنی ہو کہ رعیت دیکھے تو ڈر جائے اگرچہ اس سے دور ہی کیوں نہ ہو۔

رعایا کے ظلم سے ظالم بادشاہ مسلط ہوتا ہے

ہمارے دور کے بادشاہ کو تو بہت ہی سیاست و ہیبت والا ہونا چاہئے کیوں کہ آج کل رعایا پہلی جیسی نہیں اس لئے کہ زمانہ بے شرمی، بے وقوفی، قساوت و بغض کا ہے، جب بادشاہ لوگوں سے ضعیف ہو گایا سیاست و ہیبت والا نہ ہو گا تو بے شک یہ بات شہروں کی خرابی کا باعث ہو گی اور دین و دنیا دونوں خلل پذیر ہو جائیں گے۔ مشہور کہاوت ہے کہ بادشاہ کا سو سالہ ظلم رعایا کے آپس کے ایک سالہ ظلم کے بدلے میں ہوتا ہے۔ جب بھی رعیت ظلم کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ ایک جابر و ظالم بادشاہ کو تعینات کر دیتا ہے، جیسا کہ حسبِ ذیل حکایت سے واضح ہے۔

حکایت

حجاج بن یوسف کو ایک چٹھی دی گئی جس پر لکھا تھا، اللہ سے ڈر، بندوں پر ظلم نہ کر تو حجاج منبر پر چڑھا وہ بڑا فصیح و بلیغ تھا اور کہا اے لوگو اللہ تعالیٰ نے مجھے تم پر مسلط کر دیا ہے تمہارے اعمال کی وجہ سے اگر میں مر بھی جاؤں گا تو تم پھر بھی ظلم سے نجات نہیں پا سکو گے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ جیسے بہت سے پیدا کئے ہیں، اگر میں نہ ہوں گا تو مجھ سے زیادہ کوئی شریر تم پر مسلط کر دیا جائے گا۔

پاکیزہ بادشاہ کون ہے؟

بزرجمہر سے پوچھا گیا کونسا بادشاہ زیادہ پاکیزہ ہے؟ کہا جس سے پاک لوگ

بے خوف رہیں اور مجرم ڈریں۔

عوام صاحب سیاست سے ڈرتی ہے

رہا وہ بادشاہ جو صاحب سیاست نہ ہو تو لوگوں کی نگاہوں میں اس کی کوئی وقعت و عزت نہیں رہتی بلکہ مخلوق اس سے ناراض رہتی ہے اور ہر وقت لوگ اُسے برائی سے یاد کرتے ہیں، کیا آپ نہیں دیکھتے کہ جب کسی آدمی کو حاکم بنادیا جاتا ہے اور وہ رعیت سے حساب کتاب طلب کرتا ہے تو پہلے وہ ان پر رعب جماتا ہے اور سیاست کے ذریعہ اپنی جاہ کو ظاہر کرتا ہے کیوں کہ جانتا ہے کہ رعیت اسے پہلی نظر سے دیکھے گی۔

زیاد کی کارستانیاں

اس سلسلہ میں بڑی عجیب کہانی ہے ابو سفیان بن الحارث کے پاس ایک لڑکا تھا اسے زیاد بن ربیعہ کہتے تھے وہ ایام جاہلیت میں پیدا ہوا تھا، تو اس نے اس کی ولدیت سے انکار کر دیا تھا اور کہا کہ وہ میرا بیٹا نہیں ہے۔ جب امارت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو انہوں نے اسے اپنا مقرب بنالیا اور عراق کا گورنر مقرر کر دیا جب وہ عراق پہنچا تو اس نے عراقیوں کو چور اور مفسد پایا۔ تو وہ زیارت مسجد جامع کے لئے گیا منبر پر چڑھا اور ایک خطبہ دیا پھر خطبے کے بعد کہا قسم بخدا اگر کوئی بھی عشاء کی نماز کے بعد نکلا تو اس کا سر قلم کر دوں گا، حاضرین غیر حاضرین کو اطلاع دے دیں۔ پھر منادی کو کہا کہ تین دن تک اس کا اعلان کرے، چوتھی رات زیاد خود نکلا، کوئی تہائی رات گذر چکی تھی۔ وہ سوار ہو کر اِدھر اُدھر گھومنے لگا۔ اس نے ایک بدو کو دیکھا کہ اس کے ساتھ ایک بکری ہے اور وہ کھڑا ہوا ہے، پوچھا تو یہاں کیا کر رہا ہے ؟ کہنے لگا میں سر شام آیا تھا کوئی جائے قیام نہ ملی تو میں صبح تک کے لئے یہیں ٹھہر گیا تاکہ اپنی بکری فروخت کر سکوں۔ زیاد نے کہا مجھے معلوم ہے

کہ تو سچا ہے لیکن اگر میں تمہیں چھوڑ دوں تو یہ خبر پھیل جائے گی اور ہیبت جاتی رہے گی اور جنت تیرے لئے یہاں سے بہتر ہے۔ یہ کہہ کر اس کی گردن مار دی۔ اب آگے بڑھا۔ جو بھی راہ میں ملتا اس کا سر اتار دیتا۔ صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ اس نے رات ڈیڑھ ہزار آدمی مارے۔ پھر ان سروں کو اپنے محل کے دروازے پر لٹکوا دیا تو لوگ اس سے ڈرنے لگے اور پھر گھبرانے لگے۔ اس کے بعد کسی نے بھی عشاء کے بعد نکلنے کی جرأت نہ کی۔ جب جمعہ کا دن آیا تو منبر پر چڑھا اور کہنے لگا لوگو! رات کو کوئی شخص دکان بند نہ کرے۔ جو کچھ کسی کا چوری ہو جائے گا میں اس کا تاوان دوں گا۔ لہذا کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ دکان بند کرے۔ اگلے دن ایک صراف آیا، بولا رات میرے چار سو دینار چوری ہو گئے۔ زیاد نے کہا تو اس پر حلف اٹھا سکتا ہے؟ کہا کیوں نہیں۔ لہذا اُس نے حلف لیا اور کہا کسی سے اس کا ذکر نہ کرنا۔ دوسرے جمعہ لوگ نماز پڑھنے آئے تو زیاد ممبر پر چڑھا اور کہنے لگا صراف کی دکان سے چار سو سونے کے دینار چوری ہو گئے ہیں۔ تم سب لوگ یہاں موجود ہو اگر روپیہ لوٹا دو گے تو مالک کو مل جائے گا۔ اگر نہیں لوٹاؤ گے تو سن لو میں حکم دے چکا ہوں کہ جامع مسجد سے جو بھی باہر نکلے سر قلم کر دیا جائے، لہذا لوگوں نے فوراً چور کو پیش کر دیا۔ اس نے مال واپس کر دیا۔ زیاد نے کہا اسے سولی دے دی جائے۔ پھر اس نے لوگوں سے پوچھا بصرہ میں ایسا کون سا محلّہ ہے جہاں امن نہیں ہے؟ کہا گیا بنو ازد کا محلّہ تو اس نے کہا وہاں رات میں ایک قیمتی تھان چھوڑ دیا جائے جس کی کسی کو اطلاع نہ ہو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا وہ تھان وہاں کئی دن پڑا رہا کسی کو اٹھانے کی جرأت نہ ہوئی نہ کوئی اس کے قریب گیا۔

زیاد کے اقارب نے کہا، سیاست بہترین چیز ہے۔ مگر آپ نے شروع شروع میں مسلمانوں پر رحم نہیں کیا اور بہت سے آدمی مار ڈالے وہ کہنے لگا

میں تین بار پہلے اپنی حجت تمام کر چکا تھا۔ مگر وہ اپنی مخالفت کی وجہ سے باز نہ آئے۔ انہیں جو کچھ پہنچا ان کے مظالم کی وجہ سے پہنچا میرا اس میں کیا قصور ہے۔

فصل

تقسیم اوقات اور تقسیم کار

بادشاہ کو ہر وقت شطرنج و نرد، شراب و گیند بلا اور شکار میں نہ رہنا چاہئے کیوں کہ یہ باتیں امورِ رعیت سے روکتی ہیں۔ ہر کام کے لئے ایک وقت ہوتا ہے جب وقت نکل جاتا ہے تو نفع نقصان سے بدل جاتا ہے۔ دیکھئے پرانے باشاہوں نے دن کو چار حصوں میں تقسیم کیا تھا۔

ایک حصہ طاعت و عبادت کے لئے، دوسرا رعیت کے معاملات و انصاف، عطاء، عقلا میں بیٹھنے، سیاست جمہور، اجراء احکامات مراسلات و پیغامات کے لئے، تیسرا حصہ کھانے پینے اور دنیوی لذات سے محظوظ ہونے کے لئے، چوتھا حصہ شکار، شطرنج گیند بلے وغیرہ کے لئے۔

کہتے ہیں بہرام گور نے اپنے اوقات کو دو حصوں میں منقسم کر رکھا تھا۔ پہلے نصف میں لوگوں کی ضروریات کو پورا کرتا اور دوسرے میں آرام کرتا۔ کہتے ہیں کہ وہ تمام عمر کسی ایک دن بھی پورے ایک ہی کام میں نہیں لگا رہا۔

نوشیرواں عادل اپنے دوستوں سے کہا کرتا تھا کہ شہر کے سب سے بلند مقام پر چڑھ کر دیکھیں جن گھروں سے دھواں نہیں نکلتا دریافت کریں کہ یہ کون لوگ ہیں اور کیا حال ہے؟ اگر وہ غمگین مصیبت زدہ ہوتے تو بادشاہ کو اطلاع دی جاتی وہ ان کی تکلیف کو دُور کرتا۔

سلطان کو چاہئے کہ اپنے ملازموں میں سے کسی کو بھی رعیت کے مال کو ہاتھ لگانے کی اجازت نہ دے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل حکایت سے ظاہر ہے۔

گورنر کو سولی دیدی

کہتے ہیں نوشیروان نے ایک شخص کو گورنر بنا کر بھیجا۔ اس نے تین ہزار درہم ٹیکس زیادہ بھیجا تو انوشیرواں نے حکم دیا کہ زیادہ روپیہ ان کے مالکوں کو واپس بھیج دیا جائے اور گورنر کو سولی دے دی۔

ظلم و غصب کی مثال

جو بادشاہ بھی رعیت سے ظلم و غصب کے ذریعہ کچھ لیتا ہے اور اپنے خزانے میں جمع کرتا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی دیوار کی بنیاد رکھے اور خشک ہونے تک انتظار نہ کرے بلکہ عمارت کھڑی کر دے تو نہ بنیاد رہے گی نہ دیوار۔

بادشاہ کو چاہیئے کہ جو کچھ رعیت سے لیتا ہے اور جو کچھ انہیں دیتا ہے وہ ایک حد کے ماتحت دے لے جیسا کہ اس حکایت سے روشن ہے۔

کہتے کہ مامون نے چار آدمیوں کو چار مقامات کا گورنر بنا کر بھیجا۔ ایک کو خراسان کا جھنڈا دیا اور خلعت و تین ہزار درہم دیئے، دوسرے کو خورستان کا منشور دیا اور خلعت و تین ہزار درہم دیئے، تیسرے کو مصر کا گورنر بنا دیا اور اتنا ہی دیا اور چوتھے کو آرمینیہ کا گورنر بنایا اور اتنا ہی دیا۔ پھر اس زمانے کے مؤید کو بلایا اور کہا چودھری کیا ملوک عجم بھی ایسی خلعتیں دیا کرتے تھے؟ کیوں کہ میں نے سنا ہے کہ ان کی خلعتیں چار ہزار درہم سے زیادہ نہ ہوتی تھیں۔ مؤید نے کہا خدا بادشاہ کی عمر دراز کرے ملوک عجم میں تین باتیں تھیں جو آپ میں نہیں ہیں۔

(۱) وہ رعیت سے جو کچھ لیتے تھے اس کی ایک مقدار تھی اور جو کچھ دیتے تھے اس کی بھی ایک حد تھی۔

(۲) وہ ایسی جگہ سے لیتے تھے جہاں سے انہیں لینا جائز ہوتا تھا اور ایسے

اشخاص کو دیتے تھے جن کو دینا موزوں ہوتا تھا۔

(۳) اُن سے سوائے مشکوک و متہم لوگوں کے اور کوئی نہ ڈرتا تھا۔

قبر میں نوشیرواں کی حالت

یہی وجہ تھی کہ جب مامون نے نوشیرواں کی قبر اکھاڑ دی اور تابوت کو کھولا تو دیکھا کہ اس کے چہرے کی تازگی فنا نہیں ہوئی کپڑے بھی پرانے نہیں ہوئے اور نہ ان کا رنگ متغیر ہوا۔ ایک ہاتھ میں ایک قیمتی انگوٹھی سرخ یاقوت کی تھی۔ مامون نے اس جیسا نگینہ کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس پر یہ لفظ کندہ تھے۔ به مه به نه مه به۔ ان کے معنیٰ ہیں: سخی بڑا ہوتا ہے اور سخی بڑا نہیں ہوتا۔ مامون نے حکم دیا کہ زربفت کے کپڑے میں اسے لپیٹ دیا جائے۔ مامون کے ساتھ ایک خادم تھا۔ اس نے وہ انگوٹھی نکال لی۔ مامون کو پتہ نہ چلا جب معلوم ہوا تو لوٹادی اور حکم دیا کہ غلام کو قتل کر دیا جائے کیونکہ یہ تو مجھے قیامت تک کے لئے بدنام کر دیتا۔ لوگ کہتے ہیں کہ مامون نباش تھا کہ نوشیرواں کی قبر کھودی اور انگوٹھی اس کی انگلی سے نکال لی۔

سکندر کیلئے نصیحت

اسکندر نے ایک دن اپنے فلاسفروں سے کہا جبکہ وہ سفر پر جارہا تھا مجھے حکمت و دانائی کی کوئی ایسی بات بتاؤ کہ میں اپنے اشغال و اعمال کو خوبی اور مضبوطی کے ساتھ کر سکوں، تو سب سے بڑے حکیم نے کہا، اے بادشاہ دل میں نہ کسی کی محبت داخل کیجئے نہ بغض، کیوں کہ قلب اسم بامسمّٰی ہے چونکہ ہر وقت منقلب ہوتا رہتا ہے۔ اس لئے اسے قلب کہتے ہیں اور غور و فکر سے کام کیجئے اور اسی کو اپنا وزیر بنائیے اور عقل کو اپنا صاحب و مشیر بنائیے۔ کوشش کیجئے کہ آپ ہمیشہ بیدار رہیں۔ کوئی کام بغیر مشورے کے نہ کیجئے۔ عدل کے وقت میلان و محبت سے بچئے۔ اگر ایسا کریں گے تو سب کام

آپ کی مرضی کے مطابق ہوں گے اور آپ اپنے اختیار سے تصرف نہ کریں گے۔

تین بُری چیزیں

چاہئے کہ بادشاہ باوقار و سلیم ہو۔ جلد باز اور سبک سر نہ ہو۔ حکماء نے کہا ہے تین چیزیں بُری ہیں اور تین مقامات پر بالخصوص بہت بُری ہیں۔ بادشاہوں میں تیزی، علماء میں حرص، اور اغنیاء میں بخل۔

یونان وزیر نے نوشیرواں کو کچھ نصائح و مواعظ لکھ کر دیئے۔ اے شہنشاہ عالم آپ کو چاہئے کہ آپ کے ساتھ چار چیزیں ہمیشہ رہیں۔ عقل، عدل، صبر اور حیاء اور اے شہنشاہ ضروری ہے کہ حسد، کبر اور تنگیٔ دل کو اپنے آپ سے دُور رکھیں۔ تنگیٔ دل سے اس کی مراد بخل و عداوت ہے۔

اے شہنشاہِ جہاں آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ جو آپ سے پہلے بادشاہ ہوئے وہ گذر چکے اور جو آپ کے بعد آئیں گے وہ ابھی تک نہیں آئے۔ لہٰذا آپ کوشش کیجئے کہ ہر دور کے بادشاہ آپ سے محبت کریں اور آپ کے مشتاق ہوں۔

شادابی عدل شاہی کی دلیل ہے

کہتے ہیں کہ ایک دن موسم بہار میں نوشیرواں بطور تفریح سوار ہو کر نکلا وہ شاداب باغوں میں سیر کر رہا تھا۔ پھل دار درخت، اور انگور کے باغ دیکھ رہا تھا کہ گھوڑے سے اترا اور خدا کے سامنے سجدۂ شکر ادا کیا۔ اپنے رخسار بڑی دیر تک زمین پر رکھے رہا جب سر اٹھایا تو اپنے دوستوں سے کہا شادابی، سلطان کے عدل کی دلیل ہے اور بادشاہ کی حسن نیت پر ہے خدا کا شکر ہے کہ اس نے تمام چیزوں میں میری حسن نیت کا ظہور فرمایا۔ یہ بات اس نے اس لئے کہی تھی کہ بارہا وہ اس بات کو آزما چکا تھا۔

نوشیر وان اور ذہین لڑکی

کہتے ہیں کہ نوشیر واں عادل ایک دن شکار کے لئے نکلا۔ شکار کے پیچھے اتنی دُور تک نکل گیا کہ اپنے لشکر سے جدا ہو گیا۔ قریب ایک کھیت دیکھا، وہ بہت پیاسا تھا۔ لہذا اس طرف گیا اور ایک دروازے پر پہنچ کر پینے کے لئے پانی طلب کیا تو ایک چھوٹی بچی نکلی۔ پھر گھر کے اندر واپس گئی اور ایک گنا نچوڑ کر پانی میں رس ملا کر پیالے میں لائی۔ پیالہ میں کوڑا اور مٹی تھی۔ لہذا اس نے تھوڑا تھوڑا کر کے پیا۔ حتی کہ سب رس پی گیا اور بچی سے کہا سادناس یعنی پانی اچھا تھا۔ اگر کوڑا کرکٹ نہ ہوتا۔ اس نے کہا شرہیک یعنی میں نے جان کر اس میں تنکے ڈالے تھے۔ نوشیر واں نے کہا تُو نے ایسا کیوں کیا کہنے لگی میں نے دیکھا کہ آپ سخت پیاسے ہیں۔ اگر کوڑا نہ ہوتا تو آپ ایک دم پی جاتے اور اس طرح آپ کو نقصان پہنچتا۔ نوشیر واں کو لڑکی کی ذکاوت پر تعجب ہوا۔ پھر پوچھنے لگا یہ رس کتنے گنوں کا تھا، بولی ایک گنے کا، نوشیر واں کو بڑا تعجب ہوا۔ دل میں سوچنے لگا، گھر جا کر اس نواح پر ٹیکس زیادہ کر دوں گا۔ پھر یہاں سے دوبارہ گزر ہوا اور تنہا اس دروازے پر آیا۔ پانی طلب کیا وہی لڑکی آئی، پہچان گئی۔ پانی دیر میں لائی۔ نوشیر واں نے جلدی کی کہنے لگا، دیر کیوں لگادی؟ کہنے لگی بات یہ ہوئی کہ ایک گنے سے پورا رس نہ نکل سکا۔ میں نے تین گنے کوٹے تب رس نکلا۔ پھر بھی رس اس قدر نہ نکلا جتنا کہ ایک گنے سے نکلا کرتا تھا۔ نوشیر واں نے کہا کیا بات؟ وہ کہنے لگی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاہ کی نیت بدل گئی ہے۔ کیوں کہ کہتے ہیں جب شاہ کی نیت بدل جاتی ہے تو قوم سے برکت اٹھ جاتی ہے اور بھلائیاں کم ہو جاتی ہیں۔ نوشیر واں ہنس پڑا۔ اور بچی کے قول پر متعجب ہوا اور جس چیز کا ارادہ کیا تھا اسے چھوڑ دیا۔ نوشیر واں نے اس لڑکی سے اس کی ذکاوت و فصاحت کی بنا

پر شادی کرلی۔

تین لوگ سچے ہوتے ہیں

کہتے ہیں سچے لوگ تین ہوتے ہیں۔ انبیاء، بادشاہ اور مجنون۔
کہتے ہیں بے ہوشی بھی جنون ہے اور مجنون بے ہوشی سے ڈرتا ہے کیوں کہ پاگل کا نشہ باطن میں ہوتا ہے اور مدہوش کا ظاہر میں۔ افسوس اس شخص پر ہے جو ہمیشہ غفلت میں رہے ایسا بہت کم ہوا ہے کہ کوئی بادشاہ نشۂ مملکت سے ہوش میں آیا ہو، اور اس کے مددگار ثقہ اور مخلص لوگ ہوں۔

بادشاہ مدہوش ہوتا ہے

بادشاہ کے مدہوش ہونے کی یہ علامت ہے کہ وہ اپنی وزارت غریب محتاج کے سپرد کرتا ہے جب وہ خوب مال دار ہو جاتا ہے تو اس کو معزول کر دیتا ہے اور کسی دوسرے کو تعینات کر دیتا ہے تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی چھوٹے بچے کی پرورش کرے۔ جب وہ بالغ ہو جائے اور کام کاج کے لائق بن جائے تو اسے قتل کر دے۔

بادشاہ کیلئے چار کام

کہتے ہیں چار چیزیں بادشاہوں میں منجملہ فرائض کے ہیں، کمینوں کو اپنی مملکت سے نکال دینا، عقلاء سے مملکت کو آباد کرنا، مشائخ اور اہل حکمت و تجربہ کی حفاظت کرنا اور افعالِ مذمومہ سے مملکت کو پاک کرنا۔

طالب دنیا مخلص نہیں

جب عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ خلیفہ بنے تو انہوں نے حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کو لکھا، اپنے دوستوں کے ساتھ میری مدد کیجئے، تو انہوں نے لکھا طالب دنیا تو کبھی تیرا مخلص نہیں ہو سکتا اور طالبِ آخرت کبھی

تیری طرف جھک نہیں سکتا۔
بادشاہ کو چاہئے کہ اپنی وزارت اور کوئی بھی کام کسی نااہل کے سپرد نہ کرے۔ اگر کسی ایسے شخص کو معاملات سپرد کرے گا تو وہ مملکت کو فاسد کر دے گا اور ہر جانب سے خلل کا اظہار ہوگا جیسا کہ شاعر کہتا ہے ؎

البیت اذ ما حان منه خرابه
ظهر التخلخل من اساس الحائط
وإذا تولیّ الملك غیر رجاله
ولوا الامور لکل قوم ساقط

جب گھر کی بربادی کا وقت قریب آتا ہے تو دیوار کی بنیادیں متخلخل ہو جاتی ہیں۔ اور بادشاہ جب نااہلوں کو عروج دے تو وہ معاملات کمینوں ہی کے سپرد کرتے ہیں۔

بادشاہ کے ساتھ ایسے رہو

جو شخص شاہوں کی خدمت کرتا ہے اُسے ایسا ہونا چاہئے جیسا کہ شاعر کہتا ہے ؎

اذ خدمت الملوك فالبس
من التوقی اعز ملبس

جب بادشاہوں کی خدمت کرو تو حزم و احتیاط کا عزت دار جامہ پہن لو۔

وادخل اذا ما دخلت اعمی
واخرج اذا ماخرجت اخرس

داخل ہو تو اندھے ہو کر اور نکلو تو گونگے ہو کر۔

جو شخص بادشاہوں سے کھل جاتا ہے وہ اپنے اوپر ظلم کرتا ہے خواہ وہ بادشاہ کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔ کیوں کہ ان کی خدمت میں ان کو کھلنا نہ چاہیئے جیسا کہ شاعر کہتا ہے ؂

اذا كنت للسلطان بجلافدأره
وخف منه ان أحببت رأسك تسلم

اگر تو بادشاہ کا بیٹا بھی ہو تو اس کے ساتھ مدارات کر۔ اور اگر اپنے سر کی خیر چاہتا ہے تو ڈر سلامت رہے گا۔

جو شخص بادشاہوں کے ساتھ کھل جاتا ہے۔ اس کی مثال اس شخص کی مانند ہے جو سانپوں کے ساتھ کھاتا پیتا ہے اور سوتا ہے یا اس شخص کی مانند ہے جو سمندر میں ہو اور اس کے ارد گرد گھڑیال ہوں جو انسانوں کو نگل جاتے ہیں۔ تو وہ ہمیشہ خطرے ہی میں رہے گا۔

شاہی ملازموں کی حالت

کہتے ہیں اس شخص پر افسوس ہے جو سلاطین کی صحبت میں رہتا ہو کیوں کہ ان کا نہ کوئی دوست ہوتا ہے نہ عزیز قریب، نہ خادم نہ بیٹا نہ ان کے ہاں کسی کا احترام ہوتا ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جن کے علم یا شجاعت کے وہ محتاج ہوں۔ پھر جب وہ ان سے اپنی ضرورت پوری کر لیتے ہیں۔ تو نہ محبت باقی رہتی ہے نہ وفا اور نہ حیا، ان کے اکثر اشغال ریاء ہیں وہ اپنے بڑے سے بڑے گناہ کو بھی حقیر سمجھتے ہیں۔

بادشاہوں کی خدمت کرتے کرتے تھک جاؤ گے

حضرت سفیان ثوری نے فرمایا ہے بادشاہوں کے مصاحب نہ بنو۔ ان کی خدمت سے بچو۔ کیوں کہ اگر ان کی فرمانبرداری کرو گے تو تھک جاؤ گے۔

غیر وقت میں بادشاہ کے پاس جانا-حکایت

کہتے ہیں یزدجرد بن شہریار اپنے باپ کے پاس ایسے وقت حاضر ہوا کہ کسی کو آنے کی اجازت نہ تھی۔ شہریار نے بہرام سے کہا۔ جا اور دربان کے تیس لکڑیاں مار اور اسے بارگاہ سے دور کردے اور فلاں شخص کو اس کا قائم مقام بنا دے۔ یزدجرد کی عمر اس وقت تیرہ سال کی تھی اس نے دربان کو برخاست کر دیا۔ ایک دن پھر یزدجرد باپ کے پاس آیا ارادہ کیا کہ اندر چلا جائے تو دربان نے اس کے سینہ پر ہاتھ رکھا اور پیچھے ہٹا دیا اور کہا اگر آپ دوبارہ لوٹے تو ساٹھ قمچیاں ماروں گا۔ تیس معزول شدہ دربان کے بدلے، اور تیس اس لئے کہ آپ آئندہ کبھی غیر وقت میں جرأت نہ کریں۔ اگرچہ آپ شہزادے ہیں۔ دیکھئے ایسا نہ ہو کہ آپ مار کھائیں اور ذلیل اور رسوا ہوں۔

اپنا بستر بدلنا

بادشاہ کو چاہئے کہ حتی الامکان اپنے ناموس کی حفاظت کرے اور جان کی حفاظت کرے کیوں کہ رعیت کی فلاح اس کی زندگی سے وابستہ ہے۔ بادشاہ کے لئے جائز نہیں ہے کہ کاموں میں سستی کرے۔ اور یہ بھی چاہیے کہ ہر رات کسی دوسرے شخص کو اپنے بستر پر سلادے۔ اور خود وہاں سے کھسک جائے۔ تاکہ دشمن مارنے آئے تو رسائی نہ پاسکے۔ جیسا کہ اس حکایت سے واضح ہوتا ہے۔

حکایت

کہتے ہیں خسرو پرویز بہرام سے شکست کھا گیا تو بھاگا کہنے لگا میں اس لئے بھاگا ہوں کہ اگر میں ہلاک ہو جاتا تو مخلوق میں سے سینکڑوں مارے جاتے۔ مقصود اس بات سے یہ ہے کہ ہمارا یہ زمانہ کچھ ٹھیک نہیں ہے عموماً لوگ، غافل و بدکار ہیں اور بادشاہ دنیا کے ساتھ مشغول ہیں اور مال سے بے حد محبت رکھتے ہیں۔ لہذا برے لوگوں کے درمیان غافل نہ رہنا چاہئے۔
عربی میں ایک مثل ہے۔

ألعبد يقرع بالعصا والحر تكفيه الاشارة

غلام کو لاٹھی سے کھڑکایا جاتا ہے اور شریف کے لئے اشارہ کافی ہوتا ہے۔
یہ مثل بے اصل اور اصیل انسان کے لئے لائی جاتی ہے۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ ایک آدمی تمام اہل دنیا کو مسخر کئے ہوئے ہوتا تھا کہ ایک دُرّہ سے سب کو زیر کئے رہتا تھا۔ میری مراد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ہے لیکن آج کل ایسا معاملہ کیا جائے تو لوگ برداشت نہ کر سکیں اور فساد برروئے کار آجائے۔ مگر اس دور کے سلطانوں کو چاہئیے کہ پوری سیاست وہیبت کے مالک ہوں تاکہ ہر شخص اپنے اشغال کے ساتھ مشغول رہے اور لوگ ایک دوسرے سے بے خوف بھی رہیں۔

نصیحت کیوں فائدہ نہیں دیتی

ہم ایک اثر بیان کرتے ہیں۔ جس سے سننے والے اور پڑھنے والے مستفید ہوں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا نصیحت کیوں فائدہ نہیں دیتی؟ آپ نے فرمایا یہ خبر بہت معروف ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب اپنی وفات کے وقت وصیت کی تو اپنی انگلیوں سے اشارہ کیا اور فرمایا مجھ

سے ان لوگوں کا حال دریافت نہ کرو۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ نے تین مہینوں کی طرف اشارہ کیا۔ بعض کہتے ہیں، تین سال مراد لئے، بعض کہتے ہیں تین صدی مراد لیں۔ یعنی جب تین سو سال گزر جائیں گے، تو ان کے بارے میں مجھ سے نہ پوچھو جب حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان لوگوں کا حال مجھ سے نہ پوچھو تو بتایئے انھیں وعظ سے کیسے نفع ہو؟

آپ سے پوچھا گیا ایسا کیوں ہے؟ فرمایا اس وقت لوگ سو رہے تھے اور علماء جاگ رہے تھے اور آج کل علماء سو رہے ہیں اور مخلوق مر چکی ہے تو ایک سونے والا مردے سے بات چیت کرے تو کیا فائدہ؟

ہمارے اس دور میں تو مخلوق بالکل ہلاک ہو چکی ہے۔ لوگوں کے اعمال خبیث اور نیتیں بری ہو چکی ہیں۔ لہٰذا اگر سلطان صاحب ہیبت و سیاست نہ ہو تو لوگ طاعت و صلاح پر برقرار نہیں رہ سکتے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے عدل دین ہے اور اس میں بادشاہ کی صلاح ہے۔ اور عام و خاص کے لئے طاقت ہے، رعیت کے لئے بھلائی اور امن و عافیت ہے۔ یاد رکھئے تمام اعمال میزان میں تولے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

والسماء رفعها ووضع الميزان

آسمان کو بلند کیا اور ترازو دھری

مراد میزان سے عدل ہے۔ ایک اور جگہ فرمایا ہے۔

الذی انزل الکتاب بالحق والمیزان

جس نے کتاب حق و عدل کے ساتھ اتاری

جاہ و مملکت کا سب سے زیادہ مستحق وہ ہے جس کے دل میں عدل کی گنجائش ہو اور اس کا گھر دین و فضل والوں کی قرار گاہ ہو۔ اور اس کی رائے اربابِ دین

وعقل سے ماخوذ ہو، صحبت عقلاء کے ساتھ اور مشورہ صاحب الرائے لوگوں کے ساتھ رکھتا ہو جیسا کہ شاعر کہتا ہے ۔

یدہ خزانة جودہ
والقلب خازن قصدہ

اس کے ہاتھ اس کی بخشش کے خزانے ہیں۔ اور دل اس کے ارادے کا خازن ہے

قد رتبت ابوابه
ابداً لطالب عدله

اس کے دروازے ہمیشہ طالب عدل کے لئے کھلے رہتے ہیں۔

دیندار بادشاہ کی ہیبت ہوتی ہے

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ ہر وہ بادشاہ جو دین کی تعظیم کرتا ہے لوگوں میں اس کی ہیبت جاگزین ہوتی ہے اور اس کی قدر و منزلت بڑھتی ہے کیوں کہ جو اللہ کو پہچانتا ہے مخلوق اس سے محبت کرتی ہے۔

بادشاہ مالی کی حالت میں رہے

بزرجمہر نے کہا ہے "بادشاہ کو چاہئے کہ اپنی حیثیت مالی جیسی رکھے کہ وہ باغ کی حفاظت کرتا ہے اور جب ریحان کے ساتھ گھاس اُگ آتی ہے تو وہ بہت جلد اسے اکھاڑ پھینکتا ہے تاکہ گھاس ریحان کی جگہ نہ لے لے۔

افلاطون کے نزدیک سلطان کی خصوصیات

افلاطون نے کہا ہے، کامیاب سلطان کی یہ پہچان ہے کہ وہ قوی النفس، دائم السکوت، مفکر فی الرائے اور صاحبِ تدبیر ہو۔ اپنی مملکت کے بارے میں

شریف النفس اور رعیت کے دلوں میں شیریں ہو، تمام کاموں میں نرمی برتے، اگلوں کے اعمال وافعال سے واقف ہو اور دین وعزم میں سخت ہو۔

دشمن پر رعب

ہر وہ بادشاہ جس میں یہ عادتیں جمع ہوں دشمنوں میں اس کا رعب ہو گا اور کوئی نکتہ چین اس کی عیب گیری نہ کر سکے گا۔ جب بادشاہ یہ دیکھنے لگے کہ اس کی طاقت و قوت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو اس کی طاقت بہت بڑھ جاتی ہے اگرچہ اس کا دشمن کتنا ہی قوی کیوں نہ ہو۔ مگر وہ اس پر کامران ہو جاتا ہے اور غالب آجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله
والله مع الصابرين.

بہت سی تھوڑی جماعتیں بڑی جماعتوں پر غالب آگئیں
اللہ کے حکم سے اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

سقراط کے نزدیک

سقراط حکیم نے کہا ہے اس شاہ کی علامت جس کی سلطنت ہمیشہ رہے یہ ہے کہ دین ودنیا اس کے دل میں زندہ ہوں تاکہ رعایا کے دلوں میں وہ محبوب ہو جائے، عقل سے قریب ہو، علماء کا طالب ہو تاکہ ان سے کچھ سیکھے۔ اس کا فضل و کرم بڑا ہو اور اس کا گھر وسیع ہو تاکہ فضلاء کے ہاں اس کی بزرگی ہو۔ اور ادباء کی تربیت کرتا ہو تاکہ لوگ ادباء سے فیض حاصل کریں، اور اپنی سلطنت سے ہر عیب دار کو نکال دے تاکہ عیوب اس سے دور رہیں۔

ہر وہ بادشاہ جس میں یہ عادتیں نہ ہوں وہ کبھی اپنی شاہی سے خوش نہیں ہو سکتا، ہلاکت بہت جلد اس کی طرف بڑھے گی۔ اس کے عزیز و قریب و ہم نشین اس

کے ہاتھوں ہلاک ہوں گے کیوں کہ قتل عدمِ عقل سے ہوتا ہے۔

حاکم ہی زمانہ ہے

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے احنف بن قیس سے پوچھا اے ابو یحییٰ زمانہ کیسا ہے؟ کہا آپ ہی زمانہ ہیں اگر آپ درست رہیں گے تو زمانہ درست رہے گا اور اگر آپ فاسد ہو جائیں گے تو زمانہ بھی فاسد ہو جائے گا۔

احنف کہتے ہیں دنیا عدل سے معمور ہوتی ہے اور جور سے برباد ہوتی ہے کیوں کہ عدل کا نور ہزار فرسخ کے فاصلے سے بھی چمکتا ہے اور ظلم کی تاریکی تہہ بہ تہہ ہوتی ہے۔ ہزار فرسنگ تک اس کی تاریکی پھیل جاتی ہے۔

میری دعا قبول ہوتی تو میں سلطان عادل کیلئے کرتا

فضیل بن عیاض کہتے ہیں اگر میری دعا مستجاب ہوتی تو میں سوائے سلطانِ عدل کے کسی کے لئے دعا نہ کرتا کیوں کہ سلطانِ عادل سے بندوں کی صلاح وابستہ ہے اور شہروں کی زینت ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ عادل لوگ قیامت کے دن موتیوں کے سبزوں پر ہوں گے۔

چور اور سکندر بادشاہ

ایک دن اسکندر اپنے تخت پر بیٹھا تھا پردہ اٹھایا گیا اور ایک چور اس کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس نے حکم دیا کہ سولی پر چڑھا دیا جائے۔ اس نے کہا اے بادشاہ میں نے چوری تو ضرور کی ہے مگر مجھے چوری کی خواہش نہ تھی اور نہ میرے دل نے اسے چاہا۔ اسکندر نے کہا بہر حال تجھے سولی دی جائے گی۔ در آں حالیکہ تیرا دل سولی کا خواہش مند نہ ہو گا اور نہ اس کا ارادہ کرے گا۔

بادشاہ کو چاہئے کہ عدل کرے اور انتہائی غور سے اپنی سیاست کو دیکھے تاکہ اس کو اپنے وزیروں، دوستوں، دربانوں، نائبوں اور گورنروں میں جاری

کرے کیوں کہ سلطان کی بیشتر سیاست عدل اور حُسن نظر و تامل کو رشوتوں کے ذریعے چھپا دیا جاتا ہے اور اس کا وقت گزر چکتا ہے۔ لہذا بادشاہ کو چاہئے کہ انتہائی کوشش اس کے تدارک میں کرے، جیسا کہ ذیل میں دی ہوئی حکایت سے ظاہر ہوتا ہے۔

رشوت خور وزیر نے سلطنت برباد کر ڈالی

گشتاسپ کا ایک وزیر راست روش تھا۔ اس نام کی وجہ سے گشتاسپ سمجھتا تھا کہ وہ ایک نیک انسان ہے وہ اس کے بارے میں کسی کی کوئی ردو قدح نہ سنتا۔ نہ اس کے حالات کی ٹوہ لیتا۔ ایک دن راست روش نے کہا اے بادشاہ رعیت عدل و انصاف کی وجہ سے بڑی مغرور ہو گئی ہے کہتے ہیں کہ جب بادشاہ عدل کرتا ہے تو رعیت ظلم کرتی ہے اور اب ان سے فساد کی بُو آتی ہے۔ ہم پر فرض ہے کہ ان کی تادیب کریں اور ظالموں کو دور کریں اور صالحین کو قریب کریں۔ پھر جس کی بھی بادشاہ تادیب چاہتا تو راست روش اس سے رشوت لے کر چھوڑ دیتا۔ حتی کہ رعیت کمزور ہو گئی اور حالات بگڑ گئے۔ خزانے بھی خالی ہو گئے۔ انہی دنوں گشتاسپ پر ایک دشمن نے حملہ کر دیا تو اس نے خزانوں کا جائزہ لیا تو کچھ بھی نہ پایا جس کے ذریعہ سے لشکر کی اصلاح کر سکتا۔ ایک دن ایک کام سے جنگل میں جا رہا تھا اس نے دور سے بکریوں کا ایک ریوڑ دیکھا۔ اُدھر گیا وہاں ایک خیمہ تھا بکریاں سو رہی تھیں اور ایک کتا سولی پر لٹکا ہوا تھا جب وہ خیمہ کے نزدیک گیا تو ایک نوجوان نکلا اس نے سلام کیا اور اُترنے کو کہا۔ بادشاہ اترا اس نے اکرام کیا اور ماحضر پیش کیا۔ گشتاسپ نے کہا مجھے اس کتے کا حال بتا کہ کیوں اسے سولی دی گئی ہے۔ اس نے کہا بادشاہ سلامت بات یہ تھی کہ یہ کتا میری بکریوں کی نہایت دیانتداری سے حفاظت کیا کرتا تھا۔ اس کا ایک بھیڑنی سے دوستانہ ہو گیا۔ وہ

اس کے ساتھ سوتا تھا۔ بھیڑنی ہر روز آتی اور ایک بکری لے جاتی۔ ایک دن گاؤں والا آیا اور مجھ سے چراگاہ کا حق طلب کرنے لگا۔ میں بکریوں کا حساب لگانے لگا تو وہ کم تھیں۔ میں نے دیکھا کہ بھیڑنی ایک بکری لے جاتی ہے اور کتا خاموش ہے۔ مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ کتا ہی بکریوں کے اتلاف کا سبب ہے اور وہ امانت میں خیانت کرتا ہے لہذا میں نے اسے پکڑ کر سولی دے دی۔
گشتاسپ نے اس سے عبرت حاصل کی اور غور کرنے لگا کہ رعیت میری بکریاں ہیں مجھے چاہئے کہ تحقیقات کروں اور حقیقت امر تک پہنچ سکوں۔ وہ گھر لوٹا اور روزنامہ جات دیکھنے لگا تو اس نے دیکھا کہ تمام روزنامہ جات میں راست روش کی سفارشات ہیں۔ تبھی سے یہ مثل ہو گئی۔

من اغتر من ذوی الفساد لقی بغیر زاد.

جو مفسدین پر بھولا رہے گا وہ بے توشہ رہ جائے گا۔

ایک میان میں دو تلواریں نہیں رہ سکتیں

پھر اس نے وزیر کو سولی دینے کا حکم دیا۔ یہ حکایت یادگار نامہ میں لکھی ہے۔
کہتے ہیں عمرو بن لیث کا ایک عزیز تھا جس کا نام ابو جعفر بن زیدویہ تھا، عمرو اس سے بہت محبت کرتا تھا۔ ہر سال ہرات سے عمرو کے لئے ایک سو اونٹ سرخ اون والے آتے تھے ہر اونٹ ضروریات زندگی سے لدا ہوتا تھا تو عمرو ہر چیز میں سے ابو جعفر کو ایک گٹھا بھیجتا تاکہ وہ اپنے مطبخ کو وسعت دے سکے۔ عمرو بن لیث سے کہا گیا کہ ابو جعفر نے آپ کے ایک غلام کو زمین پر خوب رگیدا ہے اور بیس لکڑیاں ماری ہیں۔ عمرو نے ابو جعفر کو بلا بھیجا اور کہا میرے خزانے میں جتنی بھی تلواریں ہیں ان میں سے اچھی اچھی ایک طرف کر دو۔
ابو جعفر نے کوئی ایک سو تلواریں علیحدہ کیں تو عمرو نے کہا اب ان میں دو جو

سب سے اچھی ہوں چُن لے۔ ابو جعفر نے سب سے بہترین دو تلواریں چُن لیں۔ عمرو نے کہا اب ان دونوں کو ایک نیام میں رکھ دے۔ ابو جعفر نے کہا ایک نیام میں دو تلواریں کیسے جمع ہو سکتی ہیں؟ عمرو بن لیث نے کہا تو ایک شہر میں دو سردار کیسے جمع ہو سکتے ہیں؟ ابو جعفر سمجھ گیا کہ اس نے غلطی کی ہے زمین کو بوسہ دیا اور معافی چاہی۔ عمرو بن لیث نے کہا اگر قرابت کا حق نہ ہوتا تو تُو گھر واپس نہ جاتا۔ اس بار تو ہم نے معاف کر دیا۔

اردشیر نے کہا ہے جب بادشاہ عاجز ہو اصلاح خواص سے اور ظلم کے روکنے سے تو عوام کی کیسے اصلاح کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وانذر عشیرتك الاقربین

(پہلے) اپنے قریبی عزیزوں کو ڈرا۔

ملنے میں حجابات کم ہوں

اہل عرب کہتے ہیں حجابات کی کثرت و دشواری اور اجازت دخول کی مشکلات سے زیادہ مملکت کو خراب کرنے والی کوئی اور چیز نہیں۔ اگر بادشاہ کو ملنا آسان ہو تو حکام رعایا پر ظلم نہیں کرتے اور رعیت بھی ایک پر ایک کے ظلم کرنے سے ڈرتی ہے سہولت حجابات و موانع سے بادشاہ کو تمام حکام کی اطلاع رہتی ہے بادشاہ کو غافل رہنا جائز نہیں ہے تاکہ ہیبت سے ناموسِ مملکت باقی رہے اور ان غم و آلام سے محفوظ رہے جو غفلت سے آتے ہیں۔

اردشیر اور سلطان سبکتگین کی بیدار مغزی

کہتے ہیں اردشیر بڑا بیدار مغز اور فطین تھا اس قدر کہ جب اگلے دن اس کے ندیم آتے تو وہ جو کچھ رات میں کرتے تھے وہ سب کچھ بتا دیتا تھا۔ وہ یہ خیال کرتے تھے کہ شاید آسمان سے کوئی فرشتہ اترتا ہے اور اس کو ان کے اعمال کی

خبر دے دیتا ہے یہی حال سلطان سبکتگین کا تھا۔

سلطان کی نگاہ

ارسطو کہتا ہے سب سے بہتر بادشاہ وہ ہے جس کی نظر عقاب جیسی ہو اور جو لوگ اس کے اِرد گرد ہوں وہ بھی عقابوں کی مانند ہوں مرداروں کی طرح نہ ہوں یعنی جب سلطان تیز نظر ہو بیدار مغز اور صاحبِ فکر صحیح ہو، اور اس کے مقربین و صاحبِ دولت بھی ایسے ہی ہوں تو اس کی مملکت کے حالات منتظم ہو جاتے ہیں اور اہل ولایت کے معاملات درست رہتے ہیں۔

بُرے طریقہ کو اچھے سے بدلنا

اسکندر نے کہا ہے بہترین بادشاہ وہ ہے جو بُرے طریق کو اچھے طور طریق سے بدل دے۔

تین شخص قابل معافی نہیں

پرویز نے کہا ہے، تین شخصوں سے بادشاہ کر تجاوز کرنا نہیں چاہئے نہ معاف کرنا چاہئے جو اس کی مملکت میں فساد مچائے یا اس کی عزت کو برباد کرے، یا اس کا راز افشاء کرے۔

انسان علم سے حسن حاصل کرتا ہے

سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں، بہتر بادشاہ وہ ہے جو اہل علم کے ساتھ ہم نشینی رکھے، کہتے ہیں تمام چیزیں انسان سے حُسن حاصل کرتی ہیں، اور انسان علم سے حُسن حاصل کرتا ہے عقل سے اس کی قدر و منزلت بڑھتی ہے۔

علم و عقل سے بہتر کوئی چیز نہیں

علم و عقل سے بہتر کوئی چیز نہیں کیوں کہ علم سے عزت کی بقا ہے اور عقل سے سرور کی بقا ہے۔ جس میں عقل و علم دونوں جمع ہو گئے تو اس میں بارہ

خصلتیں جمع ہو گئیں۔ عفت، ادب، تقویٰ، امانت، صحت، حیاء، رحمت، حسنِ خلق، وفاء، صبر، حلم، اور مدارات اور یہ آدابِ ملوک سے ہیں، عقل کے ساتھ علم ہونا چاہئے جیسے نعمت کے ساتھ شکر ہوتا ہے صباحت کے ساتھ حلاوت ہوتی ہے اور اجتہاد کے ساتھ حکومت ہوتی ہے، جب حکومت مل گئی تو مراد بر آئی۔

حسن تدبیر کون دیتا ہے

عبداللہ بن طاہر نے بیان کیا ہے کہ یعقوب بن لیث ترقی کرتا چلا گیا۔ اس کی شہرت اور حُسن ذکر پھیلتا چلا گیا، کرمان، فارس، خورستان اور قصر الواق کا وہ والی بن گیا۔ اس زمانے میں معتمد باللہ خلیفہ تھا۔ معتمد نے اسے لکھا ٹو ایک ٹھٹیرا تھا۔ ٹو نے تدبیر مملکت کہاں سے سیکھی، یعقوب نے جواب میں لکھا جس خدا نے مجھے حکومت دی، اس نے تدبیر عطا کی۔

ذلت وندامت کے انجام والے کون

اردشیر کے زمانے کا نوشتہ ہے کہ ہر وہ عزت دار جس نے بساطِ علم پر اپنا قدم نہیں دھرا اس کا انجام ذلت ہے اور ہر بندہ جسے خوفِ خدا نہیں خواہ وہ کیسا ہی باکمال ہو اس کا انجام ندامت ہے۔

انصاف میں تاخیر نہ کرے

عبداللہ بن طاہر نے ایک دن اپنے باپ سے کہا یہ حکومت ہمارے پاس کب تک رہے گی؟ کہا جب تک بساطِ عدل وانصاف اس ایوان میں بچھی رہے گی۔ ایک دن مامون الرشید فیصلے کرنے بیٹھا ایک مقدمہ پیش ہوا اس نے وہ مقدمہ اپنے وزیر فضل بن سہل کے سپرد کر دیا اور کہا اس کا فیصلہ کر دے اور ابھی کر دے کیوں کہ فلک اپنی تیز رفتاری کی وجہ سے بہت کم ایک حالت پر

رہتا ہے۔

قدم پھسلنے کے بعد ندامت کا کیا فائدہ

مؤلف کتاب کہتا ہے عقل مند بادشاہوں اور دانش مند فضلاء کو چاہئے کہ ان خبروں کو غور سے پڑھیں تاکہ اپنی حکومت سے حصہ وافر پاسکیں اور بالیقین جان لیں کہ یہ فلک ایک دور پر نہیں رہتا کیونکہ حکومت کا اعتبار نہیں اور قضائے الٰہی ایک سماوی چیز ہے جسے لشکروں کے ذریعہ دفع نہیں کیا جا سکتا، نہ کثرت اموال اور ذخائر سے انہیں رد کیا جا سکتا ہے۔ جب حکومت تحلیل ہو جائے مال ختم ہو جائے لشکری فنا ہو جائیں تو قدم پھسل جانے کے بعد ندامت سے فائدہ؟ جیسا کہ اس حکایت سے ظاہر ہے۔

قضاء کے سامنے لشکروں کی کثرت فائدہ نہیں دیتی

مروان آخری خلیفہ بنو اُمیہ کے سامنے لشکر پیش کیا گیا تو وہ تین لاکھ مسلح سپاہی تھے۔ وزیر نے کہا یہ بڑا بھاری لشکر ہے۔ مروان نے کہا خاموش رہ، جب مدت ختم ہو جاتی ہے تو عدد فائدہ نہیں دیتا اور جب قضائے آسمانی اُترتی ہے تو لشکر خواہ کتنا ہی کیوں نہ ہو وہ حقیر و ذلیل ہو جاتا ہے۔ ہم اگرچہ دنیا بھر کے مالک ہو جائیں پھر بھی ایک دن سب کچھ یہ چھن جائے گا۔ دنیا نے کس کے ساتھ وفا کی ہے جو ہمارے ساتھ وفا کرے گی۔

ابوالحسن الاہوازی نے کتاب الفرائد والقلائد میں لکھا ہے دنیا کسی پینے والے کے لئے صاف نہیں رہی اور کسی کے لئے باقی نہیں رہی۔ تو آج کے دن کل کے لئے توشہ لے لے کیوں کہ نہ یہ دن باقی رہے گا نہ کل۔

ہزاروں لشکری بھی موت سے نہ بچا سکے

کہتے ہیں یعقوب لیث کی قبر پر چند شعر لکھے ہوتے تھے جو اس نے مرنے

سے پہلے کہے تھے اور حکم دیا تھا کہ میری قبر پر کندہ کر دیئے جائیں (جن کا مطلب یہ ہے) پرانی قبر والوں پر سلام ہو گویا وہ کبھی بھی مجلسوں میں اٹھے بیٹھے نہیں انہوں نے ٹھنڈا پانی نہیں پیا اور رطب ویابس نہیں کھایا۔ خوفناک موت سے مجھے ہزاروں لشکری نہ بچا سکے۔ اے قبر کی زیارت کرنے والے! نصیحت وعبرت حاصل کر۔ دنیا سے دل نہ لگا۔ خراسان وفارس وعراق میں میری حکومت تھی دنیا پر سلام، گویا یعقوب کبھی نہیں آیا تھا۔

سوال وجواب

حکومت پر غرور کا انجام

ایک بادشاہ جو بادشاہت سے محروم ہو چکا تھا اس سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ سے حکومت دوسرے کی طرف کیوں منتقل ہو گئی؟ کہنے لگا اس لئے کہ میں حکومت پر مغرور ہو گیا تھا، اپنی طاقت پر مجھے گھمنڈ تھا۔ اپنی رائے وعلم پر راضی تھا۔ مشورے سے غافل تھا اور میں نے چھوٹے لوگوں کو حاکم بنا دیا تھا بروقت حیلہ وتدبیر کو ضائع کر چکا تھا نیز عجلت وفرصت کے موقع پر تاخیر کرتا اور ضروریات کے پورا کرنے سے کتراتا تھا۔

حکومت کیلئے نقصان دہ لوگ

اس سے پوچھا گیا کون سے لوگ سب سے زیادہ شریر ہوتے ہیں؟ وہ کہنے لگا خائن قاصد جو لالچ سے پیغام میں خیانت کرتے ہیں۔ حکومت کی خرابی انہی سے ہوتی ہے جیسا کہ اردشیر نے ان کے بارے میں کہا ہے کہ انہوں نے کتنے خون رائگان کر دیئے اور کتنے لشکروں کو شکست دے دی اور کتنے عزت داروں کی عزت کو خاک میں ملا دیا۔ کتنی جھوٹی قسمیں کھائیں، کتنے عہد خیانت کی بنا پر توڑے اور کتنے مال ضائع کرا دیئے!!!

سفیروں میں احتیاط

عجمی بادشاہ قاصدوں کے بارے میں بڑی احتیاط سے کام لیتے تھے بغیر آزمائے کسی کو سفیر نہ بناتے، کہتے ہیں کہ جب اہل عجم کسی کو سفیر بناتے تو اس کے ساتھ ایک جاسوس بھی بھیجتے تاکہ وہ جو کچھ اس نے کہا اور سنا اسے لکھ لائے۔ جب قاصد لوٹتا تو وہ اس پرچے سے مقابلہ کرتے اگر صحیح کہتا تو سمجھتے کہ سچا ہے۔ اس کے بعد وہ دشمنوں کی طرف بھیجتے تھے۔

جھوٹے قاصد کی گدی سے زبان نکال دی

اسکندر نے دارا ابن دارا کے پاس ایک قاصد بھیجا۔ جب قاصد پیام لایا تو اسکندر کو اس کی ایک بات میں شک ہوا۔ اس نے فوراً گرفت کر لی۔ وہ بولا آقا میں نے تو اسی طرح سنا تھا۔ اسکندر نے کہا یہ لفظ لکھ لیا جائے اور وہ لفظ لکھ کر دارا ابن دارا کے پاس ایک دوسرا قاصد بھیجا۔ جب سفیر پہنچا مکتوب پڑھا تو اس نے چاقو منگا کر اس کلمہ کو کاٹ دیا اور مکتوب اسکندر کو واپس بھیج دیا اور اسے لکھا کہ مملکت کی اساس بادشاہ کی حُسنِ نیت و صحتِ طبع پر ہے۔ مگر بادشاہ کی صحتِ طبع صحتِ الفاظِ سفراء اور امانت دار سفیروں کے صدقِ مقال پر ہے کیوں کہ قاصد جو کچھ کہتا ہے وہ بادشاہ کی زبان ہوتی ہے اور جو کچھ سنتا ہے وہ بادشاہ کے کانوں سے سنتا ہے لہذا میں نے یہ کلمہ نکال ڈالا ہے کیوں کہ یہ لفظ میری زبان سے نہیں نکلا۔ کیا کروں مجبور ہوں میں آپ کے سفیر کی زبان کاٹ نہیں سکتا۔ جب سفیر پیام لے کر آیا اسکندر نے اس قاصد کو بلایا اور بُرا بھلا کہنے لگا۔ افسوس تُو نے اس کلمہ کی وجہ سے ایک بادشاہ کی جان خطرہ میں ڈال دی تھی۔ سفیر نے اقرار کیا اور کہا اس نے میرے معاملہ میں کوتاہی کی تھی۔ اس نے مجھے اپنے طرزِ عمل سے ناراض کر دیا تھا اس لئے میں نے یہ لفظ اپنی طرف سے اضافہ کر دیا تھا۔ اسکندر نے کہا سبحان اللہ ہم

نے تجھے اس لئے بھیجا تھا کہ تُو اپنے معاملات کی درستی کرے یا لوگوں کے حقوق کی درستی کے لئے بھیجا تھا؟ پھر حکم دیا کہ گدی سے اس کی زبان نکال لی جائے۔

فصل

فقر و فاقہ میں عوام کی مدد کرے

سلطان کو چاہئے کہ جب کبھی اس کی رعایا کسی تکلیف میں مبتلا ہو یا فقر و فاقہ میں گرفتار ہو تو اس کی مدد کرے۔ خصوصاً قحط کے وقت اور گرانی کے دنوں میں جبکہ وہ زندگی سے عاجز ہوں اور کمانے کی قوت نہ رکھیں تو ایسے وقت سلطان کو چاہئے کہ ان کی کھانے سے مدد کرے اور اپنے خزانے ان کے لئے کھول دے اور کسی غلام، خادم یا ملازم کو رعیت پر ذرا سا بھی ظلم نہ کرنے دے، کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ کمزور پڑ جائیں یا کسی اور ملک کو چلے جائیں تو سلطان کی عزت کو صدمہ پہنچے۔ آمدنی کم ہو جائے اور نفع ذخیرہ اندوز حاصل کریں۔ جو گرانی سے خوش ہوتے ہیں تو لوگ بادشاہ کا ذکر برائی سے کریں گے اور بد دعا دیں گے۔ اس لئے پچھلے بادشاہ اس بات سے بہت ڈرتے تھے، اپنے خزانے سے رعایا کی مدد کرتے تھے اور اپنے دفینوں اور ذخیروں سے ان کی معاونت کرتے تھے۔

حکایت

سلاطین عجم کی عادت انصاف

کہتے ہیں کہ عجم کے بادشاہوں کی یہ عادت تھی کہ وہ رعایا کو نوروز اور مہرجان کے دن اذنِ عام دیتے تین دن پہلے منادی ندا کرتا کہ فلاں دن

کے لئے تیار رہو تاکہ ہر شخص تیاری کر سکے۔ اپنے معاملہ کا پوری طرح انکشاف کر سکے اور حجت قائم کر سکے، لہذا جس کسی کا کوئی دشمن ہو تا وہ اسے راضی کر لیتا کہ کہیں شاہ کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑے۔ جب نوروز کا دن آتا تو منادی کھڑا ہوتا اور کہتا کہ اگر کوئی شخص کسی شخص کو آنے سے روکے گا تو بادشاہ کے لئے اس کا خون حلال ہو گا پھر لوگوں سے ان کے مقدمات لئے جاتے اور بادشاہ کے سامنے دھرنے جاتے وہ ہر ایک معاملہ کو جداگانہ دیکھتا۔ قاضی القضاۃ اس کے سامنے کھڑا ہوتا۔ اگر کوئی واقعہ ایسا ہوتا جس میں کسی کو بادشاہ سے تکلیف پہنچتی تو بادشاہ اپنی جگہ سے کھڑا ہو جاتا اور قاضی القضاۃ کے سامنے مدعی کے برابر جا بیٹھتا اور کہتا کہ پہلے اس شخص کا انصاف دیکھئے۔ میل و محبت کو جگہ نہ دیجئے اور میری ذات کو ترجیح نہ دیجئے کیوں کہ اللہ تعالیٰ جب مخلوق کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے تو اپنے بہترین بندے کو اس پر حاکم بناتا ہے ورنہ بدترین انسان کو ان پر مسلط کر دیتا ہے۔ پھر قاضی غور کرتے، اگر بادشاہ اور اس شخص کے درمیان واقعی خصومت ہوتی اور بادشاہ کے خلاف گواہ قائم ہو جاتے تو بادشاہ سے پورا پورا حق لیتا۔ اور اگر دعویٰ صحیح نہ ہوتا اور گواہ بھی نہ ہوتے تو اسے تعزیر کی جاتی اور منادی کی جاتی کہ یہ اس شخص کی سزا ہے جو بادشاہ اور بادشاہت کو عیب لگانا چاہتا ہے۔

جب بادشاہ دعووں سے فارغ ہو جاتا تو تخت پر بیٹھ جاتا اور تاج پہن لیتا پھر اپنے مصاحبوں سے مخاطب ہو کر کہتا کہ میں نے انصاف اس لئے کیا ہے تاکہ آپ لوگ کسی پر ظلم نہ کریں تو جس کسی کا کوئی دشمن ہو وہ اس کو راضی کر لے۔

ظالم کا خدائی انتقام

اس دن شاہ قریب والوں کو دور کر دیتا اور اصحاب قوت و طاقت کو ضعیف کر

دیتا۔ شاہانِ ایران یزد جرد کے زمانے تک اسی روش پر رہے۔ یزدجرد نے قواعدِ سلطنت کو بدل دیا۔ مخلوق پر ظلم کیا اور فساد مچادیا۔ حتی کہ ایک دن ایک حسین گھوڑا آیا کہ لوگوں نے اس جیسا کبھی نہ دیکھا تھا۔ وہ گھوڑا قصر شاہی کے دروازے سے داخل ہوا تمام لشکریوں نے کوشش کی کہ اسے لگام دیں مگر کوئی لگام نہ دے سکا حتی کہ وہ یزدجرد کے قریب پہنچ گیا اور قصر شاہی کے برابر سکون کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ یزدجرد نے کہا اس گھوڑے کے پاس سے ہٹ جاؤ، کوئی پاس نہ جائے کیوں کہ یہ اللہ کی طرف سے مجھے خصوصی ہدیہ آیا ہے۔ وہ اٹھا اور آہستہ آہستہ اس کا منہ پونچھنے لگا۔ پھر پٹھے پر ہاتھ گزارا۔ گھوڑا خاموش کھڑا رہا۔ یزدجرد نے زین منگائی اپنے ہاتھ سے زین کسی اور تنگ باندھ دیا۔ پیچھے کو دُم میں حلقہ ڈالنے کے لئے جو گیا تو گھوڑے نے اس کے دل پر اس زور سے لات ماری کہ فوراً ہی مر گیا اور گھوڑا بھاگ گیا، کسی کو پتہ نہ چلا کہ کہاں سے آیا اور کہاں چلا گیا۔ لوگ کہنے لگے کہ یہ گھوڑا فرشتہ تھا اللہ نے اس کی ہلاکت کے لئے بھیجا تھا تاکہ اس کے ظلم وجور سے نجات دلائے۔

امام ابو یوسفؒ کا انصاف

قاضی ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میری مجلس میں یحییٰ بن خالد البرمکی آئے۔ ان کے ساتھ ایک مجوسی حریف تھا۔ مجوسی نے دعویٰ پیش کیا۔ میں نے گواہ طلب کیا تو کہا کہ کوئی گواہ نہیں ہے۔ لہٰذا میں نے یحییٰ سے حلف لیا اور اس کے حریف کو اس پر راضی کر لیا۔ میں نے یحییٰ اور مجوسی دونوں کے ساتھ برابر کا سلوک کیا اور میں کسی کی طرف جھکا نہیں نہ کسی سے دوستی کا اظہار کیا۔ اسلام کی عزت اور خدا کے خوف سے میں نے دونوں کے ساتھ برابر کا سلوک کیا۔

بادشاہ کو بڑے لوگوں کی قدر و منزلت کرنی چاہئے اور بڑوں کو چاہئے کہ وہ چھوٹوں پر ظلم نہ کریں۔ امرِ حق کی تعظیم کریں، حکم سلطان کو مانیں اور کسی حال میں بھی اس کی نافرمانی نہ کریں تاکہ اس آیت پر ان کا عمل ہو جائے۔

اطیعوا اللّٰہ و اطیعوا الرسول واولی الامر منکم.

اللہ، رسول ﷺ اور اولوالامر کی اطاعت کرو۔

اللہ جس کا مرتبہ اتنا بڑا کر دے کہ اس کی اطاعت کو اطاعتِ خدا اور رسول کے ساتھ ذکر کرے تو مخلوق پر واجب ہے کہ اس کی اطاعت کرے، اور اس سے ڈرے، سلطان کو اس نعمت کا شکر کرنا چاہئے، پروردگار کی اطاعت کرنی چاہئے۔ اس کے اوامر کی اطاعت کرنی چاہئے اور مظلوموں کے ساتھ رافت و عدل کا سلوک کرنا چاہئے۔ کہتے ہیں کہ مظلوم کی بد دعا سے ڈرو اور اس شخص کے ظلم سے ڈرو جو اپنے ظلم کا بدلہ سوائے آنسو بہانے کے کچھ نہیں لے سکتا۔ کیوں کہ مظلوم کی دعا کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی اس کی دعا مستجاب ہوتی ہے۔ خصوصاً دعائے سحری اور راتوں کی تاریکیوں میں اللہ کی طرف تضرع و زاری جیسا کہ شاعر کہتا ہے

فلا تعجلن بالجور مادمت قادرا
فآخره اثم و خوف عذاب
تنام وما المظلوم عنك بنائم
ودعوة لاتنثنى بحجاب

کیوں کہ اس کا انجام گناہ و عذاب ہے تو سوتا ہے، مظلوم نہیں سویا اس کی دعا کے لئے کوئی حجاب نہیں۔

حضور ﷺ کو چار کافروں کے مرنے کا افسوس ہوا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے مجھے چار کافروں کے مرنے کا بڑا افسوس ہے ایک نوشیروان کا نبابر اس کے عدل کے اور دوسرے حاتم طائی کا بنابر اس کی سخاوت کے، تیسرے امرؤ القیس کا بنابر اس کے شعر کے اور چوتھے ابو طالب کا بنابر اس کے حُسنِ سلوک کے۔

دوسرا باب

سیاست، وزارت و سیرتِ وزراء

سلطان کی قدر و منزلت وزیر کی وجہ سے بڑھتی ہے جبکہ وہ صالح، کافی اور عادل ہو کیوں کہ کوئی بھی بادشاہ بغیر وزیر کے حکومت کا کام نہیں چلا سکا۔ پھر یہ کہ جس کی رائے ایک ہو گی وہ بلاشبہ ٹھوکر کھا جائے گا۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ باوجودیکہ جلالت، قدر و عظمت مرتبہ و فصاحت عظمیٰ رکھتے تھے۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں مشورے کا حکم دیا اور فرمایا

وشاورھم فی الامر

ان سے معاملات میں مشورہ لو۔

حضرت موسیٰ کے بارے میں فرمایا ہے

واجعل لی وزیرا من اھلی ھارون اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری.

میرا مددگار ہارون کو بنا اس سے میری پشتی بانی کر میرے معاملہ میں اس کو شریک کر دے۔

جب انبیاء مشورے سے مستغنی نہیں ہو سکے اور وزرا اور مددگاروں کے محتاج ہوئے تو دوسرے لوگ بدرجہ اولیٰ محتاج ہوں گے۔

اردشیر بن بابک سے پوچھا گیا کہ کون لوگ مملکت کے لئے زیادہ مناسب ہیں؟ اس نے کہا وزیر عقال، متقی، امین صالح تدبیر والا تاکہ اپنے معاملات میں بادشاہ اس سے مدد لے سکے، اور مشورہ کر سکے۔

بادشاہ کا وزیر سے برتاؤ

بادشاہ کو چاہئے کہ وزیر کے ساتھ تین چیزوں کا برتاؤ کرے ایک تو یہ کہ جب کبھی اس سے غلطی سرزد ہو یا لغزش ہو جائے تو سزا دینے میں جلدی نہ کرے۔ دوسرے جب وہ مال دار ہو جائے اور اس کے سائے میں پروان چڑھ جائے تو اس کی دولت وثروت میں طمع نہ کرے۔ تیسرے جب وہ کوئی ضرورت پیش کرے تو اس کے پورا کرنے میں دیر نہ لگائے۔ اور تین چیزوں کو اس سے نہ روکے ایک یہ کہ جب وہ ملنا چاہے تو اسے منع نہ کرے۔ کسی مفسد کی بات اس کے بارے میں نہ سنے، اور کوئی راز اس سے نہ چھپائے کیونکہ وزیر صالح حافظِ اسرار ہوتا ہے۔ احوالِ مملکت کا مدبر، ولایات و خزائن کا تعمیر کنندہ، زینت مملکت اور شدتِ ہیبت و قدرت کا بانی ہوتا ہے۔ معاملات و جوابات کا استماع اسی کے ذریعہ ہوتا ہے۔ اسی کے ذریعہ مملکت کا سرور اور دشمنوں کا قلع وقمع ہوتا ہے۔ وہ سب سے زیادہ اس بات کا حق رکھتا ہے کہ اس کی بات سنی جائے اور قدر و منزلت کی جائے۔ لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اپنے وزیر کا اکرام کرے کیوں کہ وہ جب تجھے کسی غلط کام پر دیکھے گا تو تیری مخالفت کرے گا۔

وزیر کی ذمہ داریاں

وزیر کو چاہئے کہ معاملات میں بہتری کی طرف مائل ہو، شر سے بچے جب بادشاہ اچھے عقائد والا اور رعایا پر مشفق ہو تو وہ اس کا مددگار ہو بلکہ اسے اور زیادہ اس کی ترغیب دے اور جب بادشاہ غضب ناک و غیر سیاسی ہو تو وزیر کو چاہئے کہ اسے خوبصورتی کے ساتھ آہستہ آہستہ ہدایت کرے اور طریقہ محمود کی طرف راہبری کرے۔

یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہئے کہ دوامِ مملکت وزیر سے ہے اور دوامِ دنیا بادشاہ

سے ہے۔ نیز شاہ کو چاہئے کہ سوائے خیر کے کسی چیز کا اہتمام نہ کرے اور اس بات کو بالیقین جان لے کہ یہ سب سے پہلی چیز ہے جس کا سلطان محتاج ہے۔

بادشاہ کو چھ چیزوں کی ضرورت

بہرام گور سے پوچھا گیا کہ سلطان کو کن کن چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے کہ اس کی سلطنت مکمل ہو جائے اور خوشی سے حکومت کرے تو اس نے کہا کہ چھ چیزوں کی ضرورت ہے:

۱۔ وزیر صالح جس سے اپنے اسرار کہہ سکے، جو اس کے معاملات کی تدبیر کرے اور اس کے معاملات کی سیاست کرے۔

۲۔ عمدہ گھوڑا جو ضرورت کے وقت اسے بچا سکے۔

۳۔ کاٹنے والی تلوار اور مضبوط ہتھیار۔

۴۔ قیمتی مال جو اٹھانے میں ہلکا ہو اور قیمت میں بھاری ہو جیسے جواہرات اور یاقوت۔

۵۔ حسین بیوی جو اس کے دل کو بہلائے اور اس کی تکالیف کو دور کرے۔

۶۔ اچھا باورچی کہ جب کسی چیز کو پکائے تو اچھائی سے پکائے۔

اردشیر نے کہا ہے کہ بادشاہ کو چاہئے کہ چار چیزوں کا طالب ہو اور جب انہیں پائے تو حفاظت سے رکھے۔

بادشاہ چار چیزوں کی حفاظت کرے

۱۔ امانت دار وزیر ۲۔ عالم دبیر ۳۔ مہربان دربان ۴۔ ندیم ناصح

کیونکہ جب وزیر امین ہوگا تو بقائے مملکت و سلامتی کی طرف راہبری کرے گا۔ جب دبیر عالم ہوگا تو بادشاہ کی عقل و زرانت پر دلیل ہوگا۔ جب دربان مشفق ہوگا تو بادشاہ کو رعیت سے راضی رکھے گا اور اہلِ مملکت پر غضب ناک نہیں ہوگا اور جب ندیم صالح ہوگا تو نظام و صلاحِ امور کی طرف

رہبری کرے گا۔
نوشیروان کے دور کے ایک موبد نے کہا ہے کہ سلطنت کی حفاظت صرف ناصح و معاون دوستوں کے ساتھ ہی ہو سکتی ہے اور دوستوں کی بھلائی جب ہی نفع دے سکتی ہے جبکہ بادشاہ متقی ہو کیوں کہ پہلے جڑ کا عمدہ ہونا ضروری ہے تب ہی شاخیں اچھی ہو سکتی ہیں۔ سلطان کے متقی اور صادق و صحت مند ہونے کے یہ معنی ہیں کہ وہ تمام معاملات میں صحتِ قول و فعل کا خیال رکھے تاکہ اس کی درستی سے تمام خدام و حشم اور رعایا وغیرہ درست رہیں اور یہ کہ اللہ پر بھروسہ رکھے، اور یہ دیکھے کہ اس کی قوت، طاقت، قدرت، ظفر و فتح اور حصول مراد سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے اور اپنے نفس پر غرور نہ کرے، ——— اگر غرور کرے گا تو ہلاکت کا خطرہ ہے جیسا کہ اس حکایت سے ظاہر ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی۔حکایت

کہتے ہیں کہ سلیمان علیہ السلام سریرِ مملکت پر بیٹھے تھے۔ ہوا آپ کو فضا میں اڑا رہی تھی۔ سلیمان نے اپنی مملکت، اطاعت جن و انس اور اپنی ہیبت و سیاست پر نظر کی تو تخت ہلنے لگا اور قریب تھا کہ الٹ جائے۔ سلیمان نے تخت سے کہا کہ سیدھا رہ، تو تخت بولا تو سیدھا رہ تو میں بھی سیدھا ہوں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

إن الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بانفسهم
اللہ تعالیٰ اس وقت تک کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا
جب تک کہ وہ خود نہ بدل جائے۔

ابو عبیدہ نے اپنے امثال میں لکھا ہے :

من سلك منهج الجد امن العثاد
جو جدّ و متانت کی راہ پر چلا لغزش سے بچا۔

ضروری ہے کہ وزیر عالم و عاقل اور بوڑھا ہو کیوں کہ جوان اگرچہ کتنا ہی عقل مند کیوں نہ ہو تجربہ میں بوڑھے کے برابر نہیں ہوتا۔ لوگ بوڑھوں ہی سے اہم تجارب حاصل کرتے ہیں۔

وزیر کو پانچ چیزوں کی ضرورت ہے

وزیر سلطنت کی زینت ہے اور زینت کا صالح اور پاکیزہ ہونا ضروری ہے، وزیر کو پانچ چیزوں کی ضرورت ہے۔

۱۔ باطن کی اور سیرت کی درستی۔
۲۔ بیداری تاکہ جس معاملہ میں پڑے اس سے نکلنے کی سبیل کر سکے۔
۳۔ علم تاکہ حقیقی امور کو پہچان سکے۔
۴۔ شجاعت تاکہ خواہ مخواہ نہ ڈرے۔
۵۔ سچائی تاکہ غلط کام نہ کرے اور اخفائے اسرار۔

وزیر کی صفات

اردشیر بن بابک کہتا ہے کہ وزیر بُردبار، شجاع، متحمل مزاج، واسع الصدر، حسن المقال، ملیح الوجہ، حیادار، خاموشی کے مقام پر خاموش رہنے والا اور بولنے کے مقام پر بولنے والا، علاوہ بریں متقی، اچھے مذہب والا اور اچھے اعتقادات والا ہو تاکہ نفس کو پاکیزہ رکھ سکے، اور بُری باتوں کو دُور کر سکے نیز تجربہ کار ہو تاکہ معاملات کو بادشاہ کے لئے آسان کر دے۔ بیدار ہو تاکہ عواقبِ امور کو دیکھ سکے اور تصاریفِ زمانہ سے اُسے بچا سکے اور عیوبِ زمانہ سے بچ سکے۔

بھڑکانے والوں کی طرف توجہ نہ کرے

ہر ایسا وزیر جس کا بادشاہ اس سے دوستی رکھتا ہے اور مشفق ہے اس کے دشمن بہ نسبت دوستوں کے زیادہ ہوں گے لہذا بادشاہ کو چاہئے کہ وزیر کے بارے میں بھڑکانے والوں کی باتیں نہ سنے اور باتیں لگانے والوں کو موقعہ نہ دے۔

ضروری ہے کہ وزیر اچھے طور طریقے والا ہو حتیٰ کہ جب بادشاہ میں کوئی بُری عادت دیکھے تو اس کو اچھی عادت میں ڈھال دے سختی سے کام نہ لے کیوں کہ بادشاہ جب اس سے ناپسندیدہ بات اور مکروہ کلمہ سنے گا تو پھر اس سے بھی زیادہ بُرا کام کرے گا۔ دیکھئے جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف بھیجا تو فرمایا:

فقو لا له قو لاً لينا

اس سے نرم گفتگو کرنا۔

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اپنے دشمن سے نرم گفتگو کرنے کے لئے کہا تو اور لوگوں کو تو بدرجہ اُولیٰ نرم گفتار ہونا چاہئے۔ اگر بادشاہ سخت کلامی کرے تو وزیر کو چاہئے کہ کینہ نہ رکھے اور اس کے کلام پر صبر کرے کیونکہ بادشاہ کی قدرت وطاقت اس کی زبان کو دراز کر دیتی ہے لہذا جو چاہتا ہے کہہ دیتا ہے۔

جب کہ وزیر بادشاہ سے محبت کرنے والا، صحیح گفتار اور اچھے اعمال والا ہو تو اسے چاہئے کہ اس کو اپنا مددگار بنائے اور اس کو ان عادات پر قائم رہنے کی تاکید کرے مگر وزیر کو چاہئے کہ بادشاہ پر اپنے احسانات نہ جتائے اور منت نہ دھرے۔

بادشاہ پر احسان مت جتاؤ

عقل مندوں نے کہا ہے کہ جب تم کسی کے ساتھ احسان کرو اور اپنے احسانات کو جتاؤ تو ملامت سے زیادہ یہ احسان دھرنا بُرا ہے۔ وزیر اور تمام خواص کو معلوم ہونا چاہئے کہ وہ جو کچھ نیکی کی بات کرتے ہیں یہ بادشاہ کے اقبال کی بدولت ہے اور اس کے سائے کی برکت سے ہے۔ اس لئے منت و احسان دراصل اس کا ہے۔

حکومت میں بڑا فساد

سب سے بڑا فساد حکومت میں دو باتوں سے ہوتا ہے، ایک وزیر خائن سے اور دوسرے بادشاہ کی فاسد نیت سے۔

صلح کی جگہ جنگ نہ کرائے

نوشیرواں نے کہا ہے کہ سب سے بُرا وزیر وہ ہے جو سلطان کو ایسے مقام پر لڑائی پر لگادے جہاں کام صلح سے بن سکتا تھا کیونکہ جنگ ہر حال میں مال کو ختم کر دیتی ہے اور شریف جانیں اور پاکیزہ ارواح کو فنا کر دیتی ہے، نیز کہتا ہے کہ ہر وہ بادشاہ جس کا وزیر جاہل ہو تو اس کی مثال اس بادل کی طرح ہے جو آئے اور نہ برسے۔ ارسطو کی نصائح میں لکھا ہے کہ ہر وہ کام جو کسی دوسرے کے ہاتھوں بغیر جنگ کے طے ہو جائے وہ اس سے بہتر ہے کہ تم خود اپنے ہاتھ سے کرو۔

جنگ میں احتیاط کے طریقے

وزراء کو چاہئے کہ جب تک خط و کتابت سے کام بن سکے تو خط و کتابت کے ذریعے لڑیں۔ اگر معاملات حیلہ و تدبیر سے درست نہ ہوں تو عطیات و اکرام و انعام سے کام لیں اور اگر کوئی لشکر ہار جائے تو اسے معاف کر دیں اور ان کے قتل میں جلدی نہ کریں کیوں کہ زندوں کو مار ڈالنا آسان ہے مگر مردوں کو زندہ کرنا محال ہے۔

گرفتار سپاہی کو چھڑاؤ

آدمی چالیس سال میں کام کا ہوتا ہے اور سو آدمیوں میں ایک آدمی بادشاہ کی خدمت کے قابل ہوتا ہے اور اگر ایک سپاہی گرفتار ہو جائے تو وزیر پر لازم ہے کہ وہ اس کو چھڑائے اور فدیہ ادا کرے تاکہ لشکر اس کے حُسنِ سلوک کو دیکھے تو ان کے دل لڑائی کے موقع پر قوی ہو جائیں۔

وزیر کا لشکریوں سے حسن سلوک

وزیر کو چاہئے کہ لشکریوں کی تنخواہ کی حفاظت کرے اور بہادروں کو آلاتِ حرب سے مزین کرے۔ نرمی اور اچھائی کے ساتھ ان سے گفتگو کرے اور خوبی کے ساتھ جواب دے کیونکہ لشکریوں نے بہت سے وزراء کو قتل کر دیا ہے، سلطان کی سعادت سے ایک یہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ایک وزیر صالح اور ناصح مشیر عطا کر دے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

> جب اللہ کسی امیر کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے لئے ایک ناصح، صادق، اچھا وزیر مقرر کر دیتا ہے تاکہ اگر اس سے بھول ہو جائے تو وہ یاد دلائے اور اگر مدد چاہے تو مدد کرے۔

اللہ کا انتخاب

مؤلف کتاب کہتا ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہر وقت اور ہر دور میں اپنی قدرت کا اظہار کرتا رہتا ہے اور اپنے بندوں میں سے ایک جماعت کو چُن لیتا ہے، جیسے بادشاہ، وزراء اور علماء تاکہ ان کے ذریعے سے دنیا کو آباد رکھے۔

برامکہ اور سلجوقیوں کے احسانات

زمانے کے عجائبات سے برامکہ کا ایک قصہ بھی ہے جن کی مانند دنیا میں کوئی نہیں گزرا۔ نہ شرافت و عطا میں نہ سخاوت و احسان میں، ان کے ماتحت بڑے ممالک تھے، ان کے ختم ہو جانے کے بعد وزراء کے حالات بگڑ گئے اور خدمتِ ملوک کی وہ آب و تاب نہ رہی، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آلِ سلجوق کی برکات کو ظاہر کیا۔ انہیں وزراء کے درجے تک پہنچایا اور انہیں اتنا بلند کر دیا کہ دنیا کا کوئی عالم، فاضل، ادیب، مسافر، شریف و وضیع ایسا نہ رہا جو ان کے منت و احسانات کے تلے نہ ہو۔ کوئی ان کی بھلائی سے محروم نہ رہا۔ ہم نے

یہ باتیں اس لئے لکھ دی ہیں تا کہ ہماری کتاب کو پڑھنے والے دیکھیں کہ صالح اور غیر صالح میں کیا فرق ہے۔

دنیا کی زینت لوگوں سے ہے

بزرجمہر نے کہا ہے کہ بعض چیزوں کو بعض پر قیاس نہ کرنا چاہئے کیوں کہ لوگوں کا جوہر تمام جواہرات سے افضل ہے، دنیا کی زینت تو لوگوں ہی سے ہے۔

وزراء کی صفات

باری تعالیٰ کی طرف غلطی کی نسبت نہیں کی جا سکتی، وہ جسے چاہے صلاح عطاء فرماتا ہے اور ہر شخص کو اس کی قابلیت کے مطابق دیتا ہے۔ لہذا چاہئے کہ بادشاہ کے وزراء اور مدبرین دولت اچھے صفات کے مالک ہوں بزرگوں کی رِیت کو باقی رکھنے والے ہوں، اور رعیت سے بروقت ہی مال کا مطالبہ کریں جب ان کے ذمے ادائیگی لازم ہو جائے اور رعیت پر بقدر طاقت بوجھ لادیں اپنے شکار کرنے میں کُرکی ا؎ کے شکاری کی مانند ہوں۔ قاتلِ عصفور کی مانند نہ ہوں۔ اور وراثت کے مالوں کے لینے میں لالچ نہ کریں جب ان کے ورثاء موجود ہوں، کیوں کہ ایسے معاملات میں طمع منحوس، اور ناجائز ہے، وزراء کو چاہئے کہ رعیت کے قلوب کو اپنی جانب مائل رکھیں انعام و اکرام کرتے رہیں۔ اور یہ بھی دھیان میں رکھیں کہ ان کی رفعت و صلاح، صلاحِ رعیت کے ساتھ ہے تا کہ ان کا ذکرِ حسن رہتی دنیا تک رہے اور آخرت میں ثوابِ عظیم پائیں۔

ا؎ کُرکی کوّے کے برابر ایک پرندہ ہوتا ہے شکاری اس کو زندہ پکڑتے ہیں۔

تیسرا باب

میر منشیوں اور اُن کے آداب میں

قلم کی عظمت

علماء نے کہا ہے کہ کوئی چیز قلم سے افضل نہیں ہے کیوں کہ سلف وماضی کا اعادہ اسی سے ممکن ہے، قلم کی فضیلت و شرافت کے لئے یہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کی قسم کھائی ہے، فرماتے ہیں :

نٓ والقلم وما یسطرون

قسم ہے قلم کی اور جو کچھ اس سے لکھتے ہیں۔

اور فرمایا :

اِقرأ وربك الاكرم الذی علّم بالقلم علم الانسان مالم یعلم.

پڑھ اپنے رب کریم کے نام سے جس نے قلم کے ذریعے انسان کو نامعلوم چیزوں کا علم دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے :

اوّل ماخلق الله القلم فجریٰ بما هو كائن الى یوم القیامة.

سب سے پہلے اللہ نے قلم کو پیدا کیا تو جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب اس نے لکھ دیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مندرجہ ذیل آیت کی تفسیر میں جو حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں ہے، فرمایا ہے :

اجعلنی علی خزائن الارض انی حفیظ علیم.

مجھے زمین کے خزانوں پر مقرر کر دے میں حفاظت
کرنے والا صاحبِ علم ہوں۔

کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ میں دبیر و محاسب ہوں، اور فرمایا کہ قلم کلام کا ڈھالنے والا ہے۔

ابن المقر نے فرمایا ہے کہ قلم معدن ہے، عقل جوہر ہے، قلم سُنار ہے اور خط صنعت ہے۔ جالینوس نے کہا ہے قلم کلام کا طبیب ہے، بلیناس نے کہا ہے کہ قلم بڑا بھاری طلسم ہے اسکندر کا مقولہ ہے کہ دنیا دو چیزوں کے نیچے ہے، تلوار اور قلم، تلوار قلم کے نیچے ہے، قلم متعلین کا ادب ہے اور ان کا سازو سامان ہے اسی کے ذریعہ قریب وبعید والے انسان کی رائے پہچانی جاتی ہے، انسان خواہ کتنا ہی آزمودہ کار کیوں نہ ہو وہ جب تک کتابوں کا مطالعہ نہ کرے کامل العقل نہیں ہوتا۔ کیوں کہ انسان کی مدت عمر معلوم ہے اور یہ بات بھی معلوم ہے کہ وہ اس مدت معینہ اور عمر قلیل میں کتنے کچھ تجربات کر سکتا ہے، اور یہ بھی معلوم ہے کہ وہ دل سے کتنی باتوں کو یاد رکھ سکتا ہے۔ بس سیف (تلوار) و قلم ہی تمام چیزوں کے حاکم ہیں اگر سیف و قلم نہ ہوتے تو دنیا قائم نہ رہتی۔

دبیروں کے علوم

دبیروں کو چاہئے کہ حدودِ کتابت کو اچھی طرح سمجھیں تاکہ اکابر کی خدمت کر سکیں، حکماء اور پرانے بادشاہوں نے کہا ہے دبیر کو دس باتوں کا علم ہونا چاہئے:

۱۔ زمین کے نیچے پانی کی قربت و بُعد کا علم

۲۔ فتوے کے نکالنے کا طریقہ

۳۔ دن رات کی کمی و زیادتی کا علم اور سیر شمس و قمر و نجوم کا علم

۴۔ اجتماع واستقبال کی معرفت
۵۔ انگلیوں سے حساب لگانے کا طریقہ
۶۔ ہندسہ و تقویم
۷۔ دنوں کا اچھا یا بُرا ہونا اور مزارعین کے لئے مصالح کا علم
۸۔ طب وادویہ کا علم
۹۔ جنوبی اور شمالی ہواؤں کا علم
۱۰۔ شعر و قوافی کا علم

دبیروں کی صفات

باوجود ان تمام علوم کے اسے ہنس مکھ، ظریف الطبع، قلم بنانے کا ماہر قط وخط وغیرہ کا بخوبی علم ہونا چاہئے اور یہ کہ معنی مرادی کے لکھنے پر قادر ہو۔

دبیر کو چاہئے کہ اپنے آپ کو قلم کی بے راہروی سے بچائے اور یہ جانے کہ کس حرف کو دراز لکھنا چاہئے اور کس کو مجتمع و متصل صورت میں لکھنا چاہئے، خط واضح ہو اور ہر حرف کو اس کا پورا پورا حق دے۔ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک کاتب تھا اس نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو ایک چٹھی لکھی مگر بسم اللہ کے سین کو واضح نہیں کیا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے بلایا اور کہا پہلے بسم اللہ کے سین کو واضح کر پھر آگے لکھنا۔

سب سے پہلی چیز جس کا کاتب کو علم ہونا چاہئے قلم کا تراشنا ہے کیوں کہ آدمی اچھے خط والا ہو اور قلم کی تراش سے خوب واقف ہو تو خط بہر صورت اچھا ہوتا ہے۔

وزیروں نے فضیلت کا اعتراف کر لیا۔ حکایت

ایک شہنشاہ کے دس وزیر تھے۔ ان میں صاحب اسماعیل بن عباد بھی تھے۔ ایک دن تمام وزراء نے اس کو نیچا دکھانے پر اتفاق کر لیا انہوں نے کہا کہ صاحب قلم کو اچھی طرح نہیں تراش سکتا۔ شہنشاہ کو معلوم ہوا تو اس نے سب کو جمع کیا، صاحب نے کہا وہ کونسی خوبی کی بات ہے جو تم میں ہے اور مجھ میں نہیں ہے کہ تم نے اس امر کی جرأت کی کہ شہنشاہ کے سامنے میری تنقیص کی، میرے باپ نے مجھے وزارت کی تعلیم دی تھی، تجارت کی نہیں میری سب سے کم ترین خوبی قلم کو تراشنا ہے کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے کہ پوری چٹھی ٹوٹے ہوئے قلم سے لکھ سکے، تو تمام لوگ اس سے عاجز رہے، تو شہنشاہ نے کہا اچھا تو لکھ کر دکھا۔ صاحب نے قلم لیا اور اُس کی نوک توڑ دی اور پوری چٹھی اس سے لکھ دی، تو تمام لوگوں نے اس کی فضیلت کا اقرار کیا اور اس کے علم و فضل کو مان لیا۔

قلم کیسا ہو

سب سے بہتر قلم وہ ہے جو سیدھا ہو اور زرد رنگ کا ہو، اور درمیان سے پتلا ہو وہ قلم جو داہنی جانب سے ذرا ٹیڑھا ہو، خطِ عربی فارسی عبرانی کے لئے موزوں ہوتا ہے اور دوسری زبان کے لئے بائیں طرف سے ذرا ٹیڑھا قلم اچھا ہوتا ہے۔

بہترین قلم...... وہ ہے جس کی توصیف یحییٰ بن جعفر برمکی نے اپنی اس چٹھی میں کی ہے جو اس نے یحییٰ بن لیث کو لکھی تھی، کہ قلم وہ ہے جو نہ موٹا ہو نہ باریک اور درمیان سے پتلا ہو۔

ضروری ہے کہ وہ چاقو جس سے قلم بنایا جاتا ہے تیز ہو اور قلم کی نوک کی

ساخت کُرکی[۱] کی چونچ کی طرح ہو۔ داہنی جانب سے ذرا ٹیڑھا ہو جس چیز پر قط رکھتے ہیں وہ خوب سخت ہونی چاہئے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ فارسی نقوش خفیف الوزن ہوں اور کاغذ چکنا اور برابر ہو اور نقوش اچھے بنائے جائیں۔ ہر وہ لفظ جو تین حرفوں سے بنے اسے دراز لکھنا چاہئے مگر جو اس سے کم حرفوں والا ہو اسے دراز نہ کرے کیوں کہ اس سے خط بُرا لگتا ہے اور حروف کی صورتیں ایک دوسرے کے مناسب ہوں، مگر اس بات پر عقلمند دانا ہی قادر ہو سکتا ہے یا وہ شخص جس کی انگلیاں اس کی عادی ہوں۔

آداب کتابت

عبداللہ بن رافع رضی اللہ عنہ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کے دبیر (محرر) تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن لکھ رہا تھا آپ نے فرمایا دوات میں صوف ڈالو اور قلم کے دہانے کو دراز بناؤ سطور میں فاصلہ دو اور حروف کو مجتمع لکھو۔

عبداللہ بن جبلہ بڑا اچھا کاتب تھا۔ اس نے اپنے غلاموں سے کہا تمہارے قلم بحری ہونے چاہئیں۔ اگر بحری نہ ہوں تو زرد رنگ کے ہوں اور قلموں کی گرہوں کو کاٹ دو، تاکہ امور گنجلک نہ ہو جائیں۔ بغیر مہر لگائے کسی چٹھی کو نہ بھیجنا چاہئے کیوں کہ چٹھی کی عزت مہر سے ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں فرمایا:

انّی القی الیّ کتاب کریم

میرے پاس ایک معزز چٹھی آئی ہے۔

یعنی مہر شدہ، حضور ﷺ نے فرمایا عجم کی طرف ایک چٹھی روانہ کی جائے

---

[۱] ایک پرندہ جو پانی کے قریب رہتا ہے اور کوے سے بڑا ہوتا ہے۔

اور فرمایا کہ اہل عجم بغیر مہر کے چٹھی کو قابلِ اعتبار نہیں سمجھتے تو اپنی مہر اس پر لگادی آپ کی مہر پر تین سطریں تھیں لکھا تھا، محمد رسول اللہ۔

صہر بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب نجاشی کو چٹھی لکھی تو اسے زمین پر ڈال دیا۔ پھر بھیجا۔ لہذا ضروری ہے کہ وہ مسلمان ہو گیا ہو گا۔ مگر جب ۱؎ انوشیروان کو چٹھی لکھی تو اسے زمین پر نہیں ڈالا ضروری ہے کہ وہ مسلمان نہ ہوا ہو گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ چٹھی پر مٹی ڈال دیا کرو اس سے تمہاری ضروریات پوری ہوں گی، اور فرمایا چٹھی کو خاک آلود کر دیا کرو، کیوں کہ مٹی مبارک چیز ہے۔

جب چٹھی لکھ چکیں تو چاہئے کہ اسے پڑھ لیں۔ اگر غلطی رہ گئی ہو تو درست کر دیں۔ دبیر (محرر) کو چاہئے کہ کلام مختصر ہو اور معنی طویل ہوں، اور تکرار سے بچے اور بھاری بھر کم الفاظ سے بھی بچے۔

کتابت کے سلسلہ میں باتیں تو بہت سی ہیں اگر ہم سب کا ذکر کریں گے تو کتاب طویل ہو جائے گی۔ لہذا اس پر اکتفاء کرتے ہیں کیونکہ کہتے ہیں کہ بہتر کلام وہ ہے جو قلیل ہو اور پُر از معانی ہو، اور عظیم القدر ہو، مگر طول کر دینے والا نہ ہو۔

۱؎ علامہ غزالی سے غلطی ہوئی آپ ﷺ نے چٹھی خسرو پرویز کو لکھی تھی۔

چوتھا باب

بادشاہوں کی بلند ہمتی کے بارے میں

امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ میں کوشش کرتا ہوں کہ پست ہمت نہ بنوں، کیوں کہ میں نے پست ہمتی سے زیادہ اور کوئی چیز انسان کے قدموں کو پیچھے ہٹا دینے والی نہیں دیکھی۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ آدمی وہاں ہوتا ہے، جہاں وہ اپنے آپ کو رکھتا ہے، مراد یہ ہے کہ اگر اپنی عزت کرے گا، تو بلند مرتبہ پائے گا۔ اگر اپنے آپ کو ذلیل کرے گا تو ذلیل ہوگا اور پست مرتبہ ہوگا۔

ہمت کا مطلب یہ ہے کہ اپنے نفس کو بلند رکھے کیونکہ دلی غیرت اکابر کی ہمتوں کی بنا پر ہی ہوتی ہے، وہ اپنی قدر و منزلت پہچانتے ہیں۔ لہذا اپنی عزت کوتے ہیں۔ کوئی کسی کی عزت نہیں کرتا جب تک کہ وہ خود اپنی عزت نہ کرے اپنی عزت کا مطلب یہ ہے کہ ذلیلوں کیساتھ اختلاط نہ رکھے، اور کوئی ایسا کام نہ کرے جو اس کے لئے موزوں نہ ہو اور کوئی عیب دار بات نہ کہے۔

کامل ہمت و غیرت بادشاہوں میں ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نے ان میں یہ فضیلت رکھ دی ہے تاکہ ان سے وزراء، و ندماء وغیرہ ہمت کرنا سیکھیں جیسا کہ اس حکایت میں ہے۔

حکایت

ابو الدوانیق نے ایک شخص کے لئے پانچ سو درہم کا حکم دیا تو احمد بن الخصیب نے کہا کہ بادشاہ کے لئے موزوں نہیں ہے کہ دو ہزار سے کم دے۔

ایک دن ہارون الرشید سوار ہوا تو اس کے ایک لشکری کا گھوڑا گر پڑا۔ اس نے حکم دیا کہ اسے پانچ سو درہم دیئے جائیں تو یحییٰ نے اپنی آنکھ سے اشارہ کیا اور کہا 'غلطی ہے' جب اترے تو ہارون نے پوچھا کہ میں نے کیا غلطی کی تھی کہ تو نے آنکھ سے اشارہ کیا تھا؟ اس نے کہا یہ بات اچھی نہیں ہے کہ بادشاہ ہزار سے کم کسی کو دے تو اس نے کہا کہ اگر کوئی ایسی بات ہو جس میں پانچ سو سے زیادہ دینا مناسب ہی نہ ہو جیسا کہ یہ قصہ ہوا تھا' تو اس نے کہا تو پھر گھوڑا بخش دینا چاہئے تھا جیسا کہ رسم ہے۔ اس طرح آپ کی ہمت حقیر چیز سے بچ جائے گی۔ مامون نے اپنے بیٹے کو ولایت عہد سے اس لئے علیحدہ کر دیا تھا کہ ہارون الرشید عباس کے حجرہ کے سامنے سے گزرا تو اسے کہتے سنا کہ غلام سے کہہ رہا ہے، اے غلام میں نے باب الریحانہ پر بڑی اچھی سبزی دیکھی ہے نصف درہم لے جا اور وہاں سے تھوڑی سی سبزی لے آ۔ مامون نے پکار کر کہا کہ آج مجھے معلوم ہوا ہے کہ درہم کا آدھا بھی ہوتا ہے۔ جا تُو ولی عہد بننے کے قابل نہیں ہے اور تدبیر مملکت نہیں کر سکتا تجھ سے فلاح و بہبود کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

حکمت

اتنا عطیہ دو کہ وہ محتاج نہ رہے

اردشیر نے اپنے بیٹے کے نصیحت نامے میں لکھا ہے کہ جب تو اپنی اولاد میں سے کسی کو کچھ دینا چاہے تو کوشش کر کہ تیرا عطیہ کسی ولایت کی آمدنی یا گاؤں کی آمدنی یا کسی شہر کی قیمت سے کم نہ ہو تاکہ جسے تو دے رہا ہے وہ مستغنی ہو جائے اور اس کی تمام ضروریات پوری ہو جائیں۔ وہ اور اس کی اولاد مرتے دم تک آرام سے گزار سکیں اور کسی طرح تجارت کی طرف

رغبت نہ کرنا کیوں کہ یہ دنائتِ ہمت ملوک پر دال ہے۔

حکمت

اگر ہم تجارت کرنے لگیں تو سلطنت کون سنبھالے

کہتے ہیں کہ ہرمز بن شاہ پور کا ایک وزیر تھا اس نے ایک چٹھی لکھی جس میں لکھا تھا کہ سمندری جانب سے کچھ تاجر موتی، یاقوت اور جواہر نفیسہ لے کر آئے ہیں۔ میں نے ان سے رسم خزانہ کے طور پر ہزار دینار لئے ہیں۔ اب فلاں تاجر حاضر ہوا ہے وہ ان جواہرات کا بہت منافع دیتا ہے۔ اگر بادشاہ سلامت چاہتے ہیں تو تحریر فرمائیں کہ کیا رائے ہے۔ ہرمز نے جواب میں لکھا، لاکھ دو لاکھ کی ہماری نظروں میں کوئی قیمت نہیں ہے نہ ہمیں ان میں رغبت ہے۔ اگر ہم تجارت کرنے لگیں تو امارت اور سلطنت کا کون خیال رکھے گا۔ اے جاہل غور کر اور آئندہ ایسی بات نہ لکھ۔ ہمارے مال میں ایک بھی درہم یا ایک حبہ بھی تجارت کے منافع کا شامل نہ کرنا کیوں کہ اس سے بادشاہ کی قیمت گر جاتی ہے اور اس کے نام نیک کو بٹہ لگتا ہے، اس کے اصول ورسوم کو زک پہنچتی ہے اور نام نیک کو اس کی زندگی میں اور وفات کے بعد بھی دھبہ لگتا ہے۔

مقربین کی علو ہمت کی حکایت

کہتے ہیں کہ امیر عمارہ بن حمزہ ایک دن خلیفہ منصور کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس دن وہ مظالم پر غور کر رہا تھا کہ ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا میں مظلوم ہوں، اس نے دریافت کیا تجھ پر کس نے ظلم کیا ہے؟ اس نے کہا عمارہ بن حمزہ نے میری زمین غصب کر لی ہے اور میری ملکیت چھین لی ہے۔ منصور نے اس سے کہا کہ کھڑا ہو جا اور مدعی کے برابر جا کھڑا ہو۔ عمارہ نے کہا اے

امیر المومنین اگر زمینیں اس کی ہیں تو میں کچھ جھگڑا نہیں کرتا اور اگر میری ہیں تو میں نے اسے دے ڈالیں۔ مجھے فیصلہ کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اس مرتبہ کو جو امیر المومنین کے ہاں مجھے حاصل ہے زمینوں کے عوض میں نہیں بیچتا۔ حاضرین نے اس کی علوِ ہمت، شرافت، اور مروت پر تعجب کیا۔

ہمت اور نہمت قریب قریب ہیں۔ ہر انسان کا ان دونوں سے کچھ نہ کچھ حصہ ہے ایک تو سخاوت و مہمان نوازی سے پیدا ہوتی ہے ایک علم سے ایک عبادت و قناعت، زہد، ترک طلب دنیا اور طلبِ عقبیٰ سے حاصل ہوتی ہے اور دوسری طلبِ زیادت سے۔

وہ ہمت جو سخاوت وبذل اموال سے حاصل ہوتی ہے وہ ایسی ہونی چاہئے جیسا کہ اس حکایت سے ظاہر ہے۔

یحییٰ بن خالد برمکی کی سخاوت و مہمانداری- حکایت

کہتے ہیں کہ یحییٰ بن خالد ایک دن دار الخلافہ سے نکلا۔ گھوڑے پر سوار گھر کی طرف جا رہا تھا اس نے گھر کے دروازے پر ایک شخص کو دیکھا جب قریب گیا تو وہ کھڑا ہو گیا سلام کیا اور کہا اے ابو جعفر میں اس چیز کا محتاج ہوں جو تیرے ہاتھوں میں ہے۔ میں نے اللہ کو وسیلہ بنایا ہے۔ یحییٰ نے حکم دیا کہ اسے اس کے گھر سے ایک کمرہ علیحدہ دے دیا جائے اور ہر دن اسے ہزار درہم دیئے جائیں اور ہر روز خاصہ دیا جائے۔ وہ پورے ایک ماہ تک وہاں رہا جب مہینہ ختم ہو گیا تو اس کے پاس تیس ہزار درہم پہنچ چکے تھے۔ اس شخص نے وہ درہم لئے اور واپس چلا گیا۔ یحییٰ سے اس کے بارے میں کہا گیا تو اس نے کہا بخدا اگر وہ تمام عمر رہتا، تو میں یہ صلہ روکنے والا نہیں تھا نہ مہمانی کو اس سے منقطع کرتا۔

بلند ہمتی کی ایک اور حکایت

کہتے ہیں جعفر بن موسیٰ الحادی کی ایک لونڈی تھی، اس کا نام بدر الکبریٰ تھا۔ اس سے زیادہ حسین اس کے زمانے میں اور کوئی عورت نہ تھی۔ نہ گانے بجانے میں اس سے زیادہ کوئی ماہر تھی وہ بڑی باکمال تھی اور بڑی حسین تھی۔ محمد بن زبیدہ الامین نے یہ خبر سنی تو اس سے درخواست کی کہ میرے ہاتھ اسے فروخت کر دے۔ جعفر نے کہا مجھ جیسے شخص کے لئے باندیوں کا بیچنا جائز نہیں۔ نہ باندیوں کے بارے میں مول بھاؤ کرنا مناسب ہے۔ اگر وہ میرے گھر کی زینت نہ ہوتی تو ضرور بھیج دیتا اور ہرگز بخل نہ کرتا۔ پھر چند دنوں کے بعد محمد بن زبیدہ اس کے گھر آیا تو اس نے مجلسِ شراب مرتب کی اور بدر سے کہا کہ گائے اور اسے خوش کر دے۔ محمد الامین شراب و طرب میں منہمک ہو گیا اور اس نے جعفر کو خوب پلائی حتی کہ وہ مدہوش ہو گیا تو محمد الامین باندی کو لے کر چلتا بنا۔ مگر جعفر نے بنابر اپنی شرافت و کرم کے اس کی طرف ہاتھ دراز نہ کیا۔ پھر اگلے دن محمد الامین نے جعفر کو بلایا جب وہ آیا تو شراب پیش کی۔ اور لونڈی کو کہا کہ پردے کے پیچھے سے گائے۔ جعفر نے اس کا گانا سنا تو شرافتِ نفس کی وجہ سے کچھ نہ بولا اور ہم کلامی میں کسی قسم کا تکدر ظاہر نہ کیا۔ پھر محمد الامین نے حکم دیا کہ جس کشتی میں جعفر بیٹھ کر آیا ہے اسے درہموں سے بھر دیا جائے۔ تو کوئی بیس لاکھ تھیلیاں ہوئی تھیں جن میں دو کروڑ درہم تھے۔ حتی کہ ملاح چلائے کہ اب کشتی زیادہ بوجھ نہیں اٹھا سکتی۔ محمد الامین نے کہا کہ یہ درہم اور وہ باندی جعفر کے گھر بھیج دی جائے۔ یہ تھی اکابر کی بلند ہمتی۔

بعض حکماء سے سوال کیا گیا کہ کون بلند مرتبہ ہے ؟ تو کہا جو سب سے بلند ہمت اور زیادہ با علم ہو، زیادہ فہیم ہو اور پاکیزہ حالات والا ہو پھر اس سے پوچھا

گیا کہ بد نصیبی اور تنگی کو کس کے ذریعہ دُور کیا جائے ؟ تو کہا بادشاہوں، اکابر، بلند ہمت انسانوں اور شریف نفوس کے ذریعے، جیسا کہ کہا گیا ہے، ”سمندر کا پڑوسی بن یا بادشاہ کا“۔

ایک اور حکایت

سعد بن سالم الباہلی نے بیان کیا کہ ہارون الرشید کے دور میں میری حالت پتلی ہو گئی تھی، قرض اتنا ہو گیا تھا کہ ادا نہ کر سکتا تھا۔ میں بڑا متفکر رہنے لگا تو عبداللہ بن مالک الخزاعی کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ اپنی رائے سے میری امداد کر اور کشادگی کی راہ دکھا۔ عبداللہ نے کہا کہ کوئی بھی تجھے تیری تکالیف سے نہیں چھڑا سکتا۔ ہاں برامکہ نجات دلا سکتے ہیں۔ میں نے کہا کہ ان کے تکبر کو کون برداشت کرے گا؟ اس نے کہا کہ اپنی مصلحت کے لئے برداشت کر، تو میں جعفر بن یحییٰ بن خالد کے پاس گیا اور اپنا قصہ بیان کیا۔ ان دونوں نے کہا ”خدا مدد کرے گا“۔ تو میں شکستہ دل عبداللہ بن مالک کے پاس آیا۔ تفکرات گھیرے ہوئے تھے دل ٹوٹا ہوا تھا۔ میں نے جو کچھ ان دونوں سے کہا اس سے بیان کر دیا۔ اس نے کہا آج تُو میرے پاس رہ تاکہ دیکھیں کہ اللہ کیا کرتا ہے۔ میں اس کے پاس ایک گھنٹہ بیٹھا رہا کہ اچانک میرا غلام آیا اور کہنے لگا کہ ہمارے دروازے پر بہت سے خچر آئے ہیں جن پر سامان لدا ہوا ہے اور ان کے ساتھ ایک شخص ہے جو یہ کہتا ہے کہ میں فضل کا وکیل ہوں، عبداللہ نے کہا مجھے امید ہے کہ کشائش آگئی ہے۔ جا اور دیکھ کہ کیا بات ہے۔ میں اٹھا اور دوڑا گیا میں نے دیکھا کہ دروازے پر ایک شخص رقعہ لئے کھڑا ہے جس میں لکھا ہے جب تُو ہمارے پاس سے لوٹا ہے تو میں خلیفہ کے پاس گیا اور حال بیان کیا تو اس نے حکم دیا کہ میں بیت المال سے تیرے لئے دس لاکھ درہم لے جاؤں۔ میں نے کہا کہ یہ درہم تو وہ قرض

خواہوں کو دے دے گا تو خرچ کہاں سے کرے گا؟ تو اس نے آٹھ لاکھ درہم کا اور حکم دیا اور اپنی جیبِ خاص سے میں نے دس لاکھ دیئے ہیں اب اپنے حالات درست کرلے۔

نوشیروان کی بلند ہمتی کی حکایت

کہتے ہیں کہ نوشیروان کا ایک ندیم تھا مجلس شراب میں ایک جامِ زریں موتی وجواہراتِ نفیسہ سے مزین تھا۔ ندیم نے چُرالیا۔ نوشیروان نے دیکھ لیا کہ وہ چُرا رہا ہے۔ شراب والا آیا اور جام طلب کیا تو نہ پایا تو اس نے پکار کر کہا اے اہل مجلس ہمارا مُرصع جام ضائع ہو گیا ہے بغیر جام واپس کئے نہ جانا، نوشیروان نے کہا جانے دو۔ جس نے جام چُرایا ہے وہ واپس نہیں دے گا اور جس نے دیکھا ہے وہ بتائے گا نہیں۔

تو جہاں کہیں سخاوت وعلوِ ہمت ہو گی وہاں راحت و خیریت رہے گی، مگر جو احسان و امتنان کا انکار کرے وہ بے اصل ہے اور جو بے اصل ہے وہ کبھی اپنے تفکرات کو دُور نہیں کر سکے گا۔

حکایت

کہتے ہیں کہ ہارون الرشید نے ان دنوں جبکہ وہ برامکہ سے ناراض ہو گیا تھا صالح کو بلایا اور کہا اے صالح! منصور بن زیاد کے پاس جا اور کہہ کہ ہمارے تجھ پر دو کروڑ درہم ہیں۔ ہم ابھی چاہتے ہیں، اگر وہ مغرب تک نہ دے تو اس کا سر اتار لینا۔ مگر دیکھ اس کے بارے میں مجھ سے گفت و شنید نہ کرنا، بس اس کا سر میرے پاس لے آنا۔ صالح کہتا ہے کہ میں منصور کے پاس گیا۔ اور رشید کا پیغام پہنچایا۔ اس نے کہا میں ہلاک ہو گیا اور قسم کھائی کہ میرا تو تمام سامان بھی اتنے کا نہیں ہے۔ تو اتنا روپیہ کہاں سے لاؤں۔ صالح نے کہا

کہ کوئی حیلہ کر کیوں کہ میں کچھ مہلت نہیں دے سکتا اور نہ معاف کر سکتا ہوں تو اس نے کہا اچھا مجھے گھر لے چل تا کہ اپنی اولاد اور اہل کو الوداع کہہ دوں، اور عزیز و اقارت کو کچھ وصیت کر دوں۔

منصور گھر والوں کو الوداع کہنے لگا تو سب رونے چلانے لگے، صالح نے کہا شاید برامکہ کے ہاتھوں تیری خلاصی ہو جائے۔ چل وہاں چل، تو وہ رونے لگا، حتیٰ کہ ہم یحییٰ بن خالد برمکی کے پاس آئے۔ میں نے قصہ بیان کیا تو وہ بڑا غمگین ہوا۔ سر جھکایا اور دیر تک خاموش رہا۔ پھر سر اٹھایا اور خزانچی کو بلایا، اور اس سے پوچھا کہ ہمارے خزانے میں کتنا روپیہ ہے اس نے کہا کہ کوئی دس لاکھ درہم ہیں اس نے کہا لے آؤ۔ اور اپنے لڑکے فضل کی طرف قاصد بھیجا اور کہا کہ اس سے کہنا کہ کچھ زمینیں خریدنی ہیں جو کچھ روپیہ ہو بھیج دے تو اس نے بیس لاکھ بھیج دیا پھر ایک قاصد جعفر کی طرف بھیج دیا اور کہا اس سے کہنا کہ ایک کام آپڑا ہے روپیہ کی ضرورت ہے تو جعفر نے بیس لاکھ درہم بھیجے۔ منصور نے کہا حضور میں نے آپ کا دامن تھاما ہے۔ مجھے آپ کے سوا کوئی نہیں چھوڑا سکتا۔ بقیہ قرضہ کیسے پورا ہو گا۔

یحییٰ نے سر جھکا لیا اور رونے لگا۔ پھر کہا ارے غلام امیر المومنین ہارون الرشید نے ہماری باندی دنانیر کو ایک بڑا قیمتی گوہر عطا کیا تھا۔ اس کے پاس جا اور کہہ کہ وہ گوہر دے دے، غلام گیا اور لے آیا۔ یحییٰ نے کہا، صالح نے اسے امیر المومنین کے لئے تاجروں سے دو لاکھ درہم میں خریدا تھا۔ اور امیر المومنین نے ستار بجانے والی دنانیر باندی کو دے دیا تھا۔ وہ اس کی قیمت جانتے ہیں۔ اب مال پورا ہو چکا، امیر المومنین سے کہنا اب ہمیں منصور کو بخش دیجئے صالح کہتا ہے کہ میں مال اور گوہر خلیفہ کے پاس لے گیا۔ ہم ابھی راستہ ہی میں تھے کہ میں نے منصور کو اپنے حسبِ حال یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا تو مجھے اس کی خباثتِ و دنایت پر سخت تعجب ہوا۔

فما استوهبتني متمسكاً بي
ولكن خفت من الم النبال
تو نے مجھے کوئی محبت کی بنا پر نہیں دیا بلکہ میرے
تیروں کے خوف سے ڈرا۔

صالح نے کہا مین نے اسے بڑی ملامت کی اور کہا سر زمین پر برامکہ سے زیادہ کوئی شریف نہیں اور تجھ سے زیادہ کوئی شریر نہیں، انھوں نے تجھے خریدا۔ اور شر سے بچایا، احسان کیا اور تو نے نہ ہی شکریہ ادا کیا نہ حمد کی، تو نے شریفوں کا سا کام نہیں کیا۔ اور بکا جو کچھ بکا پھر میں اسے ہارون الرشید کے پاس لے گیا۔ اور قصہ بیان کیا اور منصور کی دنائت کے بارے میں کچھ نہ کہا کہ کہیں رشید اسے مار نہ ڈالے۔ تو ہارون نے بڑا تعجب کیا۔ اور گوہر کے واپس لے جانے کا حکم دیا۔ اور کہا جو چیز ہم دے چکے اس کا لینا ہمارے لئے جائز نہیں ہے، میں نے وہ گوہر یحییٰ کو واپس دے دیا۔ اور قصہ بیان کیا اور منصور کی دنایت کا بھی بیان کیا تو یحییٰ نے کہا جب انسان مفلس، تنگ دل و متفکر ہوتا ہے تو جو کچھ کہتا ہے ضمیر کی آواز نہیں ہوتی۔ اور جب منصور کی طرف سے معذرت و صفائی کرنے لگا تو صالح کہتا ہے کہ میں رونے لگا۔ اور میں نے کہا آسمان تجھ جیسا انسان پیدا نہیں کر سکے گا۔ افسوس ہے کہ تجھ جیسا انسان جس کے یہ اخلاق ہوں کیسے زمین کے اندر سلا دیا جائے گا۔

فضل واحسان کی عجیب حکایت

کہتے ہیں کہ یحییٰ بن خالد البرمکی اور عبداللہ بن مالک الخزاعی کے درمیان پوشیدہ عداوت تھی، جسے وہ ظاہر نہیں کرتے تھے۔ وجہ یہ تھی کہ ہارون الرشید عبداللہ بن مالک کو بہت زیادہ پسند کرتا تھا حتیٰ کہ یحییٰ بن خالد اور اس کے لڑکے کہا کرتے تھے کہ عبداللہ امیر المومنین پر جادو کرتا ہے۔ ایک

زمانہ گزر گیا۔ اور کینہ دونوں کے دلوں میں نمو پاتا رہا۔ پھر ہارون الرشید نے عبداللہ کو آرمینیہ کا گورنر بنا کر ادھر بھیج دیا، ایک عراقی جو بڑا ادیب، ذکی وذہین تھا۔ تنگ دست ہو گیا اور سب کچھ سرمایہ کھو بیٹھا۔ تو اس نے یحییٰ بن خالد کی طرف سے عبداللہ بن مالک کے نام ایک جعلی چٹھی بنائی اور آرمینیہ کی طرف روانہ ہوا۔ جب وہاں پہنچا تو عبداللہ کے دروازے پر گیا۔ اور چٹھی اس کے دربان کو دے دی۔ دربان نے چٹھی لے لی اور عبداللہ بن مالک کو دے دی۔ اس نے چٹھی کو چاک کیا، پڑھا اور سمجھ گیا کہ چٹھی جعلی ہے۔ اس شخص کو بلایا وہ آیا تو اس سے کہا کہ آپ نے سفر کی تکلیف اٹھائی اور میرے پاس جھوٹی چٹھی لائے۔ مگر اطمینان رکھئے ہم آپ کو محروم نہیں کریں گے۔ اس شخص نے کہا اللہ آپ کی عمر دراز کرے، اگر میرا آپ تک پہنچنا آپ کو ناگوار گزرا ہے تو میں چلا جاتا ہوں۔ خدا کی زمین وسیع ہے۔ اور رزق وسیع۔ مگر میں یہ ضرور کہوں گا کہ میری چھٹی جعلی نہیں ہے۔ عبداللہ نے کہا۔ اچھا دونوں میں سے ایک بات میرے ساتھ طے کر لے ایک تو یہ کہ بغداد میں جو میرا وکیل ہے میں اسے چٹھی لکھتا ہوں کہ وہ اس چٹھی کے بارے میں دریافت کرے جو تو لایا ہے اگر یہ چٹھی درست ہو گی تو میں تجھے کسی جگہ کا گورنر بنا دوں گا۔ اور اگر عطیہ چاہے گا تو ایک لاکھ درہم، ایک کوتل گھوڑا۔ اور خلعت وانعام دوں گا۔ دوسرے یہ کہ اگر چٹھی جعلی ہو تو میں تیرے دو سو قمچیاں لگواؤں گا اور تیری داڑھی منڈوا دوں گا۔ پھر عبداللہ نے کہا اسے حوالات میں لے جاؤ اور جس چیز کی اسے ضرورت ہو دے دو۔ پھر اس نے ایک چھٹی اپنے وکیل بغداد کو لکھی کہ ایک شخص آیا ہے جو یحییٰ کی چٹھی ساتھ لایا ہے میرا خیال ہے کہ چٹھی جعلی ہے لہذا آپ تحقیق حال کریں۔ تاکہ صحیح بات معلوم ہو۔ اور مجھے جواب سے آگاہ کریں جب عبداللہ کی چٹھی وکیل کے پاس پہنچی تو وہ فوراً یحییٰ بن خالد کے دروازے

پڑ گیا۔ تو اسے اپنے خواص اور ندیموں کے ساتھ بیٹھا ہوا پایا اس نے وہ چٹھی پیش کر دی۔ یحییٰ بن خالد نے پڑھی اور وکیل سے کہا کہ کل آنا۔ میں جواب لکھ دوں گا۔ پھر اپنے ندیموں کی طرف ملتفت ہوا۔ اور کہا کہ اس شخص کو کیا سزا دی جائے جو ہمارے دشمنوں کے پاس جعلی چھٹی، ہماری طرف سے لے گیا؟ ہر ایک نے ایک قسم کی تعزیر بتائی۔

یحییٰ نے کہا تم سب نے غلطی کی ہے یہ بات تم نے اپنی دنائت کی وجہ سے کہی ہے تم میں سے ہر ایک جانتا ہے کہ عبداللہ امیر المومنین سے کس قدر قربت رکھتا ہے اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ ہم میں آپس میں بغض ہے۔ اب اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے سبب بنا دیا ہے کہ وہ دونوں میں صلح کرا دے اور بیس سالہ کینہ کو مٹا دے اور اس کے ذریعے سے ہمارے معاملات درست ہو جائیں۔ لہٰذا میرا فرض ہے کہ اس شخص کی امیدوں کو پورا کروں اور اس کے خیالات کو سچا کر دکھاؤں، اور عبداللہ کو ایک چٹھی لکھوں کہ اس کا اکرام و اعزاز کرے، پھر اس نے کاغذ اور قلم دوات طلب کیا اور اپنے ہاتھ سے عبداللہ کو چٹھی لکھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم، آپ کی چٹھی پہنچی اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز کرے میں نے اسے پڑھا اور خوب سمجھ لیا۔ آپ کی سلامتی پر بہت خوش ہوا اور آپ کی استقامت پر مسروز ہوا۔ آپ کا یہ خیال کہ اس شریف آدمی نے چٹھی جھوٹی بنالی ہے غلط ہے، کیوں کہ وہ خط میں نے ہی لکھا تھا اور میرے ہاتھوں بھیجا گیا ہے جعلی نہیں ہے۔ مجھے آپ کے کرم و حُسنِ خلق سے امید ہے کہ آپ اس شریف آدمی کی امید ں کو پورا کر دیں گے، اس کی حرمت قصد کا لحاظ کریں گے، اپنے احسانات سے ڈھانپ لیں گے جو کچھ آپ اس کے ساتھ کریں گے میں ممنون ہوں گا اور شکر گزار رہوں گا۔ پھر پتہ لکھا اور مہر لگائی اور وکیل کو چٹھی دے دی۔ وکیل نے عبداللہ کو پہنچا

دی۔ جب اس نے چٹھی پڑھی تو بہت خوش ہوا۔ اس شخص کو طلب کیا اور کہا 'کیا پسند کرتے ہو'؟ اس نے کہا عطیہ پسند کرتا ہوں لہٰذا عبداللہ نے اسے دو لاکھ درہم دس عربی گھوڑے، جن میں سے پانچ پر ساز تھا اور پانچ پر جھولیں تھیں، بیس جوڑے، دس غلام شہسوار اور قیمتی جواہرات دیئے اور اسے اپنے معتمد کے ساتھ بغداد بھیج دیا۔ جب وہ اپنے گھر پہنچا تو یحیٰی بن خالد کے گھر گیا۔ اجازت طلب کی، دربان گیا اور کہا آقا! ایک بڑا صاحب حشمت وثروت و صاحبِ غلام و جمال شخص آپ سے ملنے آیا ہے۔ یحیٰی نے اجازت دے دی۔ وہ داخل ہو کر زمین بوس ہوا۔ یحیٰی نے کہا 'میں آپ کو نہیں جانتا' کہا میں وہی آدمی ہوں جو زمانے کے ظلم وستم سے مر چکا تھا تو آپ نے مجھے زندگی بخشی۔ میں ہی وہ جعلی چٹھی لے گیا تھا، یحیٰی نے کہا انہوں نے تیرے ساتھ کیا کیا، کیا دیا اور کیا بخشا؟

اس نے کہا آپ کی برکت، آپ کے سائے، شرافت، ہمت و فضل سے مجھے بہت کچھ ملا۔ ان تمام عطیات کو میں آپ کے دروازے پر لایا ہوں اب معاملہ آپ کے ہاتھوں میں ہے اور آپ کے حکم کا انتظار ہے۔ یحیٰی نے کہا تو نے جو اپنے اوپر احسان کیا ہے اس سے زیادہ مجھ پر احسان کیا ہے۔ ہم تیرے ممنون ہیں کیوں کہ اس صاحبِ حشمت انسان کے اور میرے درمیان جو عداوت برسوں سے چلی آتی تھی وہ اب دوستی میں بدل گئی ہے۔ تو ہی اس کا سبب بنا ہے میں بھی تجھے اتنا ہی دوں گا جتنا اس نے تجھے دیا ہے، پھر اسے جتنا عبداللہ نے دیا تھا دیا۔

ہم یہ حکایت اس لئے لائے ہیں تاکہ پڑھنے والے جانیں کہ انسان جب بلند ہمت ہو تو وہ کبھی ضائع نہیں ہوتا جیسا کہ وہ شخص ضائع نہیں ہوا۔ اگر وہ ہمت کا پست ہوتا تو کمینوں کی طرف بڑھتا مگر چونکہ وہ بلند ہمت تھا لہٰذا اس نے صحیح اقدام کیا اور ایک بڑے صاحبِ حشمت، کریم الاخلاق، پاکیزہ اصل

کے ساتھ خطرہ مول لیا اس تہور کا یہ نتیجہ ہوا کہ وہ اپنی مراد کو پہنچ گیا۔
دیکھو یہ دونوں بزرگ کتنے صاحبِ ہمت، شریف اور بلند حوصلے والے تھے کہ دونوں نے اس شخص کے ساتھ بلند حوصلگی کا معاملہ کیا۔ اپنی مروت کی بنا پر عذاب و عقاب کی نہ سوچی، اور اس شخص نے دونوں کی برکت سے اپنے مقصود کو پا لیا۔ زمانے کی تکالیف سے نجات پائی۔ محنت و غم کے شر سے بچ گیا، اور مال دار صاحبِ نعمت و عالی مرتبہ بن گیا۔

بنو ہاشم اور بنو امیہ کی سخاوت میں فرق۔ حکایت

کہتے ہیں کہ دو غلاموں میں فخر بازی ہوئی۔ ایک بنو ہاشم کا غلام تھا اور ایک بنو اُمیہ کا، ہر ایک نے کہا میرے آقا تیرے آقاؤں سے افضل ہیں۔ بالآخر دونوں نے فیصلہ کیا کہ اسے آزمایا جائے تو بنو اُمیہ کا غلام اپنے آقا کے پاس گیا اور اپنی تنگی ترشی کا ذکر کیا تو اس نے دس ہزار درہم اسے دیئے حتیٰ کہ وہ اپنے دس آقاؤں کے پاس گیا تو اس کے پاس ایک لاکھ درہم ہو گئے۔ یہ روپیہ اس نے بنو ہاشم کے غلام کے سامنے جا کر رکھ دیا اور کہا اب تو بنو ہاشم کے پاس جا اور انہیں آزما اور دیکھ کہ کتنے سخی ہیں، تو بنو ہاشم کا غلام حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ اپنے فقر و فاقہ کا بیان کیا۔ آپ نے ایک لاکھ درہم دیئے۔ پھر وہ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور شکوہ کیا انہوں نے بھی ایک لاکھ درہم دیئے۔ پھر عبداللہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو انہوں نے بھی ایک لاکھ درہم دیئے۔ وہ یہ روپے بنو اُمیہ کے غلام کے پاس لایا اور کہا تیرے آقاؤں نے میرے آقاؤں سے سخاوت سیکھی ہے، مگر آؤ تاکہ ہم دوبارہ انہیں آزمائیں۔ اور مال انہیں لوٹا دیں۔ تو بنو اُمیہ کا غلام اپنے آقاؤں کے پاس گیا اور کہا کہ مجھے اب اس مال کی ضرورت نہیں رہی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کرم کے دروازے کھول دیئے ہیں اور میرا

فقر و فاقہ دُور ہو گیا ہے اب مجھے اس روپیہ کی ضرورت نہیں ہے تو ہر ایک نے اپنے درہم واپس لے لئے۔ اب بنو ہاشم کا غلام درہم لے کر اپنے آقاؤں کے پاس گیا اور کہا کہ مجھے ایک جگہ سے اتنی رقم مل گئی ہے کہ ضرورت پوری ہو گئی ہے میں یہ مال آپ کو واپس کرتا ہوں، جو میں نے آپ سے لیا تھا تو انھوں نے کہا کہ ہم دی ہوئی چیز واپس نہیں لیتے۔ دیا ہوا مال ہمارے مال میں شامل نہیں ہو سکتا۔

حکمت

بعض حکماء نے کہا ہے کہ بزرگوں کی عزت کرنا شرافت و خصائلِ حسنہ سے ہے، لوگوں کو حقیر سمجھنا دنائت اصل اور بُری عادتوں سے ہے۔ ہمت بغیر سامان کے خفت ہے ہمت تو کوشش کے ساتھ ہی زیب دیتی ہے۔ کیوں کہ اگر کوئی صاحب ہمت ہو مگر کوشش اس کی یاوری نہ کرے تو اس ہمت سے سوائے انحطاط کے کیا حاصل؟ کیوں کہ ہمت کا بلند ہونا ضروری ہے اور کوشش کا بھی بلند ہونا ضروری ہے۔ نیز کہا گیا ہے کہ کلام مرتبہ کے موافق ہونا چاہئے اور عمل قدرت و قوت کے مطابق ہونا چاہئے کہ اگر ہمت بغداد تک کی ہو گی تو توشہ اس سے آگے دو فرسخ تک کا تو ہو، یہی حال جاہ و جلال کا ہے۔

حسن اخلاق نے کیا کام کر دکھایا- حکایت

عبدالعزیز بن مروان مصر میں امیر (گورنر) تھا۔ ایک دن سوار جا رہا تھا کہ ایک علاقہ سے گزر ہوا، اچانک ایک آدمی اپنے بیٹے کو جس کا نام عبدالعزیز تھا پکار رہا تھا۔ عبدالعزیز نے اس کی آواز سنی تو دس ہزار درہم دیئے تاکہ اس لڑکے پر جو اس کا ہم نام ہے خرچ کرے پھر کیا تھا کہ اس سال مصر میں جس کے بھی لڑکا ہوا اس نے عبدالعزیز ہی نام رکھا۔ اس کے بر خلاف دربان تاش خراسان میں امیر کبیر تھا ایک دن بخارا کے صراف خانے سے

گزرا ایک شخص اپنے غلام کو جس کا نام تاش تھا پکار رہا تھا تو اس نے حکم دیا کہ صرافوں کو یہاں سے اٹھا دیا جائے کیوں کہ میرے نام کے ساتھ استخفاف کرتے ہیں۔ دیکھئے ایک شریف قریشی اور پیسے کے ذریعے شریف بننے والے میں کتنا بڑا فرق ہے۔

اس باب میں باتیں تو بہت لکھنے کے قابل ہیں مگر ہم اسی پر کفایت کرتے ہیں تاکہ کتاب طویل نہ ہو جائے۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ ہمت ایک نہ ایک دن صاحب ہمت کو مقصود تک ضرور پہنچا دیتی ہے۔ اگرچہ دیر ہو سکتی ہے مگر بہتر یہ ہے کہ آدمی اپنی قدر و منزلت سے باہر قدم نہ دھرے ورنہ ہمیشہ مغموم ہی رہے گا۔

اشتہار

اسلاف کے آخری لمحات

ز 23x36x16 صفحات 510 مجلد، ہدیہ

ات انبیاء علیہم السلام، صحابہؓ، تابعینؒ، فقہاءؒ و مجتہدینؒ، محدثینؒ، مفسرینؒ،

علما مت اور اولیاء اللہؒ کی وفات کے وقت کے قابل رشک حالات، واقعات

ور یفیات پر حیران کن تفصیلات۔

پانچواں باب

حکماء کے حلم کے بیان میں

حکمت عطیہ الٰہی ہے وہ جسے چاہے دے، سقراط نے کہا ہے جسے اللہ حکمت دے اور وہ اس کی قدر و منزلت کو بھی پہچانتا ہو، مگر حرص کی بنا پر دنیاداری اور کثرتِ مال میں پڑ جائے تو اس شخص کی مثال ایسی ہے جیسے کہ کوئی تندرست ہو، مگر تندرستی کو مشقت و تعب کے عوض بیچ ڈالے کیوں کہ حکمت کا ثمرہ راحت و علو ہے اور مال کا ثمرہ تعب و بلاء ہے۔

سب حکمتوں کا خلاصہ

ابن مقفع نے کہا ہے کہ ہندوستانی راجاؤں کی بہت سی کتابیں تھیں، اتنی کہ ہاتھیوں پر بار ہو سکیں انہوں نے اپنے حکماء کو حکم دیا انہیں مختصر کر دیں۔ چند عالم اس کام پر لگے تو انہوں نے سب کو چار کلمات میں مختصر کر دیا۔ ایک بادشاہوں کے لئے ہے یعنی عدل، دوسرا رعیت کے لئے ہے یعنی طاعت، تیسرا نفس کے لئے یعنی بھوک لگنے تک کھانے سے باز رہنا اور چوتھا عام انسانوں کے لئے ہے یعنی اپنے نفس کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف نہ دیکھنا۔

حکمت

لوگوں کی اقسام

بعض علماء نے کہا ہے کہ لوگوں کی چار قسمیں ہیں ایک وہ شخص ہے جو جانتا ہے اور جانتا ہے کہ وہ جانتا ہے یہ عالم ہے۔ اس کا اتباع کرو ایک وہ شخص ہے

جو جانتا تو ہے مگر یہ نہیں جانتا کہ وہ جانتا ہے وہ بھول میں ہے اسے یاد دلا دو۔ ایک وہ ہے جو نہیں جانتا اور نہیں جانتا کہ نہیں جانتا کہ جاہل ہے اس سے بچو۔ ایک وہ ہے جو نہیں جانتا اور یہ جانتا ہے کہ نہیں جانتا یہ ہدایت کا طالب ہے اسے ہدایت کر دو۔

قریب کیا ہے اور دُور کیا

بعض علماء سے پوچھا گیا کہ کون سی چیز زیادہ قریب ہے؟ کہا موت، پوچھا گیا کہ کون سی چیز زیادہ دُور ہے کہا کہ امید۔

روپیہ اور دین جمع کرنے کے بعد کوئی پرواہ نہ کر

لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا کہ دو چیزیں ہیں جب ان دونوں کو محفوظ کر لے تو پھر کسی چیز کے ضائع ہونے کی پراوہ نہ کر، معاش کے لئے روپیہ، اور معاد کے لئے دین۔

آسان کیا ہے اور مشکل کیا

نوشیروان نے بزرجمہر سے پوچھا کہ دشمن کو دوست بنانا کیوں مشکل ہے؟ کہا اس لئے کہ آباد کا برباد کرنا آسان ہے بہ نسبت برباد کے آباد کرنے کے۔ اور آئینے کو توڑ دینا آسان ہے بہ نسبت اس کے جوڑنے کے، نیز کہا کہ صحتِ جسمانی بہتر ہے دواؤں کے استعمال سے، گناہوں کا ترک بہتر ہے استغفار سے، شہوتوں کا ضبط بہتر ہے غم کے ضبط کرنے سے، اور خواہشات کی مخالفت بہتر ہے آگ میں داخل ہونے سے۔

ایک حکیم کے چھ کلمات

گذشتہ حکماء میں سے ایک حکیم عرصۂ دراز تک شہر شہر پھرتا رہا۔ وہ لوگوں کو صرف چھ کلمات کی تلقین کرتا تھا۔

۱۔ جو عالم نہیں اس کی دنیا و آخرت میں عزت نہیں۔

۲۔ جو صابر نہیں اس کا دین سالم نہیں۔

۳۔ جو جاہل ہے وہ عمل سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔

۴۔ جو صاحب تقویٰ نہیں اللہ کے ہاں اس کی عزت نہیں۔

۵۔ جو سخی نہیں اس کا اپنے مال میں کوئی حصہ نہیں۔

۶۔ جو اطاعت گزار نہیں اللہ کے یہاں اس کا کوئی عذر نہیں چلے گا۔

یہ عزت ذلت کے زیادہ قریب ہے

بزرجمہر سے پوچھا گیا کہ کون سی عزت ذلت کے زیادہ قریب ہے؟ اس نے کہا خدمتِ سلطانی کی عزت ذلت کے بہت قریب ہے، اور حریص کی عزت، اور بے وقوف کی عزت۔

بے وقوف اور کمینہ کو کیسے مہذب بنایا جائے

بزرجمہر سے پوچھا گیا کہ بے وقوف کو کیسے ادب دیا جائے؟ کہا کہ اس سے کام زیادہ لیا جائے اور بھاری کام لئے جائیں اس حد تک کہ اسے فضولیات کے لئے کوئی راہ نہ ملے۔ اور فرصت ہاتھ نہ آئے۔ کسی نے پوچھا اور کمینے کیسے مہذب بنائے جائیں؟ کہا کہ انہیں ذلیل کیا جائے اور ان کی توہین کی جائے تاکہ وہ اپنی کمینگی کو پہچان سکیں۔

شریفوں کو ادب کیسے سکھایا جائے

پوچھا گیا کہ شریف لوگوں کی کیسے تادیب کی جائے کہا کہ ان کی ضروریات کے پورا کرنے میں توقف کیا جائے نیز اس سے پوچھا گیا کہ سخی کون ہے؟ کہا جو دے اور یہ نہ کہے کہ میں نے دیا ہے، پوچھا گیا کہ لوگ مال کے لئے کیوں مرے جاتے ہیں؟ کہا اس لئے، کہ وہ جانتے ہیں کہ مال بہترین چیز ہے

اور یہ نہیں جانتے کہ جس کے لئے مال طلب کی جاتی ہے وہ مال سے بہتر ہے۔

جان سے زیادہ عزت دار

اس سے پوچھا گیا کہ کیا کوئی چیز جان سے زیادہ عزت دار ہے کہ لوگ اس کے لئے جان گنوادیں اور پرواہ بھی نہ کریں؟ کہا تین چیزیں ہیں جو جان سے بھی عزیز ہیں۔ دین، عقل اور مصائب سے خلاصی۔

علم، شجاعت اور سخاوت کی زینت

اس سے پوچھا گیا کہ علم، سخاوت اور شجاعت کو کس چیز سے زینت ہوتی ہے؟ کہا کہ علم کی زینت سچائی ہے، سخاوت کی خندہ پیشانی، اور بہادری کی معافی بہ وقتِ قدرت۔

چار چیزیں بڑی بلا ہیں

یونان وزیر نے کہا ہے کہ چار چیزیں ہیں جو بڑی بلاء ہیں۔ قلت مال کے ہوتے ہوئے کثرتِ عیال، بُرا پڑوسی، اور بے عزت و بے وقار عورت۔

اہل دنیا کے اعمال کی پچیس قسمیں

تمام اربابِ دنیا کا اس پر اتفاق ہے کہ اہل دنیا کے اعمال کی پچیس قسمیں ہیں۔

پانچ تقدیرِ الٰہی سے ہیں:

یعنی بیوی، اولاد، مال اور ملکیت، زندگی کی طلب۔

پانچ اپنے کسب سے ہیں وہ یہ ہیں:

علم، کتابت، شہسواری، دخولِ جنت و نجات از عذاب۔

پانچ چیزیں طبعی ہیں:

وفاء، مدارات، تواضع، سخاوت اور شجاعت۔

پانچ بطور عادت کے ہیں :
چلنا پھرنا، کمانا، سونا، جماع اور بول و براز۔
پانچ بطور وراثت کے ملتی ہیں، یعنی
جمال، حُسنِ خلق، علو ہمت، تکبر و دنائت۔
چھ چیزیں ہیں جن سے دنیا مل جاتی ہے :
اچھا کمانا، تندرست لڑکا، اچھا دوست، مہربان سردار، درست گفتگو اور عقل کامل۔

پانچ چیزیں بے کار ہیں

ایک حکیم نے کہا ہے کہ پانچ چیزیں ضائع اور بیکار ہیں :

۱۔ سورج کے وقت چراغ
۲۔ شور زمین میں بارش
۳۔ اندھے کی حسین بیوی
۴۔ اچھا کھانا پیٹ بھرے لوگوں کے لئے
۵۔ اور اللہ کا کلام ظالم کے سینے میں۔

استاذ کی تعظیم باپ سے زیادہ کیوں

اسکندر سے پوچھا گیا کہ باپ سے زیادہ استاد کی تعظیم کیوں کرتے ہو؟ کہا اس لئے کہ باپ حیاتِ فانی کا سبب ہے اور معلم حیاتِ باقی کا سبب ہے۔

زمانہ کے ساتھ چلو

ایک فلسفی نے کہا ہے کہ جب معاملات تقدیر الٰہی سے ہوتے ہیں تو کوشش کرنے والا لغو کام کرتا ہے اور کوشش کا تارک مشکور ہے، اور کہا کہ جب زمانہ اس طرح نہ چلے جیسے تم چاہتے ہو تو تم زمانہ کے ساتھ چلو جیسے وہ چاہتا

ہے کیوں کہ انسان زمانے کا غلام ہے اور زمانہ انسان کا دشمن ہے اور جس قدر تم سانس لیتے ہو، اسی قدر زندگی سے دُور ہوتے جاتے ہو اور موت سے قریب ہوتے جاتے ہو۔

فائدہ اور نقصان کی چیزیں

چند حکماء نے بزرجمہر سے کہا کہ ہمیں حکمت کی ایسی ایسی باتیں بتایئے جن سے ہماری روحوں اور جسموں کو فائدہ پہنچے تاکہ ہم ان کے حاصل کرنے کی کوشش کریں اور جو چیزیں نقصان پہنچائیں وہ بھی بتایئے تاکہ ہم ان سے دُور رہیں تو اس نے کہا" کہ بالیقین جان لو کہ چار چیزیں انکھوں کے نور کو بڑھاتی ہیں اور چار چیزیں کم کرتی ہیں، چار چیزیں بدن کو موٹا کرتی ہیں اور چار چیزیں کمزور کرتی ہیں۔ چار چیزیں قلب کو زندہ کرتی ہیں اور چار چیزیں مردہ کرتی ہیں۔ اور چار چیزیں بدن کو ہمیشہ صحت مند رکھتی ہیں اور چار بدن کو بیمار کردیتی ہیں۔

وہ چار چیزیں جو نورِ عین کو زیادہ کرتی ہیں یہ ہیں:

سبزہ، جاری پانی، صاف شراب اور دوستوں کے چہروں کی طرف دیکھنا۔

اور وہ چار جو بینائی کو نقصان دیتی ہیں:

شور چیزوں کا کھانا، کوٹا ہوا گوشت، سر پر پانی ڈالنا، ہمیشہ سورج کی طرف دیکھنا اور دشمن کو دیکھنا۔

وہ چار چیزیں جو بدن کو موٹا کرتی ہیں یہ ہیں:

اچھا نرم کپڑا، غموں سے دل کا خالی ہونا، عمدہ خوشبو، گرم مقام پر سونا۔

اور وہ چار چیزیں جو دبلا کرتی ہیں:

کوٹا ہوا گوشت کھانا، کثرتِ جماع، زیادہ دیر تک حمام کرنا اور سرِ شام سو جانا۔

وہ چار جو جسم کو صحت مند رکھتی ہیں یہ ہیں :
وقت پر کھانا کھانا، اشیاء کی مقدار کا خیال رکھنا، سخت محنت سے بچنا، بلا سبب کے غم سے بچنا۔
اور جو بدن کو بیمار کرتی ہیں یہ ہیں :
دشوار راہوں پر چلنا، سرکش گھوڑے پر سوار ہونا، تعب کے باوجود چلنا، اور بوڑھیوں کے ساتھ جماع کرنا۔
وہ چار جو دل کو زندہ رکھتی ہیں یہ ہیں :
عقل نافع، عالم استاد، اور شریک امانت دار، بیوی موافق طبع اور مخلص دوست۔
اور وہ چار جو دل کو مردہ کر دیتی ہیں یہ ہیں :
انتہائی سردی، سخت بُو، بدبودار دھواں اور دشمن کا خوف۔

پانچ چیزیں انسان کو ہلاک کرتی ہیں

سقراط حکیم نے کہا ہے کہ پانچ چیزوں میں انسان اپنے نفس کو ہلاکت میں ڈال دیتا ہے :
دوستوں کی دھوکہ بازی، علماء کی بے التفاتی، اپنے آپ کو حقیر سمجھنا، غرور اور اتباعِ خواہشات۔

پانچ چیزیں سیراب نہیں ہوتیں

بقراط نے کہا ہے کہ پانچ چیزیں ہیں جو پانچ سے سیراب نہیں ہوتیں :
آنکھ نظر بازی سے، عورت مرد سے، کان بھلائی سے، آگ ایندھن سے اور عالم علم سے۔

زیادہ تلخ و شیریں چیزیں

ایک فلاسفر سے پوچھا گیا کہ دنیا میں سب سے زیادہ تلخ اور سب سے زیادہ شیریں چیزیں کون سی ہیں ؟ کہا کہ سب سے زیادہ تلخ چیزیں یہ ہیں :
بے قیمت انسان سے سخت کلامی سننا، بو جھل مذہب اور تنگ دستی۔
اور سب سے شیریں چیزیں یہ ہیں :
بیٹا، خوش کلامی اور فراخ دستی۔

نیند اور موت میں فرق

ایک حکیم سے پوچھا گیا کہ موت کیا ہے ؟ اور نیند کیا ہے ؟ کہا کہ نیند چھوٹی موت ہے اور موت بڑی نیند ہے۔

تونگری اور عشق کیا ہے

ایک فلسفی سے پوچھا گیا کہ تونگری کیا ہے ؟ کہا قناعت و رضا، پوچھا گیا اور عشق کیا ہے ؟ کہا روحانی بیماری ہے اور حسرت کی موت ہے۔

قابل بھروسہ اور شفیق کون

ارسطاطالیس سے دریافت کیا گیا کہ کون سا دوست زیادہ قابلِ بھروسہ ہوتا ہے اور کون سا ساتھی زیادہ شفیق ہے ؟
کہا کہ صاحبِ اصل (خاندانی شرافت والا) دوست قابل بھروسہ ہوتا ہے اور پرانا ساتھی زیادہ مہربان ہوتا ہے اور عقلاء کی تدبیر افضل ہے۔

نسیان لانے والی چیزیں

جالینوس نے کہا ہے کہ سات چیزیں نسیان لاتی ہیں :

۱۔ ایسے سخت کلام کا سننا جس کی توقع بھی نہ ہو۔
۲۔ گردن کے مہرے پر پچھنے لگوانا۔

۳۔ ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا۔

۴۔ ترشی کھانا

۵۔ میت کے چہرے کی طرف دیکھنا

۶۔ بہت سونا

۷۔ ویران مقامات کو دیکھنا۔

کتاب الادویہ میں لکھا ہے کہ نسیان سات چیزوں سے پیدا ہوتا ہے:
بلغم، قہقہہ، شور چیزوں اور موٹے گوشت کا کھانا، کثرتِ جماع، تھکاوٹ کے ساتھ بیداری اور تمام ٹھنڈی اور مرطوب چیزوں کا کھانا کیوں کہ ان کے کھانے سے جسم کو نقصان پہنچتا ہے اور نسیان طاری ہوتا ہے۔

دنیا کے فتنے تین چیزوں سے پیدا ہوتے ہیں

ابو القاسم حکیم نے کہا ہے کہ دنیا کے فتنے تین چیزوں سے پیدا ہوتے ہیں:
خبریں سنانے والے، خبریں سننے کے شوقین اور خبروں کے گھڑنے والے سے اور یہ تینوں ندامت اٹھاتے ہیں۔

تین چیزیں تین چیزوں کے ساتھ جمع نہیں ہوتیں

کہتے ہیں کہ تین چیزیں تین چیزوں کے ساتھ جمع نہیں ہوتیں:
اکلِ حلال اتباعِ شہوات کے ساتھ، شفقت ارتکابِ غضب کے ساتھ، صدقِ مقال کثرتِ مقال کے ساتھ۔

ابدال بنانے والی صفات

بزرجمہر حکیم کہتا ہے کہ اگر یہ چاہتے ہو کہ ابدال ہو تو بچوں کے سے اخلاق بناؤ۔ دریافت کیا گیا یہ کیسے؟ کہا کہ بچوں میں پانچ عادتیں ایسی ہیں کہ بڑوں میں ہوتیں تو ابدال ہوتے:

۱۔ بچے رزق کا غم نہیں کرتے۔
۲۔ بیمار ہوتے ہیں تو خدا سے شکوہ نہیں کرتے۔
۳۔ کھاتے ہیں تو ساتھ بیٹھ کر کھاتے ہیں۔
۴۔ لڑتے ہیں تو کینہ نہیں رکھتے اور جلد صلح کر لیتے ہیں۔
۵۔ ڈرائے جاتے ہیں تو ذرا سی تخویف سے ڈر جاتے ہیں اور آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں۔

تورات کی چار باتیں

وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ تورات میں چار باتیں لکھی ہیں:
جو عالم متقی نہیں وہ چور کی مانند ہے اور جو شخص عقل سے خالی ہو وہ جانور کے برابر ہے۔

تین چیزوں کی بنیادیں

بعض فلاسفہ نے کہا ہے کہ سردار کی بنیاد مہربانی ہے، گناہ کی بنیاد جلدی ہے اور ذلت کی بنیاد بخل ہے۔

حکمت کی بات نادان سے بھی سن لے

ایک حکیم نے کہا ہے کہ انسان کو چاہیے کہ اپنے دل کا خادم نہ بنے اور عادت کے اعتبار سے بے وقوف نہ بنے یعنی جیدوردی سے تجاوز کر جائے اور چاہیے کہ حکمت والی بات کو سنے خواہ ایک غیر دانا انسان کہے کیوں کہ بسا اوقات وہ شخص نشانے پر تیر مار دیتا ہے جو تیر اندازی نہیں جانتا۔

پانچ بد نصیب

احنف بن قیس نے کہا کہ تنگ دل کا کوئی دوست نہیں، اور جھوٹے کو وفا نہیں، حاسد کو آرام نہیں، کمینے کو مروت نہیں بد خلق کو سرداری نہیں۔

سکندر کی دانائی

ذوالریاستین نے کہا ہے کہ ایک شخص نے اپنے دشمن کے بارے میں اسکندر سے شکایت کی تو سکندر نے کہا کہ کیا تو یہ پسند کرتا ہے کہ میں اس کے بارے میں تیری بات سنوں، اس شرط پر کہ تیرے بارے میں اس کی بات سنوں تو وہ شخص ڈر گیا اور باز رہا۔ سکندر نے کہا لوگوں سے اپنے آپ کو روکو تاکہ بُرے لوگوں سے محفوظ رہو۔

عافیت کی اقسام

بزرجمہر نے کہا ہے کہ عافیت چار قسم کی ہے: دین کی عافیت، مال کی عافیت، جسم کی عافیت، اہل و عیال کی عافیت۔ احکام شرع پر عمل کرو اور کسی پر حسد نہ کرو۔

مال کی عافیت تین چیزوں میں ہے: غور و فکر سے کام لینا، ادائے امانت اور مال کا حق نکالنا۔

جسم کی عافیت تین چیزوں میں ہے: کم کھانا، کم بولنا، کم سونا۔

اہل و عیال کی عافیت تین چیزوں میں ہے: قناعت، حسنِ معاشرت اور طاعتِ الٰہی۔

ہماری محرومی کی وجہ

حاتم الاصم سے دریافت کیا گیا کہ جو کچھ متقدمین نے پایا، ہم نے کیوں نہ پایا؟ کہا اس لئے کہ تمہیں پانچ چیزیں نہیں ملیں: معلم ناصح، سچا دوست، دائمی کوشش، کسبِ حلال اور سازگار زمانہ۔

آپ ﷺ کی حضرت علیؓ کو پانچ نصیحتیں

حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے علی میری طرف اپنا

منہ کر اور اپنے دل اور کانوں کو میری طرف لگا۔ کھا۔ اور چھپا۔ جمع کر، اور ڈر اور سختی کر، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ان کلمات کے کیا معنی ہیں؟ فرمایا غصہ کھا، بھائی کا عیب ڈھک، ظلمِ ظالم سے ڈر، اندھیری قبر کے لئے جمع کر اور دین اسلام میں سختی کر۔

مختصر نصیحت

ایک شخص نے کسی دانا سے کہا کہ مجھے نصیحت کیجئے، کہا کہ اس کی قضاو قدر کو نہ دیکھ، اس کی رضا کو طلب کر، اور اس کی جفا سے بچ۔

مخلوق میں کثرت تدبیر زیادہ ہے

ایک دانا سے پوچھا گیا کہ مخلوق میں کونسی چیز زیادہ ہے؟ کہا کثرتِ تدبیر حالانکہ ان میں قدرت نہیں ہے اور باوجود کثرتِ تدبیر کے بھی ضروریات پوری نہیں ہوتیں، لوگ ہر چیز کی حرص کرتے ہیں لیکن فقر پر کوئی حرص نہیں کرتا کیوں کہ ہر ایک طالبِ غنا ہے، نہ کوئی غم کا طالب ہے کیونکہ ہر ایک مسرت کو ڈھونڈتا ہے کوئی موت کا حریص نہیں کیونکہ ہر ایک زندگی کا حریص ہے۔

حکماء کے اقوال

ابو القاسم حکیم نے فرمایا کہ انسان دو چیزوں سے ہلاک ہوتا ہے، گناہ اور انفراد بالرائے سے۔ ایک فلسفی نے کہا ہے کہ مخلوق تین چیزوں سے مصیبت میں مبتلا ہوتی ہے، گمراہ علماء، بے وقوف قاری، حاسد عوام، اور کہا گیا ہے کہ کسی لالچی کی صحت کو گوارا نہ کرو اور کمینے سے وفا کی توقع نہ رکھو۔ ایک دانا نے کہا ہے کہ دو چیزیں اس دنیا میں غریب ہیں، دین اور فقر۔

ان کی حفاظت سے بڑے بنو

ایک دانا نے کہا ہے کہ چار چیزیں ہیں اگر ان کی حفاظت کرو گے تو تم بڑے لوگوں میں سے ہو جاؤ گے۔

۱۔ تمہارا راز ایسا ہونا چاہئے کہ اگر لوگ اسے جان لیں تو ناگواری نہ ہو۔

۲۔ ظاہر ایسا ہونا چاہئے کہ اگر لوگ اس کی پیروی کریں تو تم خوش ہو۔

۳۔ لوگوں کے ساتھ ایسا معاملہ نہ کرو کہ اگر وہ تمہارے ساتھ ایسا کریں تو ناگوار نہ ہو۔

۴۔ تمہاری حالت لوگوں کے ساتھ ایسی ہو کہ اگر ان کی تمہارے ساتھ ایسی ہی حالت ہو تو تم ناخوش نہ ہو۔

تین چیزوں کو اس آنکھ سے دیکھو

ایک عقل مند نے کہا ہے کہ تین شخصوں کو تین آنکھوں سے دیکھ :

فقراء کو تواضع کی آنکھ سے نہ کہ تکبر کی آنکھ سے۔

امراء کو نصیحت و خلوص کی آنکھ سے نہ کہ حسد کی آنکھ سے۔

اور عورتوں کو مہربانی کی آنکھ سے نہ کہ شہوت کی آنکھ سے۔

گناہوں کی جڑ

وہب بن منبہ نے فرمایا ہے کہ تورات میں لکھا ہے کہ گناہوں کی جڑ تین چیزیں ہیں : غرور، حرص اور حسد۔ اور یہ پانچ چیزوں سے پیدا ہوتی ہیں : کھانا، نیند، راحت جسم، حب دنیا اور لوگوں کی مدح اور کہا کہ جو شخص تین چیزوں سے بری رہے اس کا ٹھکانا جنت ہے : منت، تکلیف، اور ملامت یعنی جب کسی پر احسان کرے تو اپنے احسان پر منت نہ دھرے، لوگوں کو زیادہ تکلیف کا رنہ دے، کسی میں عیب دیکھے تو ملامت نہ کرے۔

مشہور سوالات کے انوکھے جوابات

ابن القریہ حجاج کے پاس آیا۔ وہ اپنے زمانے کے بڑے ذہین و عالم لوگوں سے تھا، حجاج نے اس سے پوچھا کہ کفر کیا ہے؟ کہا کہ نعمت پر غرور، اور رحمت سے نافرمانی، پوچھا کہ رضا کیا ہے؟ کہا کہ قضائے الٰہی پر بھروسہ اور مصائب و مکارہ پر صبر، پوچھا کہ حلم کیا ہے؟ کہا کہ قدرت کے وقت رحم اور غضب کے وقت رضا، پوچھا کہ صبر کیا ہے؟ کہا کہ غضب چھپانا اور برداشت کرنا، پوچھا کہ کرم کیا ہے؟ کہا کہ دوست کی حفاظت اور قضائے حقوق، پوچھا کہ قناعت کیا ہے؟ کہا بھوک پر صبر اور لباس پر عریانی، پوچھا تونگری کیا ہے؟ کہا چھوٹی چیز کو بڑا سمجھنا اور قلیل کو کثیر سمجھنا، پوچھا خرمی کیا ہے؟ کہا بڑی بڑی چیزوں کو چھوٹی چھوٹی چیزوں سے حاصل کرنا، پوچھا حمیت کیا ہے؟ کہا اپنے سے چھوٹے کی سرپرستی، پوچھا شجاعت کیا ہے؟ کہا دشمنوں اور کافروں کا منہ در منہ حملہ کرنا اور فرار کے مقام پر ثابت قدم رہنا، پوچھا عقل کیا ہے؟ کہا صدقِ مقال اور لوگوں کو راضی رکھنا، پوچھا عدل کیا ہے؟ کہا معاملات میں لوگوں کے ساتھ مساوات کا برتاؤ کرنا، پوچھا ذلت کیا ہے؟ کہا تنگ دستی و بیماری، اور قلتِ رزق ہے عاجزی ہے، پوچھا حرص کیا ہے؟ کہا امید کے وقت حدتِ شہوت و ہوا، پوچھا امانت کیا ہے؟ کہا واجب کا ادا کرنا، پوچھا خیانت کیا ہے؟ کہا قدرت کے باوجود دیر کرنا، پوچھا سمجھ کیا ہے؟ کہا تفکر اور ادراک حقیقت اشیاء۔

ذلیل کرنے والی آٹھ چیزیں

ایک عقل مند نے کہا ہے کہ آٹھ چیزیں ذلت لاتی ہیں:

انسان کا ایسے دستر خوان پر بیٹھنا جس کی طرف اسے بلایا نہیں گیا۔

گھر والوں پر حکم چلانا۔

دشمنوں سے احسان کی طمع کرنا۔
ایسے دو شخصوں کی باتوں میں دراندازی کرنا جو اسے مخاطب کرنا نہیں چاہتے
بادشاہ کی تحقیر کرنا۔
اپنے مرتبے سے بلند جگہ پر بیٹھنا۔
ایسے شخص سے باتیں کرنا جو دھیان نہیں دیتا۔
ایسے شخص سے دوستی کرنا جو اس کا اہل نہیں ہے۔

ایسوں کی یہی حالت رہے گی

بزرجمہر سے پوچھا گیا کہ انسان کو کس چیز کا ذکر زیب نہیں دیتا اگرچہ وہ بات صحیح ہو؟ کہا انسان کا اپنی تعریف کرنا، نیز فرمایا کسی بخیل کو ممدوح نہیں پاؤ گے۔ کسی صاحبِ غضب کو مسرور نہیں دیکھو گے، کسی عاقل کو حریص نہیں دیکھو گے، کسی حاسد کو شریف نہیں پاؤ گے اور نہ نا امید و سرکش اور کسی تنگ دل کے لئے دوست نہیں پاؤ گے۔

پانچ آدمی بالآخر نادم ہوتے ہیں

ایک حکیم نے کہا ہے کہ پانچ آدمی پانچ چیزوں پر خوش ہوتے ہیں پھر اس پر نادم ہوتے ہیں:
سست انسان جبکہ مقصود کو نہ پا سکے
اپنے عزیزوں سے دُور رہنے والا جبکہ مصیبت میں مبتلا ہو
وہ شخص کہ جب اسے دشمنوں پر موقعہ ملے تو اس سے فائدہ نہ اٹھائے
وہ شخص جو کسی بُری عورت کے ساتھ مبتلا ہو اور پہلے کسی صالح کے ساتھ تھا
اور نیک آدمی گناہوں کے ارتکاب پر۔

مال جس کا دل بدل دے وہ عالم نہیں

بزرجمہر سے پوچھا گیا کیا مال علماء کے دلوں کو بدل دیتا ہے؟ تو اس نے کہا جس کے دل کو مال بدل دے وہ عالم نہیں ہے۔

ظاہری عتاب باطنی کینے سے بہتر ہے

ایک دانا نے کہا ہے 'ظاہری عتاب باطنی کینے سے بہتر ہے'۔

غمگین تین ہیں

بزرجمہر نے کہا ہے اصحاب غم و حزن دنیا میں تین ہیں وہ عاشق جو محبوب سے جدا ہو گیا ہو، وہ مہربان باپ جو اپنے لڑکے سے جدا ہو گیا ہو اور وہ مالدار جو فقیر ہو گیا ہو۔

پانچ آدمی جان کی بجائے مال سے محبت کرتے ہیں

ایک حکیم نے کہا ہے کہ پانچ آدمی ایسے ہیں جو اپنی جانوں سے مال کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں:

ایک اجرت پر لڑنے والا۔
دوسرا کنوئیں کو کھودنے والا۔
تیسرا نہروں کو نکالنے والا۔
چوتھا تجارت کے لئے سمندر کا سفر کرنے والا۔
پانچواں وہ شخص جو سانپوں کا شکار کرتا ہو اور شربد کر زہر کا کھانے والا۔

نرم اور سخت کلام کا اثر

حضرت عمرو بن معدی کرب رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ نرم کلام پتھر جیسے دلوں کو بھی نرم کر دیتا ہے اور سخت کلام حریر سے زیادہ نرم دلوں کو بھی سخت کر دیتا ہے۔

جسم اور روح کی غذا اور مرض

ایک دانا نے کہا ہے کہ غم روح کا مرض ہے۔ جس طرح درد جسم کا مرض ہے اور خوشی روح کی غذا ہے جس طرح کھانا جسم کی غذا ہے۔

حیادار دانا کی حالت

ایک دانا نے ایک شخص سے ایک دینار اُدھار مانگا۔ اس نے نہ دیا۔ دانا نے کہا کہ تو نے صرف اس لئے دینے سے منع کیا ہے کہ میرا چہرا ایک بار حیاء سے سرخ ہو جائے اور اگر تو دے دیتا تو میرا چہرہ تیرے مطالبہ سے نہ صرف ایک بار بلکہ کئی بار زرد پڑتا۔

ایک عقلمند کے تجربات

ایک عقل مند نے کہا ہے جس نے تر زمین میں نیکی کی، تو اس کی قیمت کا کیا کہنا۔ اور کہا کہ جس میں عقل نہیں وہ درختِ بے بار ہے اور کہا کہ جس نے علم کی تلوار سونتی وہ اسی سے مارا گیا، جس نے اپنے نفس کے ساتھ انصاف نہیں کیا وہ کبھی حسرت سے خلاصی نہیں پا سکتا۔ جس نے عطیات کے ساتھ ہاتھ کشادہ کیا، اس کا چہرہ روشنی سے چمک گیا اور کہا کہ جس نے اپنے گناہ سے احتراز نہیں کیا تو وہ اسی کو چمٹ جاتا ہے اور کہا کہ شباب جنون کا ہم سر ہے بڑھاپا توفیق و سکون کا قرین ہے اور کہا پاکیزہ کھانے کا توشہ کرو اور کسی سے نہ ڈرو۔

حضرت لقمان حکیم کی ایک حکیم سے ملاقات

لقمان نے بیان کیا ہے کہ میں چلا جا رہا تھا تو میں نے دیکھا کہ ایک شخص بالوں کے کپڑے پہنے چلا جا رہا ہے۔ میں نے کہا اے شخص تو کون ہے؟ کہا آدمی، میں نے کہا تیرا نام کیا ہے؟ کہنے لگا دیکھتا ہوں' اپنا نام کیا دھروں' میں

نے کہا تو کیا کرتا ہے ؟ کہا کہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا، میں نے کہا کیا کھاتا ہے ؟ کہا جو کھلاتا پلاتا ہے۔ میں نے پوچھا کہاں سے کھلاتا ہے ؟ کہا جہاں سے وہ چاہئے، میں نے کہا مبارک ہو تجھے تیری آنکھوں کی ٹھنڈک، کہنے لگا مجھے اس ٹھنڈک سے کون روک سکتا ہے۔

قلب کے اندھے پن کو دور کرنے والی تین چیزیں

کہتے ہیں کہ تین چیزیں قلب سے اندھے پن کو دُور کرتی ہیں: عالم کی صحبت، قرض کی ادائیگی اور دوست کا دیدار۔

دل کا غم پیدا کرنے والی

کہتے ہیں کہ دو چیزیں دلی غم پیدا کرتی ہیں: بخیلوں سے سخاوت کی امید اور کمینوں کے ساتھ جھگڑا۔

چار چیزوں کی احتیاط میں نجات

ایک فلسفی نے کہا ہے کہ چار چیزوں سے بچو تو چار چیزوں سے نجات پاؤ گے۔ حسد سے بچو تاکہ غم سے نجات پاؤ، بُرے کے ساتھ نہ بیٹھو تاکہ ملامت سے بچے رہو، گناہوں کا ارتکاب نہ کرو تاکہ آگ سے بچ جاؤ، مال جمع نہ کرو تاکہ عداوت سے خلاصی پا جاؤ۔

چار کاموں کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے

ایک عقل مند نے کہا ہے چار عمل ایسے ہیں کہ لوگ انہیں کرتے ہیں تو دنیا و آخرت میں ان کا بدلہ پاتے ہیں۔ ایک غیبت، کیونکہ اس کا خمیازہ فوراً اٹھانا پڑتا ہے۔ دوسرے علماء کی حقارت کرنا کیوں کہ جو کسی عالم کو حقیر کرتا ہے وہ ذلیل ہوتا ہے۔ تیسرے نعمتِ الٰہی کی ناشکری۔ چوتھے ناحق کسی کو قتل کرنا، اکابر حکماء نے کہا ہے کہ ہر قاتل مقتول ہوتا ہے اگرچہ دیر سے ہو۔

چھٹا باب

شرفِ عقل و عقلاء کے بیان میں

عقل کا شرف

روزِ اول میں اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے عقل کو بہترین صورت میں پیدا کیا اور فرمایا کہ آگے بڑھ، وہ آگے بڑھی، کہا پیچھے ہٹ تو وہ پیچھے ہٹی، پھر فرمایا قسم ہے مجھے اپنی عزت و جلال کی، میں نے اپنی مخلوق میں تجھ سے زیادہ بہتر چیز پیدا نہیں کی تیرے ہی ذریعہ سے میں لیتا دیتا ہوں، اور تیرے ہی واسطہ سے میں حساب کرتا ہوں اور سزا دیتا ہوں اس امر کی صحت پر یہ دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں پر دو چیزیں واجب ہیں اور دونوں ہی عقل پر موقوف ہیں یعنی امر و نہی، جیسا کہ قرآن پاک میں آیا ہے۔

فاتقوا اللّٰہ یا اولی الالباب

ڈرو اللہ سے اے عقل مندو!

عقل کا اشتقاق عقال (بندھن) سے ہے اور معقل منع اس قلعہ کو کہتے ہیں جس تک کسی کی رسائی اس کی رفعت و مضبوطی کی بنا پر نہ ہو سکے۔

عاقل کی چار علامات

ایک پرانے عقل مند سے پوچھا گیا کہ عاقل کو عاقل کیوں کہتے ہیں؟ اس نے کہا عاقل کی چار علامتیں ہیں۔ یہ کہ وہ ظالم کے ظلم سے درگذر کرے، اور چھوٹوں کے ساتھ تواضع کرے، اپنے بڑوں سے بھلائی کرنے میں سبقت کرے، ہمیشہ پروردگار کو یاد رکھے اور علمیت سے بات کرے، کلام کی منفعت کو پہچانے اور جب تکلیف میں مبتلا ہو تو اللہ تعالیٰ سے التجا کرے۔

جاہل کی علامات

اسی طرح جاہل کے لئے بھی کچھ علامات ہیں۔ یہ کہ لوگوں پر ظلم کرے، چھوٹوں کے ساتھ بے راہروی کرے، زعماء و متقدمین پر تکبر کرے، بغیر جانے بات کرے، خطا سے سکوت اختیار کرے، جب مصیبت میں مبتلا ہو تو اپنے آپ کو ہلاک کردے اور جب بھلائی کے کام دیکھے تو منہ پھیر لے۔

حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میں نے کسی انسان کے لئے عقل سے زیادہ اچھا کوئی لباس نہیں دیکھا، اگر وہ ٹوٹ جائے تو جوڑ دے۔ اگر گر پڑے تو سیدھا کھڑا کردے، اگر ذلیل ہو جائے تو عزت دار بنا دے۔ اگر گڑھے میں گر پڑے تو نکال لے۔ اگر فقیر ہو جائے تو مال دار کر دے۔ اور سب سے پہلی چیز جس کی طرف ایک عالم عاقل محتاج ہے عقل ہی ہے جیسا کہ اس حکایت سے ظاہر ہے۔

ایک عقلمند کی حکایت

کہتے ہیں کہ خلفائے بنی عباس میں مامون سے زیادہ کوئی عالم نہ تھا۔ اس نے ہفتے میں دو دن مناظرۂ فقہاء کے لئے مقرر کر رکھے تھے۔ اس کے پاس فقہاء و مناظرین، علماء و متکلمین جمع ہوتے، ایک دن اس کی مجلس میں ایک مسافر آیا۔ وہ سپید پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ وہ لوگوں کے آخر میں اور فقہاء کے پیچھے ایک بے وقعت مقام پر بیٹھ گیا، طریقہ یہ تھا کہ مسئلہ اہلِ مجلس کے سامنے پیش ہوتا۔ اگر کوئی شخص کوئی لطیفہ یا نکتہ پاتا تو بیان کرتا۔ بات چلی حتی کہ اس غریب الوطن تک نوبت پہنچی۔ اس نے عجیب و غریب بات کہی مامون کو بھلی لگی تو اس نے حکم دیا کہ اسے کسی بلند مقام پر بٹھایا جائے۔ جب دوسرا مسئلہ چلا تو اس نے تمام فقہاء سے بہتر جواب دیا تو

مامون نے حکم دیا کہ اس کا مرتبہ اور بلند کیا جائے۔ جب تیسرا مسئلہ چھڑا تو اس نے سابقہ دو مسائل سے بھی زیادہ اچھا جواب دیا۔ مامون نے حکم دیا کہ اسے میرے قریب بٹھادیا جائے۔ جب مناظرہ ختم ہو گیا تو پانی لایا گیا لوگوں نے ہاتھ دھوئے۔ کھانا لایا گیا، انہوں نے کھایا۔ پھر فقہاء اٹھے اور باہر نکل گئے۔ مامون نے اس شخص کو اور قریب کیا اور اسے احسان و اکرام کے ساتھ اطمینان دلایا پھر مجلس شراب قائم ہوئی۔ ظریف، ندیم حاضر ہوئے اور دورِ شراب ہوا۔ جب دورِ جام اس شخص تک پہنچا تو وہ کھڑا ہو گیا اور کہا اگر امیر المومنین اجازت دیں تو ایک بات کہوں، اس نے کہا جو چاہے کہو۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو رفعت دے۔ آپ کی رائے عالی میں یہ بات بخوبی واضح ہے کہ یہ بندہ نا معلوم اشخاص سے تھا، اور ادنیٰ حاضرین سے تھا۔ امیر المومنین نے میری تھوڑی سی دانائی دیکھ کر مجھے بلند مراتب پر چڑھادیا اور اس مرتبہ تک پہنچا جہاں میری ہمت بھی نہیں پہنچ سکتی تھی۔ انسان جب شراب پیتا ہے تو عقل سے دُور ہو جاتا ہے، جہل سے قریب ہو جاتا ہے اور ادب کھو بیٹھتا ہے۔ پھر وہ اس مرتبہ تک پہنچ جاتا ہے کہ لوگوں کی نظروں میں ذلیل ہو جاتا ہے۔ تو اگر رائے عالی ہو تو اس تھوڑی سی عقل سے بندہ جدا نہ ہو، جس نے ذلت سے عزت بخشی اور اپنے فضل و کرم سے باوجود حقارت کے بڑا کر دیا اور صاحب رفعت و فضیلت بنا دیا۔ جب مامون الرشید نے اپنی تعریف و شکر کی باتیں سنیں تو اس کی مزید توقیر کی اور ایک لاکھ درہم کا حکم دیا۔ گھوڑے پر سوار کرایا اور عمدہ خلعتیں بخشیں، وہ ہر مجلس میں اس کے مرتبے کو بلند کرتا رہا حتی کہ تمام فقہاء سے بلند ہو گیا۔ ہم یہ حکایت عقل کی توصیف کی بنا پر لائے ہیں کیوں کہ عقل انسان کو بلند مراتب تک پہنچا دیتی ہے اور جہالت انسان کو اس کے بلند درجے سے گرا دیتی ہے۔

خلیفہ منصور کی دانشمندی

کہتے ہیں کہ ایک دن خلیفہ منصور کے دروازے پر ایک شخص آیا اور کہا اے دربان! امیر المومنین سے کہہ کہ ایک عالم شخص دروازے پر آیا ہے جس کا نام عاصم ہے اور وہ یہ کہتا ہے کہ امیر المومنین کے اور میرے درمیان پچھلے دنوں ایک سال تک ملک شام میں درس و تدریس میں صحبت رہی ہے اس لئے وہ اب سلام کرنے اور تجدید زیارت کرنے آیا ہے۔ دربان نے منصور سے کہا تو اس نے بلالیا۔ پاس بٹھایا، مگر اس کی گفتگو اور سوئے ادب سے تنگ دل ہو گیا۔ پوچھا کس لئے آئے ہو؟ کہا کہ پرانی صحبت کے وسیلہ سے امیر المومنین کا دیدار کرنے آیا ہوں تو اس نے ہزار درہم دینے کا حکم دیا۔ اس شخص نے یہ دام لے لئے اور چلا گیا۔ پھر دوسرے سال آیا۔ منصور کا ایک بیٹا مر گیا تھا۔ وہ تعزیت کے لئے بیٹھا تھا۔ یہ شخص سلام کر کے داخل ہوا اور دعا دی۔ منصور نے کہا کہ کیوں آیا ہے؟ کہا کہ میں وہی شخص ہوں جو شام میں آپ کے ساتھ تھا۔ میں تعزیت کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ منصور نے پانچ سو درہم دینے کا حکم دیا۔ وہ لے کر چلا گیا۔ پھر تیسرے سال لوٹا تو اب کوئی وجہ ملاقات نہ نکال سکا مگر لوگوں کے ساتھ داخل ہو گیا اور سلام کیا خلیفہ نے کہا کہ کیوں آئے ہو؟ کہا کہ میں وہی شخص ہوں جو ملک شام میں آپ کے ساتھ تھا۔ ہم تم درس و تدریس، کتابت اخبار و استماعِ حدیث میں شریک رہتے تھے، میں نے آپ کے ساتھ دعائے حاجت یاد کی تھی وہ دعا ایسی تھی کہ ہر ضرورت اس سے پوری ہو جاتی تھی مجھ سے ضائع ہو گئی ہے۔ میں امیر المومنین کے پاس اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ اس کی نقل کر لوں۔

منصور نے کہا کہ اس دعا کی طلب کی تکلیف نہ اٹھاؤ وہ مستجاب نہیں ہے۔ میں تین سال سے اس کے ذریعہ سے دعا مانگ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے تیری

دردسری سے بچادے تو خلاصی نصیب نہ ہوئی اگر مستجاب ہوتی تو میں کبھی کا خلاصی پاجاتا تو وہ شخص بہت شرمایا۔

ہم یہ حکایت اس لئے لائے ہیں کہ انسان اگرچہ عالم ہو مگر عقل نہ ہو تو اس کا جاہ و مرتبہ گر جاتا ہے۔

ملاقات کے آداب

منصور کے پاس ایک شخص مدینہ سے پرانی دوستی کی بنا پر ملنے کے لئے آیا۔ یہ شخص بڑا عقل مند تھا۔ مگر عالم نہ تھا، منصور نے اسے دیکھا تو قریب بلایا اور نزدیکی عطا کی۔ وہ شخص کہنے لگا امیر المومنین! مجھے آپ سے بہت محبت ہے میں آپ کی اطاعت و دعا میں بہت مخلص ہوں۔ مگر میں خدمتِ ملوک کے لائق نہیں ہوں۔ تو مجھے بتایئے کہ میں آپ کی زیارت کے لئے آیا کروں تو کیا کیا کروں تاکہ سوئے ادبی کا اظہار نہ ہو؟ منصور نے کہا، ذرا دیر دیر سے آیا کرو۔ اور جب مجھے ملنے آؤ تو اپنی زیارت و غیوبت کے درمیان ایک مدت کا فاصلہ دیا کرو۔ اتنا فاصلہ کہ تمہاری غیوبت سے میں تمہیں بھول نہ جاؤں۔ اور جب تم آؤ تو میں ملول نہ ہو جاؤں اور تمہاری محبت میرے دل میں پہلے کی نسبت زیادہ ہی ہو جب بیٹھو تو مجھ سے دُور بیٹھو حتی کہ دربان بالتدریج تمہیں مجھ سے قریب کردے۔ زیادہ دیر تک نہ بیٹھو کہ لوگ تمہیں بے ادب سمجھیں، اپنی حاجت و ضروریات پیش نہ کرو، مبادا کہ میں تنگ دل ہو جاؤں۔ جب میں احسان کروں تو جہاں کہیں تم جاؤ میرا شکریہ ادا کرو، کہ جب مجھے تمہارے تشکر و امتنان کا حال معلوم ہو تو خوش ہوں اور تم پر اور زیادہ احسانات کروں۔ لوگوں کے سامنے پرانی باتوں کو جو میرے اور تمہارے درمیان ہوئیں نہ دہرانا۔ اس شخص نے ان نصائح پر عمل کیا وہ ہر سال دوبار سلام کے لئے حاضری دیتا اور منصور ہر سلام پر اسے ہزار درہم دیتا۔

کامل العلم والعقل

یہ حکایت میں نے اس لئے ذکر کی ہے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ جو شخص صاحبِ عقل ہوتا ہے اگرچہ عالم نہ ہو تو عقل اس کی راہبری کرتی ہے اور جو عالم ہو مگر عقل نہ رکھتا ہو تو اس کے تمام معاملات مقلب ہو جاتے ہیں۔ اور جو شخص تام العلم و کامل العقل ہوتا ہے وہ دنیا میں یا نبی ہوتا ہے یا فلسفی۔ یا امام وقت کیونکہ انسان کا جمال، عزت، مرتبت اور صلاح دنیا و آخرت عقل کے ساتھ ہے اور اسی کے ذریعہ ان کی تکمیل ہوتی ہے لہذا اس کے اوصاف مکمل ہوتے ہیں۔

عقلمندی کیا ہے

عقل ایمان کا اوّل، اوسط اور آخر ہے۔ بعض حکماء نے کہا ہے کہ عقل مندی یہ نہیں ہے کہ انسان جب کسی مصیبت میں پڑ جائے تو اس سے بہتری کے ساتھ عہدہ برآ ہو سکے، بلکہ عقل مندی یہ ہے کہ اپنے آپ کو کسی ایسے معاملے میں نہ ڈالے جس سے خلاصی کی ضرورت پڑے۔

پرویز کی بیٹے کو نصیحت

پرویز نے اپنے بیٹے سے کہا کہ رعیت کی حفاظت کر تاکہ عقل تیری حفاظت کرے، رعیت سے اپنی آفتوں کو دُور رکھ تاکہ عقل آفات کو تجھ سے دور رکھے، جان لے کہ تو لوگوں کے درمیان حَکم ہے اور عقل بڑا حاکم ہے تو جس طرح لوگوں کو یہ چاہیے کہ وہ تیرا حکم مانیں، تجھے بھی چاہیے کہ عقل کا حکم مانے۔

عقل سورج کی مثل اور نیکیوں کا دل ہے

یونان وزیر نے ایک چٹھی ملک عادل کسریٰ نوشیروان کو لکھی، جس میں

عقل اور عقل کے بارے میں کچھ باتیں لکھی تھیں نوشیروان نے شکریہ ادا کیا اور دبیر (محرر) سے کہا کہ اس کا جواب لکھ، اس نے لکھا اے حکیم آپ نے مجھ تک عقل کا پیغام بڑی خوبی سے پہنچایا ہے۔ ہم اور ہم سے سابق بادشاہ عقل کے ساتھ ہی مزین ہوئے تو ہم اس کی مخالفت کیسے کر سکتے ہیں۔ کیوں کہ عقل منداللہ سے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ عقل سورج کی مانند ہے اور نیکیوں کا دل ہے، عقل جہاں بھی ہو اچھی ہے بالخصوص اکابر وزعماء میں، جیسے درخت میں رطوبت ہوتی ہے کہ جب اس میں رطوبت رہتی ہے تو لوگ اس کی خوشبو، پھل، پھول، تازگی طراوت سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور محظوظ ہوتے ہیں مگر جب تک رطوبت خشک ہو جاتی ہے اور تازگی ختم ہو جاتی ہے تو سوائے اکھاڑ کر پھینک دینے کے کسی کام کا نہیں رہتا۔ اسی طرح جب تک انسان کی عقل صحیح اور جسم سلیم رہتا ہے۔ تو اس کی صحبت مبارک اور فائدہ مند رہتی ہے اور جب عقل زائل ہو جاتی ہے اور جہالت غالب آجاتی ہے تو وہ زندگی کی صلاحیت نہیں رکھتا اور سوائے موت کے اس کی کوئی بھی پردہ داری نہیں کرتا۔

عقل کے فائدے

نوشیروان نے کہا ہے کہ میں کیسے عقل کی مخالفت کر سکتا ہوں اور کیسے وہ کام نہ کروں جس کا عقل حکم دے۔ جب کہ کسی بادشاہ یا رعیت کے کسی آدمی کے لئے عقل سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے۔ کیوں کہ اسی کی روشنی سے قبیح و ملیح حق و باطل، صدق و کذب اور جید و ردی کے درمیان فرق ہوتا ہے۔

عقل اور شجاعت مشکل سے جمع ہوتی ہیں

بزرجمہر نے کہا ہے کہ دو چیزیں ایک شخص میں مشکل سے جمع ہوتی ہیں۔ ایک عقل کامل اور دوسرے شجاعت کاملہ۔

عقل کے بغیر علم کا فائدہ نہیں

لقمان نے کہا ہے کہ انسان خواہ کتنا ہی بڑا عالم کیوں نہ ہو مگر وہ اپنے علم سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا جب تک کہ عقل اس کے علم کا ساتھ نہ دے۔

دشمن کو عقلمند ہونا چاہئے

نوشیروان نے بزرجمہر سے پوچھا کہ آپ کسے سب سے زیادہ عقل مند دیکھنا چاہتے ہیں؟ کہا کہ اپنے دشمن کو جب کہ وہ دشمنی کا برتاؤ کرے۔ اس نے پوچھا کیوں؟ کہا تاکہ میں اس کی برائی سے محفوظ رہوں، نیز کہا کہ ہر چیز جب زیادہ ہو جاتی ہے تو بے توقیر ہو جاتی ہے۔ مگر عقل خواہ کتنی ہی زیادہ ہو جائے اس سے عقل والے کی عزت ہی بڑھتی ہے۔ بزرجمہر سے پوچھا گیا کہ انسان کے لئے کون سی چیز ضروری ہے کہ بغیر اس کے کام ہی نہ بن سکے، کہا عقل، تو اس سے پوچھا گیا کہ عقل کی قیمت کیا ہے؟ کہا کہ جو چیز انسان میں کامل پائی ہی نہ جائے اس کی قدر کیسے پہچانی جائے۔

علم کے ساتھ عقل اور تجربہ

بعض حکماء نے کہا ہے کہ تمام چیزیں عقل کی طرف محتاج ہیں اور عقل تجربہ کی طرف محتاج ہے، کوئی تونگری عقل سے زیادہ نہیں اور کوئی فقر جہل سے زیادہ نہیں، انسان کا علم جس قدر زیادہ ہوتا ہے اسے اسی قدر عقل کی زیادہ ضرورت پڑتی ہے، انسان اس بارے میں ایک ضعیف چرواہے کی مانند ہے جس کے ساتھ بڑا بھاری ریوڑ ہو۔ یہ کہاوت ایسے موقعہ پر بولی جاتی ہے جو عالم تو ہو مگر عقل نہ رکھتا ہو۔

عقل امیر ہے اور اس کے لشکر بہت ہیں

علماء نے کہا ہے کہ عقل امیر ہے اور اس کے بہت سارے لشکر ہیں۔ اس

کے لشکر، تمیز، حفظ و فہم وغیرہ ہیں، روح کی مسرت عقل سے ہے کیوں کہ اسی کے ساتھ جسم کا ثبات ہے، روح چراغ اس کا نور عقل ہے، پھر وہ تمام جسم میں پھیل جاتی ہے، عقل مند کبھی غم گین نہیں ہوتا کیوں کہ وہ ایسے کام ہی نہیں کرتا جن سے غم ہو اور کوئی ایسا کام شروع نہیں کرتا جو اس جیسے کے لائق نہ ہو۔

عقل ادب سے بہتر ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ عقل بہتر ہے یا ادب؟ کہا کہ عقل بہتر ہے کیونکہ عقل اللہ تعالیٰ سے ہے اور ادب بندوں کی جانب سے ایک قسم کی تکلیف ہے۔

حضرت عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ عقل بہتر ہے یا ادب، کہا عقل، ان سے پوچھا گیا کہ عقل کیا ہے؟ کہا کہ عقل علم کا سیکھنا اور عمل بالعلم ہے۔ علم اس لئے حاصل کرنا چاہئے تاکہ یہ جانیں کہ کیا اعمال کرنے چاہئیں؟ اور عقل اس لئے ہے کہ جب یہ معلوم ہو جائے تو اس پر عمل کرے۔

عقل سے بہتر کوئی نعمت نہیں

نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو عقل سے بہتر کوئی چیز عطا نہیں کی ہے۔ عاقل کی نیند جاہل کی عبادت سے بہتر ہے، اور بے روزہ دار عاقل روزہ دار جاہل سے بہتر ہے اور عقل مند کا ہنسنا، جاہل کے رونے سے بہتر ہے۔

عقل کا جواب

ایک شخص نے اقلیدس سے کہا کہ مجھے جب تک آرام نہیں پڑے گا جب

تک کہ تیری جان نہ نکال لوں گا۔ تو اقلیدس نے کہا کہ میں اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھوں گا جب تک کہ کینہ تیرے دل سے نہ نکال لوں گا۔

جہل کی بدبو

ایک فلسفی نے کہا ہے کہ جس طرح مردار سے بُری بُو نکلتی ہے اسی طرح جاہل سے جہل کی بدبو نکلتی ہے اور اس کے اقارب اور اس کے پڑوسیوں کو ضرر پہنچاتی ہے۔

حکمت

۲۳ چیزوں کے درمیان تفریق وبندھن کا نام عقل ہے

ایک فلاسفر سے پوچھا گیا کہ عقل کیا ہے؟ کہا تیئیس چیزوں کے درمیان تفریق وبندھن کا نام عقل ہے، اگر یہ قیود نہ ہوں تو کھرا اکھوٹے کے ساتھ مل جائے۔

پہلی گرہ توحید وشرک ہے	دوسری ایمان وکفر کی
تیسری جدّ وتہور کی	چوتھی اسلام وغفلت کی
پانچویں یقین وشک کی	چھٹی کرم وبخل کی
ساتویں حُسن خلق وقباحت کی	آٹھویں تواضع وتکبر کی
نویں صداقت وعداوت کی	دسویں علم وجہل کی
گیارہویں حیاء ووقاحت کی	بارہویں حق وباطل کی
تیرہویں متانت وخفت کی	چودہویں ظلمت وضیاء کی
پندرہویں کرامت وذلت کی	سولہویں طاعت ومعصیت کی
سترہویں ذکر الٰہی وغفلت کی اور	اٹھارویں نصیحت وحسد کی
انیسویں سنت وبدعت کی	بیسویں رحمت وقساوت کی

اکیسویں فہم و حمق کی　　بائیسویں عافیت اور بیماری کی

تیئیسویں عدل و جور کی

صاحبِ کتاب کہتا ہے کہ دنیا کے تمام محاسن عقل میں ہیں اور تمام علوم و اعمال کا مرجع عقل ہے جیسا کہ اس حکایت سے ظاہر ہے۔

علم کی کوئی قیمت نہیں۔حکایت

حکایت ہے کہ ہوا حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت کو لے کر چلی آپ کے سامنے ایک شہر آیا تو آپ نے ہوا کو حکم دیا کہ تخت کو اتار دے۔ آپ شہر کے دروازے پر اترے۔ اس کے دروازے پر لکھا تھا کہ ایک دن کی کوشش کی اجرت ایک درہم، حُسن جمال کی ایک دن کی قیمت دو سو مثقال ہے، اور ایک گھڑی علم کی قیمت کا کوئی حساب نہیں۔

علم امیر ہے عقل تدبیر ہے

تمام چیزوں کا دارومدار علم پر ہے۔ علم امیر ہے اور تدبیر عقل کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے عقل دے تو اُسے بہت بھلائی مل گئی جیسا کہ شاعر کہتا ہے ؎

ان کنت من اصل جوهر منسوب
او یوسف الحسن ولد یعقوب
ما انت مجالس بعقلك المحبوب
فی الناس سری محقر معیوب

اگرچہ تم اصلی جوہر کی طرف منسوب ہو یا حُسن میں
یوسف ابن یعقوب ہو تو اپنی بے عقلی کے ساتھ
لوگوں میں حقیر و معیوب ہی سمجھے جاؤ گے۔

اے بھائی عقل کی کنہ، نفاست اور علوئے قیمت کو جان، اے عاقل تجھے وہاب باری کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے جس کی بڑی قدرت ہے۔

ساتواں باب

عورتوں کے بیان میں

سب سے بہتر عورت

سب سے بہتر عورت وہ ہے جو حسین بچے دینے والی اور کم مہر والی ہو، حضور ﷺ نے فرمایا ہے شریف عورت سے نکاح کرو کیوں کہ وہ پاکیزہ اور مبارک ہوتی ہے۔

عورتوں کا مشورہ

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے بُری عورتوں کے مشورے سے خدا سے پناہ مانگو اور اچھی عورتوں سے بھی بچو۔

دیندار عورت

صاحبِ کتاب کہتا ہے کہ جو شخص اپنی صلاح و تدبیر چاہتا ہے اور حسین عورت دل بہلانے کے لئے نہیں پاتا تو پھر اسے چاہئے کہ دین دار عورت چُنے کیوں کہ دین دار عورت بہتر بھی ہوتی ہے اور برکت والی بھی۔ جب دیانت آجاتی ہے تو مال بھی آجاتا ہے اور اس میں برکت بھی ہوتی ہے کیوں کہ جبل عورت کا دین نہ ہو اس کی کوئی بنیاد نہیں ہوتی اور نہ اس کے ساتھ برکت ہوتی ہے، دیانت ہی کی برکت سے ہر بھلائی پائی جاتی ہے جیسا کہ اس حکایت سے ظاہر ہے۔

امام عبداللہ بن المبارک کے والدین کی حکایت

مرو میں ایک شخص مسمی نوح بن مریم تھا وہ مرو کا رئیس اور قاضی تھا۔ وہ بڑا

صاحبِ نعمت اور فراخ دست تھا۔ اس کی ایک بیٹی بڑی حسین و جمیل اور صاحبِ کمال تھی۔ بڑے بڑے رؤسا و صاحبِ کمال لوگوں نے اس کا پیام دیا تھا، مگر اس نے کسی سے ہاں نہیں کی تھی۔ وہ اس کے معاملہ میں بڑا پریشان تھا، فیصلہ نہ کر سکا کہ کس سے شادی کرے۔ دل میں کہنے لگا کہ اگر فلاں شخص سے شادی کرتا ہوں تو فلاں ناراض ہو جائے گا۔ اس قاضی کا ایک ہندوستانی متقی غلام تھا جس کا نام مبارک تھا اور انگوروں، پھلوں اور میووں کا باغ بھی تھا۔ اس نے غلام سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تو جا کر باغ کی حفاظت کرے، غلام چلا گیا اور ایک ماہ تک اس باغ میں رہا۔ ایک دن اس کا آقا باغ میں آیا تا کہ انگور کے درخت دیکھے۔ غلام سے کہا، مبارک! انگوروں کا ایک گچھا لا، وہ ایک گچھا لایا تو وہ ترش تھے، آقا نے کہا اور لا، وہ اور گچھا لایا، وہ بھی کھٹا تھا، تو آقا نے کہا کیا بات ہے تُو ترش انگوروں کے سوا اور کوئی انگور نہیں لاتا۔ اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ یہ ترش ہیں یا میٹھے، تو آقا بولا، سبحان اللہ تو پورے ایک ماہ سے اس باغ میں ہے اور یہ نہیں جانتا کہ انگور میٹھے کون سے ہیں اور کھٹے کون سے؟ غلام نے کہا آپ کی قسم میں نے انگور نہیں چکھے۔ لہذا مجھے معلوم نہیں کہ کھٹے ہیں یا میٹھے، اس نے پوچھا کہ کیوں نہیں کھائے؟ کہا اس لئے کہ آپ نے مجھے حفاظت کے لئے بھیجا ہے کھانے کے لئے نہیں بھیجا تو میں آپ کی خیانت کیسے کرتا۔ قاضی نے تعجب کیا اور کہا کہ اللہ تیری امانت کی حفاظت کرے، قاضی جان گیا کہ غلام بڑا عقل مند ہے اس سے کہنے لگا اے غلام مجھے تجھ سے دلچسپی ہو گئی ہے میں چاہتا ہوں کہ تجھ سے جو کچھ کہوں تو وہ کرے، غلام نے کہا میں اللہ کا اور آپ کا مطیع و فرماں بردار ہوں، قاضی نے کہا میری ایک حسین و جمیل بیٹی ہے، اس کا پیام بہت سے امراء و رؤسا نے دیا ہے۔ میں فیصلہ نہیں کر سکا کہ کس کے ساتھ اس کی شادی کروں، تو بتا کہ کیا کروں؟ غلام نے کہا کہ زمانۂ

جاہلیت میں کفار، اصل و نسب اور حسب و خاندان دیکھتے تھے، اور یہود و نصاری حسن و جمال دیکھتے تھے، اور زمانۂ رسالت میں لوگ دین و تقویٰ دیکھتے تھے، مگر ہمارے زمانے میں لوگ مال کا مطالبہ کرتے ہیں۔ ان چاروں میں سے آپ جو پسند کریں وہ چُن لیں، قاضی نے کہا میں نے دین و تقویٰ اور امانت کو چُن لیا۔ لہذا میں چاہتا ہوں کہ لڑکی کی شادی تیرے ساتھ کر دوں، کیوں کہ میں تجھ میں صلاح، دیانت اور امانت پاتا ہوں اور عفت و صیانت تجھ میں دیکھتا ہوں، غلام نے کہا اے سردار میں ہندی کالا کلوٹا غلام ہوں۔ آپ نے مجھے اپنے پیسے سے خریدا۔ آپ میرے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کیسے کر سکتے ہیں؟ اور آپ کی بیٹی مجھے کیسے پسند کر سکتی ہے؟ قاضی نے کہا کہ میرے ساتھ گھر چل تاکہ اس کی کوئی تدبیر کروں۔ جب وہ دونوں گھر پہنچے، تو قاضی نے اپنی بیوی سے کہا کہ دیکھ یہ ہندی غلام متقی پرہیز گار ہے میں نے اس کی پرہیز گاری کی وجہ سے اسے پسند کیا ہے، اور یہ چاہتا ہوں کہ اپنی بیٹی کی شادی اس سے کر دوں۔ تیری کیا رائے ہے؟ وہ کہنے لگی کہ آپ کو اختیار ہے مگر میں لڑکی کے پاس جاتی ہوں، اسے اس امر کی اطلاع دیتی ہوں اور جواب لاتی ہوں، ماں بچی کے پاس گئی اور باپ کا پیغام پہنچایا۔ وہ کہنے لگی کہ جو آپ دونوں حکم دیں گے مجھے منظور ہے، میں آپ کے حکم سے باہر نہیں، نہ آپ کی مخالفت کر سکتی ہوں بلکہ آپ کی اطاعت کروں گی۔ قاضی نے بیٹی کی شادی مبارک سے کر دی اور دونوں کو بہت کچھ مال دیا، مبارک کے گھر لڑکا پیدا ہوا تو اس نے عبد اللہ نام رکھا۔ یہ لڑکا تمام دنیا میں عبد اللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور ہے جو بڑے صاحب علم وزہد بزرگ ہوئے ہیں اور روایت حدیث میں ماہر ہوئے ہیں۔ جب تک دنیا رہے گی ان سے احادیث و روایات کرتی رہے گی۔

شادی کرنا چاہو تو

ہاں اے بھائی، جب شادی کرنا چاہو تو دیانت دار کی تلاش کرو شہرت و مال والے کے طالب نہ بنو، کیوں کہ مال تو وبال ہو جاتا ہے اور عورت تجھے یہ دے بھی نہیں سکتی، جب کسی عورت کو پیام دو تو اس کی شہرت کی بنا پر پیام نہ دو، بلکہ دیانت و صالحیت کو دیکھو تا کہ تمہاری اطاعت میں رہے اور تمہارے لئے آگ سے نجات کا سبب بنے۔

امام عبد اللہ بن المبارک کی شادی کی حکایت

عبد اللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک دن دس عالم آئے۔ ان کے پاس دعوت کے لئے کچھ نہ تھا۔ صرف ایک گھوڑا ان کی ملکیت میں تھا جس پر ایک سال حج کرتے اور ایک سال جہاد کرتے آپ نے اس گھوڑے کو ذبح کر دیا۔ پکا کر مہمانوں کے سامنے لار کھا تو ان کی بیوی کہنے لگی سبحان اللہ آپ دنیا میں سوائے اس گھوڑے کے اور کسی چیز کے مالک نہ تھے، اسے کیوں ذبح کر ڈالا۔ تو جب گھر میں داخل ہوئے اور گھر کے سامان سے بقدر مہر سامان نکالا اور فوراً اسے طلاق دے دی۔ اور فرمایا جو عورت مہمانوں سے بغض رکھے وہ ہمارے کام کی نہیں، کچھ دنوں کے بعد ان کے پاس ایک شخص اور کہا کہ اے امام المسلمین! میری ایک بیٹی ہے اس کی ماں مر چکی ہر روز غم سے کپڑے پھاڑتی ہے آج آپ کی مجلس میں آئے گی تو اسے کچھ تسلی دے دینا شاید اس کا دل رقیق ہو جائے۔ جب آپ منبر پر بیٹھے تو ایسی باتیں کہیں جن سے لڑکی کی تسلی ہو گئی جب وہ گھر آئی تو بولی، ابا جان نے توبہ کر لی ہے اب اللہ کو کبھی ناراض نہیں کروں گی، مگر مجھے آپ سے ایک کام ہے، اس نے کہا وہ کیا؟ وہ کہنے لگی آپ ہمیشہ کہتے رہتے ہیں کہ ارباب دنیا تیرا پیام دیتے ہیں میں آپ کو قسم دلاتی ہوں کہ عبد اللہ کے علاوہ

میری کسی سے شادی نہ کرتا کیوں کہ اگر اس کے پاس دنیا نہیں ہے تو ہمارے پاس تو ہے۔
چنانچہ اس کے باپ نے عبداللہ بن المبارک سے لڑکی کی شادی کر دی اور بہت سامان اور مال دیا۔ دس گھوڑے جہاد کے لئے دیئے۔ ایک رات عبداللہ نے کسی کو خواب میں کہتے سنا کہ اگر تو نے ہماری خاطر ایک بوڑھی کو طلاق دے دی تھی تو ہم نے تجھے ایک باکرہ لڑکی عطا کی، اور ایک گھوڑا ذبح کیا تھا تو دس گھوڑے دیئے تاکہ تجھے معلوم ہو جائے کہ نیکی کا بدلہ دس گنا ملتا ہے، اور کسی نیک کام کرنے والے کا اجر ضائع نہیں ہوتا جس کسی نے ہمارے ساتھ معاملہ کیا وہ خسارے میں نہیں رہا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملہ کرنے والا کبھی گھاٹے میں نہیں رہتا جیسا کہ اس حکایت سے ظاہر ہے۔

نیک بیوی کی برکات کی حکایت

حضرت ابو سعید نے روایت کی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک نیک مرد تھا۔ اس کی بیوی بڑی متقی پرہیزگار صاحب رائے و احتیاط تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے کے نبی کی طرف وحی بھیجی کہ اس نیک بندے سے کہہ دے کہ میں نے اس کے لئے یہ بات مقرر کر دی ہے کہ نصف عمر تونگری میں گزرے نصف عمر فقر و فاقہ میں۔ تو اگر یہ چاہتا ہے کہ وہ جوانی میں امیر ہو جائے تو ہم اسے امیر کئے دیتے ہیں اور اگر یہ چاہتا ہے کہ بڑھاپے میں امیر ہو تو ہم ایسا کئے دیتے ہیں۔ جب اس شخص کو یہ بات پہنچی تو اس نے اپنی بیوی سے اس کا ذکر کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک پیام آیا ہے اور جو کچھ سنا تھا وہ بیان کیا اور کہا تیری کیا رائے ہے؟ اُس نے کہا کہ آپ کو اختیار ہے اس شخص نے کہا کہ میری یہ رائے ہے کہ جوانی میں فقر و فاقہ کو

قبول کر لوں، کیوں کہ جب جوانی کا عالم ہو گا تو برداشت کر لوں گا اور صبر کر سکوں گا اور جب بڑھاپے میں مال دار ہو جاؤں گا تو میرے پاس فراخ روزی ہو گی اور اپنے پروردگار کی طاعت و عبادت میں مشغول رہوں گا۔ عورت نے کہا جب ہم جوانی میں تنگ دست ہوں گے تو پروردگار کی طاعت نہ کر سکیں گے، خیرات و صدقات نہ کر سکیں گے تُو جوانی میں غنا کو قبول کر لے ہمارے پاس جوانی بھی ہو گی اور مال بھی اور طاعت الٰہی بھی۔ لہذا اپنے مال و جسم دونوں سے خدا کی عبادت کریں گے۔ مرد نے کہا تیری رائے درست ہے، ہم ایسا ہی کریں گے، تو پھر اس نبی پر وحی نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس شخص سے کہہ دے کہ چونکہ تو نے میری طاعت کو پسند کیا ہے اور میری عبادت میں کوشش کو صرف کرنے کا ارادہ کیا ہے، تیری اور تیری بیوی کی نیت ہماری اطاعت پر متفق و متحد ہو گئی ہے لہذا میں نے مقرر کر دیا ہے کہ تیری تمام عمر تونگری میں گزار دوں تاکہ تو اور تیری بیوی عبادت میں لگے رہیں۔ میں جو کچھ دوں میری مخلوق پر خرچ کرنا تاکہ تم دونوں کے لئے آخرت میں بھی حصہ ہو، اور دنیا میں بھی۔

صاحبِ کتاب کہتا ہے کہ ہم یہ حکایت اس لئے لائے ہیں تاکہ آپ نیک عورت کی قدر کو پہچانیں اور دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے نیک بیوی کے اندر کیا کیا نعمتیں رکھی ہیں۔

فصل

بیوی کی دیانت وعفّت

دیانت اور پردہ داری ایک نعمت ہے

آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ عورت کی دیانت اور پردہ داری اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے کیوں کہ عفیف عورت پر کوئی طامع قابو نہیں پاسکتا۔

صرف ایک دروازہ کھلا رہ گیا ہے

کہتے ہیں کہ ایک فاسق نے ایک عفیفہ کو حرام کی طرف دعوت دی۔ اس نے کہا جا اور سب دروازے اچھی طرح بند کر دے، عورت گئی پھر واپس آئی بولی کہ میں نے سب دروازے خوب اچھی طرح سے بند کر دیئے ہیں، بس ایک دروازہ کھلا رہ گیا ہے اس نے کہا کون سا دروازہ؟ وہ بولی کہ وہ دروازے جو ہمارے اور مخلوق کے درمیان تھے سب بند کر دیئے صرف وہ دروازہ باقی رہ گیا ہے جو میرے اور خالق کے درمیان ہے جسے میں بند نہیں کر سکتی وہ بحالہ کھلا ہوا ہے تو اس شخص کے دل میں اس کی اس بات سے ہیبت طاری ہوگئی اس نے خلوص کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے توبہ کی، گناہ سے باز آیا اور طاعت پروردگار کی طرف لوٹا۔

تو علوی یا خبیث

کہتے ہیں کہ سمرقند میں ایک علوی اپنے دروازے پر کھڑا تھا ایک حسین عورت اس کے پاس سے گذری۔ کوچہ بالکل خالی تھا اس علوی نے عورت کا پہونچا پکڑ لیا اور گھر کے اندر لے گیا۔ ارادہ کیا کہ اسے خراب کر دے۔

عورت نے کہا کہ آپ سے ایک مسئلہ پوچھتی ہوں پہلے اس کا جواب دے دیجئے پھر جو چاہے کرنا۔ اس نے کہا جو چاہے پوچھ، وہ بولی کہ جب آپ میرے ساتھ حرام کاری کریں گے اور میں حاملہ ہو جاؤں گی اور اس سے بچہ پیدا ہو گا تو یہ بچہ علوی ہو گا یا خبیث عامی؟ اس نے کہا علوی ہو گا، وہ عورت بولی تو بلاشبہ تو خبیث عامیوں سے ہے کیونکہ اگر خبیث نہ ہوتا تو ایسا نہ کرتا۔ وہ علوی شرمندہ ہوا اور اپنے ہاتھ کھینچ لئے اور اس کے بعد توبہ کی کہ کسی بھی عورت کی طرف حرام نگاہ سے نہیں دیکھوں گا۔

مرد غیرت مند ہو

چاہئے کہ مرد صاحبِ غیرت و حمیت ہو۔ اپنے گھر والوں کے بارے میں بھی، کیوں کہ حمیت دین سے ہے، یہ غیرت اس درجہ ہونی چاہئے کہ انسان کو چاہئے کہ غیر عورت کے ہاون دستے کی آواز بھی نہ سنے۔

عورت غیر مرد سے نرم گفتگو نہ کرے

اور جب کوئی اجنبی مرد گھر کا دروازہ کھٹکھٹائے تو عورت کے لئے جائز نہیں کہ نرمی اور سہولت سے جواب دے۔ کیوں کہ مردوں کے دل ذرا سی بات سے گرویدہ ہو جاتے ہیں۔ اگر جواب دینے کے سوا کوئی چارۂ کار ہی نہ ہو تو عورت کو چاہئے کہ منہ میں انگلی رکھ کر بات کرے تاکہ اس کی آواز بوڑھیوں کی آواز کے مشابہ ہو جائے۔

عورتیں مردوں کا نہ دیکھیں

عورتوں کے لئے جائز نہیں ہے کہ غیر مردوں کو دیکھیں اگرچہ وہ اندھا ہی کیوں نہ ہو۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ عبداللہ بن

اُم مکتوم عورتوں کے پاس بیٹھے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ غیر محرم کے پاس بیٹھے انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ تو اندھے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگرچہ وہ تجھے نہیں دیکھ سکتا لیکن تو تو اسے دیکھ سکتی ہے۔

حضرت رابعہ عدویہ کا پردہ

کہتے ہیں کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ حضرت رابعہ عدویہ کی زیارت کے لئے گئے چند دوست آپ کے ساتھ تھے جب دروازے پر پہنچے تو کہنے لگے کہ کیا ہمیں داخلہ کی اجازت ہے؟ انہوں نے کہا ذرا ٹھہرو، پردہ ڈال دیا اور اجازت دے دی۔ وہ سب آئے سلام کیا۔ انہوں نے پردہ کے پیچھے سے جواب دیا تو حسن رحمۃ اللہ علیہ پوچھنے لگے کہ آپ نے پردہ کیوں ڈالا؟ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

فاسئلو ھن من وراء حِجاب

عورتوں سے پردے کے پیچھے سے پوچھو

بد نظری کا بدلہ دنیا میں ہی مل جاتا ہے

مرد کو چاہیئے کہ کسی غیر ذی محرم عورت کی طرف نہ دیکھے۔ کیونکہ قبل اس کے کہ اسے آخرت میں بدلہ ملے گا۔ دنیا ہی میں بدلہ مل جائے گا۔ جیسا کہ اس حکایت سے ظاہر ہے۔

نا محرم کا ہاتھ پکڑنے والے کی بیوی کا ہاتھ بھی پکڑا گیا۔ حکایت

بخارا میں ایک سقہ (ماشقی)، ایک سُنار کے گھر میں تمیں سال سے پانی لے جایا کرتا تھا۔ اس سنار کی بیوی بڑی حسین تھی۔ بڑی صاحبِ کمال اور دیانت دار تھی۔ پردہ داری اور عفت میں شہرت رکھتی تھی۔ وہ سقہ حسبِ عادت

آیا۔ دروازے میں پانی بھرا تو دیکھا کہ سُنارن صحن میں سو رہی ہے وہ قریب آیا، اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے مسلا، دبایا اور چلا گیا۔ جب اس کا شوہر بازار سے آیا۔ تو اس نے کہا کہ میں یہ جاننا چاہتی ہوں کہ آج آپ نے بازار میں کیا کیا، جس سے اللہ خوش نہیں ہوا؟ اس نے کہا میں نے تو کچھ نہیں کیا عورت نے کہا اگر سچ سچ نہیں بتاؤ گے تو میں آپ کے گھر میں نہیں رہوں گی، اور اب آپ مجھے کبھی نہیں دیکھیں گے تو اس نے کہا بات یہ ہے کہ آج میری دکان پر ایک عورت آئی میں نے اس کے لئے سونے کے کڑے بنائے، عورت نے ہاتھ نکالا اور کڑا پہنا تو میں حیران رہ گیا۔ اس کا ہاتھ بہت گورا تھا۔ اور پہونچا بڑا حسین تھا مجھے یہ مثنوی یاد آگئی۔

فی ساعدھا سوار من تبر واری
کالنار یلوح فوق ماء جاری
ھل یخطرفی ھواجس الافکار
ماء ولہٗ منطقۃ من نار

اس کے پہونچے میں سونے کا کڑا ایسا لگتا ہے جیسے جاری پانی پر آگ ہو۔ کیا کسی کے دماغ پر یہ خیال گزر سکتا ہے کہ پانی کے گردِ اگرد آگ کا حلقہ ہو۔

پھر میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے خوب دبایا تو اس کی عورت بولی افسوس! تو نے ایسا کیوں کیا؟ تب ہی تو یہ بات ہوئی کہ تیس سال سے آنے والا شخص جس نے کبھی خیانت نہیں کی تھی آج اس نے میرا ہاتھ خوب دبایا، تو وہ سنار بولا پناہ بخدا! جو کچھ مجھ سے سرزد ہوا۔ معاف کردے۔ عورت نے کہا کہ اللہ سے حسنِ عاقبت کی دعا مانگ اگلے دن وہ سقہ آیا اور اس عورت کے سامنے زمین پر گر پڑا۔ اور لوٹنے لگا بولا اے مالکن مجھے معاف کردے،

شیطان نے مجھے گمراہ کر دیا تھا، عورت نے کہا اچھا جا، یہ خطا تجھ سے نہیں ہوئی بلکہ سُنار سے ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اس سے فوراً بدلہ لے لیا۔

عورت قناعت پسند ہو

عورت کو اپنے شوہر کے ساتھ ظاہر و باطن میں ایسا ہی ہونا چاہئے، کہ اگر زیادہ میسر نہ ہو تو تھوڑے پر قناعت کرے اور عائشہ رضی اللہ عنہا و فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اقتداء کرے تاکہ اہلِ جنت سے ہو جیسا کہ اس حکایت سے معلوم ہوتا ہے۔

آسمان و زمین سے بہتر - حکایت

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا چکی پیسا کرتی تھیں۔ حتیٰ کہ ان کی انگلیاں زخمی ہو گئیں ایک دن اس امر کی شکایت وہ اپنے شوہر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کرنے لگیں، انہوں نے کہا کہ اپنے پدرِ بزرگوار سے کہئے کہ آپ کے لئے ایک خادمہ خرید دیں، وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور کہنے لگیں کہ یارسول اللہ ﷺ مجھے ایک مددگار خادمہ کی ضرورت ہے، جو میرا ہاتھ بٹا سکے اور میرا کچھ بار اُٹھا سکے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تجھے اس سے بہتر چیز نہ بتا دوں جو خادمہ اور ساتوں آسمانوں زمینوں میں جو کچھ ہے اس سے بہتر ہو؟ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ فرمایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ جب سونے لگے تو تین بار سبحان اللّٰہ والحمد اللّٰہ و لاالہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر پڑھ لیا کرو۔

حضرت فاطمہؓ کی قناعت پسندی

احادیث میں ہے کہ ان کے پاس صرف ایک چادر تھی۔ سر ڈھانپتے تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں ڈھانپتے تو سر کھل جاتا۔ جس شب حضرت فاطمہ رضی

اللہ عنہا عروس بن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر میں گئی ہیں تو ان دونوں کے نیچے بکری کی ایک کھال تھی۔ دونوں اسی پر سوتے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گھر کے سامان سے سوائے ایک چادر اور چمڑے کے تکیے کے کچھ نہ تھا جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔

حضرت فاطمہؓ کا مقام

قیامت کے وقت منادی نداء دے گا کہ اے لوگو! نگاہیں نیچی کر لو حتیٰ کہ حضرت فاطمہ سیدۃ النساء گزر جائے۔

بیوی پر مرد کے حقوق

عورت کی محبت و عزت شوہر کے دل میں اس کے آرام اور اطاعت سے پیدا ہوتی ہے حتیٰ کہ خلوت و مجامعت کے وقت بھی اس کے حکم کی فرماں برداری کرے، اس کے منافع کی حفاظت کرے گھر میں چھپی بیٹھی رہے، پردے سے کم نکلے، عفیفہ کا اتم الاسرار ہو کر رہے، برداشت کرے، اس کے کھانے کے اوقات کا خیال رکھے، اور جب بھی دیکھے کہ وہ کھانا چاہتا ہے اسی وقت خندہ پیشانی سے کھانا بنا کر لائے۔ اور کوئی بھاری فرمائش اس سے نہ کرے، نہ کسی بات پر زیادہ اصرار کرے، نیند کے وقت پردہ داری کا خیال رکھے اور غیبت و حضور میں اس کے اسرار کی حفاظت کرے۔

خاوند پر بیوی کے حقوق

صاحبِ کتاب کہتا ہے کہ مردوں پر فرض ہے کہ عورتوں کے حقوق ادا کریں۔ اور ان کی حفاظت، احسان و مدارات کے ساتھ کریں جو شخص یہ چاہے کہ بیوی کے لئے رحیم و مشفق ثابت ہو تو اسے دس ۱۰ چیزوں کا خیال رکھنا چاہئے۔

۱۔ یہ کہ عورت اسے بغیر اجازت کے طلاق نہیں دے سکتی، اور وہ جب

چاہے اسے طلاق دے دے۔

۲۔ وہ ذرا سی چیز بھی بغیر اس کی اجازت کے نہیں لے سکتی اور وہ جب چاہے لے سکتا ہے۔

۳۔ وہ جب تک اس کے عقدِ نکاح میں ہے کسی دوسرے مرد سے شادی نہیں کر سکتی اور وہ اور عورتوں سے بھی شادی کر سکتا ہے۔

۴۔ وہ گھر سے بغیر اس کی اجازت کے نہیں نکل سکتی۔ اور وہ جب چاہے گھر سے باہر آجا سکتا ہے۔

۵۔ عورت کے لئے ممکن نہیں کہ وہ صبر کر سکے مگر مرد کے لئے یہ ممکن ہے۔

۶۔ وہ مرد سے ڈرتی ہے اور مرد عورت سے نہیں ڈرتا۔

۷۔ عورت مرد کی خندہ پیشانی اور شیریں گفتگو پر قانع ہو جاتی ہے مگر مرد کسی چیز پر بھی قانع نہیں ہو سکتا۔

۸۔ وہ اپنے ماں باپ اور عزیز و اقارب کو چھوڑ بیٹھتی ہے اور وہ کسی کو بھی نہیں چھوڑتا۔

۹۔ وہ ہمیشہ اس کی خدمت کرتی ہے اور وہ ہمیشہ اس کی خدمت میں لگا نہیں رہتا۔

۱۰۔ وہ جب بیمار ہوتا ہے تو عورت خدمت گزاری میں جان کی پرواہ بھی نہیں کرتی لیکن اگر عورت مر بھی جائے تو وہ چنداں پرواہ نہیں کرتا۔

ان مذکورہ بالا وجوہات کی بناپر عقلاء پر واجب ہے کہ وہ عورتوں کے معاملہ میں رحم دل ہوں اور ان پر ظلم و ستم نہ ڈھائیں کیوں کہ عورت مرد کی قید میں ہے۔ مردوں کو چاہئے کہ عورتوں کے ساتھ مدارات کریں۔ کیوں کہ ان کی عقلیں ناقص ہوتی ہیں، ان کے نقصان عقل کی بنا پر مرد کو ان کا اتباع کرنا ضروری نہیں ہے اور ان کے افعال و آراء پر اعتماد کرنا جائز نہیں ہے، جو لوگ عورتوں کی رائے پر عمل کرتے ہیں ان کا انجام اس حکایت سے ظاہر ہے۔

عورتوں کی بات ماننے کا نقصان- حکایت

کہتے ہیں کہ خسرو پرویز مچھلی کھانا پسند کرتا تھا، ایک دن بیٹھا تھا اور شیریں اس کے برابر بیٹھی تھیں، ایک شکاری بڑی بھاری مچھلی لے کر آیا۔ اور بطور نذرانہ پیش کی، اور اس کے سامنے رکھ دی اسے بھلی لگی تو اس نے چار ہزار درہم دینے کا حکم کیا۔

شیریں نے کہا کہ آپ نے بہت بُرا کیا، اس نے کہا کیوں ؟ بولی کہ جب آپ اپنے کسی خادم کو اس جیسا عطیہ دیں گے تو وہ اسے حقیر سمجھے گا۔ اور کہے گا مجھے اتنا دیا ہے جتنا شکاری کو دیا تھا، بادشاہ نے کہا تو نے سچ کہا مگر بادشاہ کو دے کر واپس لینا موزوں نہیں، بات گذر چکی اب کیا ہو، شیریں نے کہا کہ میں یہ کام کر سکتی ہوں، خسرو نے کہا کیسے ؟ وہ بولی شکاری کو بلا کر پوچھئے کہ یہ مچھلی مذکر ہے یا مؤنث ؟ اگر کہے مؤنث ہے تو کہنا مجھے تو مذکر چاہیئے تھی اور اگر کہے مذکر ہے تو کہنا مجھے تو مؤنث درکار تھی، شکاری کو بلایا گیا، وہ بڑا ذہین تھا۔ خسرو نے اس سے پوچھا یہ مچھلی مذکر ہے یا مؤنث ؟

شکاری نے زمین کو بوسہ دیا اور کہا کہ خدا بادشاہ کے اقبال کو ہمیشہ بر قرار رکھے، یہ مچھلی تو مخنث ہے نہ مذکر ہے نہ مؤنث، خسرو اس کے اس جواب پر ہنس پڑا، اور مزید چار ہزار درہم دینے کا حکم دیا، شکاری خازن کے پاس گیا اور آٹھ ہزار درہم لے کر تھیلہ میں جو اس کے ساتھ تھا رکھ کر چلا۔ تو ایک درہم گر پڑا۔ شکاری نے تھیلا کندھے سے اُتار کر رکھ دیا اور درہم اُٹھانے لگا۔

بادشاہ اور شیریں دونوں دیکھ رہے تھے، شیریں نے خسرو سے کہا کہ آپ نے اس شکاری کی خساست دیکھی کہ ایک درہم گرا تو اس کے اٹھانے کے لئے آٹھ ہزار درہم کندھے سے اُتار کر رکھ دیئے اور ایک درہم نہ چھوڑ سکا کہ شاہ کا کوئی غلام اٹھا لیتا، خسرو کو غصہ آگیا حکم دیا کہ صیاد کو واپس لایا

جائے۔ وہ آیا تو خسرو نے کہا ارے کمینے! تو انسان معلوم نہیں ہوتا ایک درہم کے لئے تو نے اتنا بڑا مال اتار پھینکا اور ایک درہم نہ چھوڑ سکا۔ کہ کوئی غریب فقیر اُٹھا لیتا شکاری نے زمین کو بوسہ دیا اور کہا کہ اللہ بادشاہ کی مملکت کو قائم ودائم رکھے میں نے یہ درہم اس لئے نہیں اٹھایا کہ میرے نزدیک اس کی کوئی اہمیت تھی، بلکہ زمین سے اسے اس لئے اٹھایا ہے کہ اس کی ایک سمت پر بادشاہ کا نام ہے، اور دوسری طرف بادشاہ کی تصویر ہے۔ مجھے یہ خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں کوئی انجان پن سے اس پر پاؤں نہ رکھ دے۔ اور بادشاہ کے نام اور تصویر کی توہین نہ ہو جائے اور یہ گناہ کہیں میرے ذمہ نہ لگ جائے۔

خسرو نے اس کے اس جواب پر تعجب کیا اور مزید چار ہزار درہم دینے کا حکم دیا، صیاد بارہ ہزار درہم لے کر لوٹا، خسرو نے منادی سے کہا کہ اعلان کر دے کہ کوئی شخص عورتوں کی رائے پر عمل نہ کرے، کیونکہ جو کوئی ان سے مشورہ کرے گا یا ان کی رائے پر عمل کرے گا۔ تو ایک درہم کی بجائے دو درہم نقصان اُٹھائے گا۔

صاحبِ کتاب کہتا ہے کہ دنیا کی آبادی اور بنی آدم کا توالُد تناسل عورتوں ہی کے ذریعہ سے ہے اور کوئی بھی تعمیر بغیر رائے و تدبیر کے صحیح نہیں بیٹھتی، بزرگوں نے کہا ہے کہ ان سے مشورہ لو، مگر ان کی مخالفت کرو۔

فاضل ہوشیار انسان کا فرض ہے کہ عورتوں کے پیام اور ان کے عقد میں احتیاط سے کام لے اور بالغ ہوتے ہی لڑکی کی شادی کر دے، تاکہ وہ غداری، عیب، مرض روحانی اور مشقت قلبی میں مبتلا نہ ہو جائے، حقیقت یہ ہے کہ مرد پر جو بھی مصیبت پڑتی ہے وہ عورت ہی کی وجہ سے پڑتی ہے۔

امیر و قاضی کا انجام

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں :

ما من رجل يلي أمر عشرة فما فوق ذلك إلا أتى الله يوم القيامة مغلولة يداه إلى عنقه فكه عدله أو أوبقه إثمه . ا؎

(ترجمہ) جو شخص دس آدمیوں یا ان سے زیادہ کا امیر بن گیا تو قیامت کے دن اللہ کے سامنے اس حالت میں پیش ہو گا اس کے دونوں ہاتھ اس کی گردن سے جکڑے ہوئے ہوں گے یا تو اس کا عدل اسے آزاد کرادے گا یا اسکا گناہ اس کو جہنم میں ڈال دے گا۔

امارت کا بوجھ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ! آپ مجھے حاکم نہیں بناتے ؟ تو آپ ﷺ نے میرے کندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا :

يا أبا ذر إنك ضعيف، وإنها أمانة، وإنها يوم القيامة خزى وندامة إلا من أخذها بحقها وأدى الذى عليه فيها . ۲؎

(ترجمہ) اے ابوذر ! تم ضعیف ہو اور یہ امانت ہے یہ قیامت کے دن رسوائی اور ندامت بنے گی مگر اس شخص کے لئے جو اس کو حق کے ساتھ لے اور اس کے حق کی ادائیگی کرے۔

مسلمانوں کے حاکم کو پل صراط پر کھڑا کیا جائے گا

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بشر بن عاصم کو صدقات کی وصولی کے لئے بھیجا اس نے کہا اے عمر ! میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے جو

ا؎ رواه أحمد والطبراني، مجمع الزوائد ٥:٢٠٤، ٢٠٥. مسند أحمد ٥:٢٦٧. المصباح ١:٣٠١

۲؎ أخرجه مسلم وأبوداود والمنذرى فى الترغيب والترهيب ٣:١٣٤. والشيبانى فى تيسيرالوصول ٢:٣٦. سنن أبى داؤد ٣:٤٨. النووى شرح مسلم ١٢:٢١. المصباح ١:٣٠٢.

شخص مسلمانوں کا بادشاہ بنایا جائے اس کو جہنم کے پل پر قیامت کے دن کھڑا کیا جائے گا پل کو اس کے ساتھ ایسا زلزلہ آئے گا اگر وہ نیک ہوگا تو نجات پائے گا اگر بُرا ہوگا تو پل پھٹ جائے گا اور وہ جہنم کی گہرائی میں ستر سال تک گرتا رہے گا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے مغموم ہو کر منہ پھیر لیا۔ پھر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ان سے ملے تو کہا اے عمر تجھے کیا ہے میں آپ کو غمگین اور رنجور دیکھ رہا ہوں فرمایا مجھے کون سی چیز روکنے والی ہے جبکہ میں نے بشر بن عاصم سے آنحضرت ﷺ کی حدیث اسطرح سے بیان کرتے ہوئے سنی۔ حضرت ابوذر نے فرمایا آپ نے آنحضرت ﷺ سے یہ حدیث نہیں سنی تھی فرمایا نہیں۔ تو فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مسلمانوں کے والیوں میں سے کوئی شخص حکمران بنا تو اس کو قیامت کے دن جہنم کے پل پر کھڑا کیا جائے گا جہنم اس کے ساتھ زلزلہ کھائے گی حتی کہ اسکا ہر جوڑ اسکی جگہ سے ہل جائے اگر وہ نیک تھا تو نجات پائے گا اگر گنہگار تھا تو پل اس کے ساتھ پھٹ جائے گا اور وہ ستر سال کی گہرائی میں نیچے گر جائے گا۔ اے عمر! آپ کے دل کو ان حدیثوں میں سے کس نے دکھیا کیا؟ فرمایا دونوں نے مجھے غمگین کیا کون شخص اس سلطنت کو اس کے حقوق کے ساتھ لے گا ۱؎

عوام کی صحت کا مدار ان لوگوں پر ہے

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں دو قسم کے لوگ ایسے ہیں اگر وہ صحیح ہو جائیں تو عوام بھی صحیح رہتے ہیں بادشاہ اور علماء۔ اگر بادشاہ ظلم کرے تو دنیا میں اس کے ذکر جمیل میں عیب لگ جاتا ہے اور آخرت میں اس کے لئے عذاب تیار کیا جاتا ہے ۲؎

۱؎ رواہ الطبرانی. مجمع الزوائد ۵:۲۰۵، ۲۰۶، الترغیب والترھیب ۳:۱۳۳. المصباح ۱:۳۰۴.

۲؎ الشفاء لابن الجوزی ص ۴۵.

عادل حکمران کا مرتبہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ سے نقل کرتے ہیں:

ألوالی العادل المتواضع ظل الله، وركنه فی أرضه، ويرفع للوالی العادل المتواضع، فی كل يوم عمل ستين صديقا، كلهم عابد مجتهد فی نفسه. ا؎

(ترجمہ) عدل کرنے والا متواضع حکمران اللہ کا سایہ ہے اور اس کی زمین میں اس کا رکن ہے اور عادل متواضع والی کا مرتبہ ہر دن ساٹھ صدیقوں کے برابر بڑھایا جاتا ہے۔ ساٹھ صدیق بھی وہ جو عابد ہیں اور عبادت میں انتہائی مشقت اٹھانے والے ہوں۔

عبادت پر عدل کی فضیلت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ سے نقل کرتے ہیں:

ساعة عدل من سلطان خير من عبادة ستين سنة، قيام ليلها، وصيام نهارها. وجور ساعة أشد وأعظم، من معصية ستين سنة. ۲؎

(ترجمہ) بادشاہ کی طرف سے ایک گھڑی عدل کرنا ساٹھ سال کی عبادت سے افضل ہے۔ جن کی راتوں کو عبادت کی جائے اور دن کو روزہ رکھا جائے

ا؎ حديث ضعيف. الجامع الصغير ۱۷۷. ويسند السيوطی الحديث فی مسند أبی بكر أثناء ترجمته عن أبی بكر فی تاريخ الخلفاء ۹۲ ويقول أخرجه ابن جبان فی كتاب الثواب كما أخرجه أبو الشيخ والعقيلی فی الضعفاء كشف الخفاء (۱:۵۵۳) يقول رواه ابن أبی شيبة عن أبی بكر بلفظ "السلطان العادل ....." وقد ذكر ابن الجوزی فی كتاب المصباح المضیء الحديث مطولا (۱:۲۰۶،۲۰۷)

۲؎ رواه المنذری فی الترغيب والترهيب (۳:۱۳۵) ونسبه إلى الأصبهانی و ذكر ابن الجوزی الحديث فی المصباح (۱:۲۰۷) بلفظ "عدل ساعة".

اور ایک گھڑی کا ظلم ساٹھ سال کی معصیت سے زیادہ شدید اور بڑا ہے۔

اقامتِ حد کی اہمیت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حد يقام في الأرض خير من المطر لأهلها أربعين صباحا. [۱]

(ترجمہ) زمین میں حد قائم کرنا چالیس صبح تک زمین والوں پر بارش برسانے سے بہتر ہے۔

عادل حکمران نور کے منبروں پر ہوں گے

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

إن المقسطين في الدنيا على منابر من نور يوم القيامة بين يدي الرحمن بما أقسطوا في الدنيا. [۲]

(ترجمہ) دنیا میں انصاف کرنے والے قیامت کے دن نور کے منبروں پر اللہ کے سامنے بیٹھے ہوں گے۔

۱۔ سنن ابن ماجه (۲:۸٤٨) الحديث رقم ۲۵۳۸ باختلاف في السند واللفظ وسنن النسائي (۸:۷٦) من طريق إسماعيل بن عليه باختلاف لفظي يسير وكذلك في المعجم الصغير للطبراني (۲:۷۲) من طريق محمد بن قدامة وعن طريق أبي هريرة في الجامع الصغير للسيوطي ۱۳۵، وذكره ابن الجوزي في المصباح (۱:۲۱۱).

۲۔ مختصر صحيح مسلم (۲:۸۹) الحديث رقم ۱۲۰۷ باختلاف لفظي يسير عن عبدالله بن عمر و مسند احمد بن حنبل (۲:۱۵۹) كما أخرجه النسائي والمنذري في الترغيب والترهيب (۳:۱۳۵) والسيوطي في الجامع الصغير ۷٦ والشيباني في تيسير الوصول (۲:۳٤) وابن الجوزي في المصباح (۱:۲۱۲).

دین اور ملک ایک دوسرے کو لازم و ملزوم ہیں

اردشیر [۱] نے کہا دین اور ملک دو جڑواں بھائی ہیں کوئی ایک دوسرے کے سوا درست نہیں رہتا کیوں کہ دین ملک کی اساس ہے پھر ملک دین کا محافظ ہے ملک کے لئے بنیاد کی ضرورت ہے اور دین کے لئے محافظ کی۔ جس کا کوئی محافظ نہ ہو وہ ضائع ہو جاتا ہے اور جس کی کوئی اساس نہ ہو وہ گر جاتا ہے [۲]

ظلم قیامت کے اندھیروں سے ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الظلم ظلمات یوم القیامة [۳]

(ترجمہ) ظلم روز قیامت کے اندھیروں میں سے ہے۔

ظلم کا یہیں مداوا کرا لے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

من كانت له مظلمة لأخيه في مال أوعرض فليأته فليستحلها منه قبل أن يؤخذ أو تؤخذ وليس عنده دينار ولادرهم فإن كانت له

---

۱ هو اردشير بن بابك، من أهل فارس، استولى على الملك الذى كان لابائه قبل التفرق فى الطوائف، وجمعه فى يده وأقام العدل فى مملكته، وكا[ن] أربعة عشر سنة و ستة أشهر. المعارف لابن قتيبه ٦٦٥. والعبر لابن [خلدون] (١:٢٥٢، ٢٥٣).

۲ المصباح (١:٢١٤) مروج الذهب (١:١٨٨، ١٨٩) سرح العيون فى شرح رسالة ابن زيدون ٧٤ ترتيب الدول ١٣. لباب الآداب ١٨ مع اخ[تلا]ف لفظى يسير.

۳ هداية البارى إلى ترتيب أحاديث البخارى (١:٣٧٣). مختصر صحيح مسلم (٢:٣٤٣) الحديث رقم ١٨٢٨ الجامع الصحيح للترمذى (٤:٣٧٧) الحديث رقم ٢٠٣٠. المصباح (١:٢٢٢) مع ذكر السند بأكمله وأخرجه المنذرى.

حسنات أخذ من حسناته فأعطيها هذا وإلا أخذ من سيئات هذا فجعلت على سيئاته. ۱؎

(ترجمہ) جس نے اپنے بھائی پر مال یا عزت کے متعلق ظلم اور زیادتی کی ہو پس چاہیئے کہ وہ اس کے پاس جائے اور مؤاخذہ سے پہلے معاف کرالے۔ جب اس کے پاس نہ دینار ہوگا نہ درہم۔ اگر اس کے پاس نیکیاں ہوں گی تو نیکیاں لے کر حساب چکایا جائے گا ورنہ مظلوم کی بُرائیاں لے کر ظالم کی برائیوں میں شامل کردی جائیں گی۔

بے کس کی بد دعا کا اثر

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب کہ آپ ﷺ ان کو یمن کی طرف بھیج رہے تھے:

إتق دعوة المظلوم، فإنه ليس بينها وبين الله حجاب. ۲؎

(ترجمہ) مظلوم کی بد دعا سے بچنا کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے۔

تین لوگوں کی دعاء رد نہیں ہوتی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا:

۱؎ أخرجه البخاري والترمذي ولفظ البخاري: رحم الله عبدا كانت لا عنده مظلمة في عرض أومال فجاءه فاستحله قبل أن يؤخذ وليس ثم دينار ولا درهم، فإن كانت له حسنات أخذت من حسناته، وإن لم تكن له حسنات حملوا عليه من سيئاته. الترغيب والترهيب (۳:۱۴۵) الجامع الصغير ۱۶۲. المعجم الصغير (۱:۱۲۶) مع اختلاف يسير لفظي. المصباح (۱:۲۲۳).

۲؎ متفق عليه بين ائمة الحديث. الجامع الصغير ۸. تمييز الطيب من الخبيث ۶. كشف الخفاء (۱:۳۹) مجمع الزوائد (۱۰:۱۵۲) المصباح (۱:۲۲۴)

ثلاثة لاترد دعوتهم: الإمام العادل، والصائم حتى يفطر، ودعوة المظلوم تحمل على الغمام، وتفتح لها أبواب السموات، ويقول الرب عزوجل: لأنصرنك ولو بعد حين. ١ـ

(ترجمہ) تین قسم کے لوگوں کی دعا کو رد نہیں کیا جاتا: عادل حکمران، روزہ دار جب تک کہ روزہ افطار نہ کرے اور مظلوم کی بددعا کو بادل پر اٹھایا جاتا ہے اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں ضرور تیری مدد کروں گا اگرچہ کچھ دیر بعد بھی۔

بعض کتب میں ہے اے بندوں پر مسلط بادشاہ میں نے تجھے مال جمع کرنے کے لئے نہیں بھیجا بلکہ اس لئے کہ تو مظلوم کی بددعا کو مجھ سے دور رکھ کیوں کہ میرے سامنے اس کے لئے رکاوٹ نہیں ہے ٢ـ

ظلم کی سزا

دارقطنی یزید سے وہ ابو بردہ سے وہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إن الله ليملي للظالم فإذا أخذه لم يفلته. ٣ـ

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ ظالم کو ڈھیل دیتے رہتے ہیں پھر جب پکڑتے ہیں تو پھر چھوڑتے نہیں۔

پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی "وكذلك أخذ

١ـ أخرجه الإمام أحمد في مسنده والترمذي في صحيحه وابن ماجه في السنن. الترغيب والترهيب (٣:١٤٦) الجامع الصغير ١٢٨. كشف الخفاء (١:٣٨٨) المصباح (١:٢٢٥، ٢٢٦).

٢ـ الشفاء ٥٠.

٣ـ هداية الباري إلى ترتيب البخاري (١:٩٤) مختصر صحيح مسلم (٢:٢٤٢) اللؤلؤ والمرجان فيما اتفق عليه الشيخان(٢:٧) والنص لدى ابن الجوزي في المصباح (١:٢٢٣) الشفاء ٥١.

ربك إذا أخذ القرى وهى ظالمة إن أخذه أليم شديد".

شفاعت سے محروم

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لاینال شفاعتی سلطان جائر عسوف. ا؎

(ترجمہ) میری شفاعت ظالم، جابر بادشاہ کو نصیب نہیں ہوگی۔

ظالم کا ٹھکانہ

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إن فى جهنم واديا يقال له هبهب، يحق على الله عزوجل أن يسكنه كل جبار ۲؎

(ترجمہ) جہنم میں ایک وادی ہے جس کا نام ھبھب ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ پر لازم کیا ہے کہ اس میں ہر ظالم جابر کو داخل کرے گا۔

اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی اور بنی اسرائیل کو حکم دیا ظلم سے بچتے رہو مجھے میرے غلبہ اور جلال کی قسم میرے پاس "مغبة سوء" ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا "مغبة سوء" کیا ہے ارشاد فرمایا

ا؎ أخرجه الطبرانى فى معجمه الكبير ورجاله ثقات عن أبى أمامة رضى الله عنه بلفظ (صنفان من امتى لن تنا لهما شفاعتى: إمام ظلوم غشوم، وكل غال مارق) نقلا عن الترغيب والترهيب للمنذرى (۳:۱٤٤) والنص لدى ابن الجوزى فى المصباح (۱:۲٤۳) الشفاء ۵۱.

۲؎ سنن الدارمى (۲:۳۳۱) بإضافة لفظ: (فإياك أن تكون منهم) فى آخر النص. كما أخرجه الطبرانى وأبويعلى بإسناد حسن، وقال الحاكم إنه صحيح الإسناد. الترغيب والترهيب (۳:۱۳۹). مجمع الزوائد (۱۰:۳۹۳) والنص لدى ابن الجوزى فى المصباح (۹:۲۳٤) الشفاء ۵۱.

میں اس میں بچے کو ہلاک کروں گا اور کنبہ کو فنا کروں گا اور موت کو تنگ کر دوں گا[1]

اللہ مظلوم کے ساتھ ہے

حضرت عبداللہ بن سلام[2] فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو پیدا کیا تو انہوں نے آسمان کی طرف سر اٹھا کے عرض کیا اے ہمارے پروردگار آپ کس کے ساتھ ہیں فرمایا مظلوم کے ساتھ یہاں تک کہ اس کا حق ادا کر دیا جائے[3]

سارا محل الٹا کے رکھ دیا

ایک بڑھیا نے شاہی محل کے پاس ایک چھونپڑی بنائی تو بادشاہ نے اسے گرا دینے کا حکم دیا جب بڑھیا آئی تو اس نے اس کو گرا ہوا دیکھا تو کہا اے رب! میں حاضر نہیں تھی تو تو حاضر تھا تو کہاں تھا؟ تو اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو حکم فرمایا اس نے محل کو محل والوں سمیت الٹ کے رکھ دیا[4]

ہمیں اپنے ظلموں کی سزا ملی ہے

جب جعفر بن یحییٰ[5] اور اس کے باپ کو قید میں ڈالا گیا تو اس نے باپ سے

۱ـ المصباح (۱: ۲۲۸: ۲۲۹)

۲ـ هوعبدالله بن سلام الحارث الأسرائيلي، أبو يوسف. كان اسمه قبل الإسلام "الحصين" فسماه الرسول ﷺ "عبدالله" وبشره الرسول ﷺ بالجنة وتوفى عبدالله في سنة ٤٣ هـ الاستيعاب (۳: ۹۲۱، ۹۲۲). الأعلام (٤: ۲۲۳).

۳ـ المصباح (۱: ۲۲۹)

۴ـ المصباح (۱: ۲۳٦) العقد الفريد للملك السعيد ٦٦ ويشير إلى أنه ممانقله وهب بن منبه عن جبار من الجبابرة ممن غبر و دثر.

۵ـ هو يحيى بن خالد البرمكي، وكنيته ابوالفضل، ولد في بغداد سنة ١٥٠ هـ، واستوزره هارون الرشيد، وقتله الرشيد سنه ١٨٧ هـ تاريخ الأمم والملوك (١٠: ٨٤) الوزراء والكتاب ٢٠٤. النجوم الزاهرة (٢: ١٢٣) الكامل في التاريخ (٥: ١١٤).

کہااے لبا! اختیارات اور حکومت کے بعد ہمیں زمانے نے قید کر دیا اور اون کا لباس پہنا دیا تو اس نے کہا اے بیٹے مظلوم کی دعوۃ رات کو اٹھتی تھی ہم اس سے غافل ہوتے تھے مگر اللہ اس سے غافل نہیں تھا ا؎

ظلم نعمتوں کو چھین لیتا ہے

بعض حکماء کا قول ہے ظلم نعمتوں کو چھین لیتا ہے۔ بغاوت انتقام کو برانگیختہ کرتی ہے۔ چیزوں میں زیادہ پہنچ رکھنے والی مظلوم کی فریاد ہے۔ ٹھیک نشانہ پر بیٹھنے والا تیر مظلوم کی بددعا ہے جو بُری سیرت اپنائے گا وہ اقتدار کا زوال دیکھے گا ۲؎ اور جو یتیم پر ظلم کرے گا اس کی اولاد پر ظلم کیا جائے گا ۳؎ ملک کفر کے ساتھ باقی رہ سکتا ہے ظلم کے ساتھ باقی نہیں رہ سکتا ۴؎

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کی نصیحت

حضرت عمر بن عبد العزیز ۵؎ نے اپنے ایک ہمنشین سے کہا جب تو مجھے حق

ا؎ المصباح (۱:۲۳۸)

۲؎ المصباح (۱:۲۳۱) محاضرة الأبرار (۲:۳٤٤)

۳؎ المصباح (۱:۲۳۱) مفيد العلوم ۳۹۳. لباب الآداب ٥. التمثيل والمحاضره ۱۳. الأمثال والحكم للماوردى، مخطوط جامعه ليدن ٦.

۴؎ قالها النجاشي ملك الحبشة. نقلا عن ابن حجر العسقلاني. الحكم الراقية فى المواعظ الفائقه، مخطوط فى ٦٧ يسار التمثيل والمحاضره ۱۳۰. المصباح (۱:۲۳۱).

۵؎ عمر بن عبدالعزيز بن مروان بن الحكم ويكنى بأبى حفص، ولى الخلافة سنة ۹۹ هـ وساد حكمه عدل الراشدين، ولقب بخامس الخلفاء الراشدين، وتوفى سنة ۱۰۱ هـ . سيرة عمر بن عبدالعزيز لابن الجوزى حققها محب الدين الخطيب طبعة المؤيد سنة ۱۳۳۱ هـ. صفة الصفوة ۲:۱۱۳-۱۲۷. دول الإسلام (۱:۱۷) تاريخ الخلفاء (۲۲۷-۲٤٦) وللدكتور عماد الدين خليل ترجمة جيدة عن عمر بن عبدالعزيز بعنوان ملامح الانقلاب الإسلامى فى خلافة عمر بن عبدالعزيز طبعه ثانيه ۱۳۹۱ هـ

سے روگردانی کرتے دیکھے تو میرے بازو سے پکڑ کر کہہ دے اے عمر! کیا کر رہے ہو؟[۱]

گناہوں کی پاداش میں حکومت سے محرومی

جب بنو عباس کی ولایت ظاہر ہوئی تو بعض بنی مروان فرار ہو کے ملک حبشہ کی طرف چلے گئے اس کے پاس حبشہ کا بادشاہ آیا اور کہا تم یہاں کیسے ہو؟ کہا حکومت غیر کے پاس چلی گئی اس لئے میں آپ کی پناہ میں آیا ہوں بادشاہ نے کہا تم یہ عقیدہ رکھتے ہو کہ تمہارے نبی نے شراب حرام کر دی تھی تم نے اس کو کیوں پینا شروع کر دیا کہا یہ کام حکمرانوں سے وہ لوگ کرتے تھے جن کا دین سے کچھ تعلق نہیں تھا۔ بادشاہ نے کہا اور تم کہتے ہو کہ ریشم حرام ہے پھر تم نے اس کو کیوں پہنا کہا ہمارے ماتحت ایسا کرتے تھے۔ بادشاہ نے کہا تم چڑیا کی طلب میں شکار کی طرف نکلتے ہو پھر تم کسی بستی میں اترتے ہو اور ان کے اموال لیتے ہو اور ان کے کھیتوں کو خراب کرتے ہو۔ کہا ایسا جاہل کرتے تھے۔ بادشاہ نے کہا نہیں اللہ کی قسم بلکہ تم لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو گناہوں سے چیلنج کیا تو تم سے اللہ نے حکومت چھین لی[۲]

فائدہ: طرطوشی نے سراج الملوک ص ۱۰۲ میں لکھا ہے کہ یہ واقعہ مروان الحمار کے ساتھ پیش آیا تھا یہ بنو امیہ کا آخری بادشاہ ہے جو بوصیر بستی میں ۱۳۲ھ میں ملک مصر میں قتل ہوا۔

حاکم حساب کی فکر کرتا رہے

بادشاہ کو یہ بھی جاننا چاہئے کہ اس کے ملک کی زینت اور رونق اللہ تعالیٰ کا خوف اور تواضع ہے حضرت عمر[۳] فرماتے ہیں اگر فرات میں بکری کا بچہ

۱۔ سراج الملوك للطرطوشي ۱۰۲. الشفاء ۵۸.
۲۔ ایضا
۳۔ عمر بن الخطاب بن نفیل القرشي العدوي، یکنی أبا حفص، ثاني الخلفاء

ضائع ہو کر مر جائے تو مجھے ڈر ہے کہ اللہ تعالیٰ عمر سے اسکا حساب نہ لے لے ا۔

بادشاہوں اور رعایا کے رہنے کی جگہیں

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی زمین کے بادشاہوں سے کہہ دو کہ وہ زمین کے قحط زدہ علاقوں میں رہیں اور رعایا کو سرسبز علاقوں میں رکھیں خود گدلا پانی پیئں اور رعایا کو صاف پانی پلائیں۔ میں نے اپنے لئے قسم اٹھار کھی ہے اگر وہ زمین کے سرسبز علاقوں میں رہے اور رعایا کو قحط زدہ علاقوں میں رکھا خود صاف پانی پیا رعایا کو گدلا پلایا تو میں ان سے ایک ایک ذرہ اور ایک ایک جَو کا حساب لوں گا ۲۔

رعیت کے ساتھ احسان کرنا

ابن سماک ۳۔ فرماتے ہیں میں حیران ہوں اس شخص سے جو غلاموں کو اپنے مال سے خرید تا ہے وہ آزاد اور شریف لوگوں کو عمدہ اخلاق سے کیوں نہیں خرید تا؟ ۴۔

☆ الراشدين، و أول من لقب بأمير المؤمنين، أسلم قبل الهجرة بخمس سنين وشهد الوقائع، بويع بالخلافة بعد وفاة أبي بكر بعهد منه، وتوفي عمر رضي الله عنه مقتولا في ۲۳ هجرية. ترجمة سيرة عمر بن الخطاب رضي الله عنه لابن الجوزي وصفة الصفوه (۱:۲٦۸-۲۹۳).

۱۔ المصباح (۱:۲۷٤) صفة الصفوة (۱:۲۸۵) حلية الأولياء (۱:۲۸۵)

۲۔ المصباح (۱:۲۷۵).

۳۔ هومحمد بن صبيح السماك، ويكنى أباالعباس، من متقدمي الزهاد، توفي بالكوفة ۱۸۳ صفة الصفوة (۳:۱۷٤-۱۷۷) حلية الأولياء (۵:۲۰۳) الطبقات الكبرى (۱:۵۲).

۴۔ المصباح (۱:۲۸۸) البيان والتبين (۳:۲۰۵) السعادة والإسعاد في السيرة الإنسانية ۳۱۳ المستظرف (۱:۱٤٤).

حاکم خوبیوں کی طرف پیش رفت رکھے

ابن ابی داود ا؎ کہتا ہے برامکہ کی خوبی اللہ کیلئے ہے جنہوں نے زمانہ کے پلٹنے کو پہچانا اور حوادثات میں گھرنے سے پہلے خوبیوں کی طرف سبقت کی۔ پس بادشاہ کے لائق ہے کہ وہ عمدہ طریقہ سے پیش آئے جسطرح سے اللہ نے اس کو عمدگی میں اتارا کیونکہ عمر تیز رفتار سواری ہے اور دین کے تقاضا کو مہمل نہیں چھوڑا جاسکتا ۲؎

بادشاہ عوام کیلئے سہولت کی راہیں نکالے

بادشاہ کے لائق ہے کہ وہ عوام کے لئے ملاقات کی سہولت نکالے اور ان کے لئے کچھ وقت بیٹھے کیوں کہ نائبین کی پہچان اور عوام کا ظلم اس صورت میں معلوم ہوگا ۳؎

بادشاہ خود عوام کی خبر گیری کرے

عوام کے بادشاہ تک نہ پہنچنے سے نائبین مملکت کھل کر مظالم کرتے ہیں جو حکومت میں خلل اور مظلومین کی بد دعا کا سبب بنتا ہے۔ جیسا کہ مامون الرشید ۴؎ نے کہا تھا میں جب بھی کوئی خرابی دیکھتا ہوں اسکا سبب اپنے

ا؎ هوأبو عبدالله أحمد بن أبى الأيادى، كان فصيحا بليغا، وكان من الجهمية (فرقة من الخوارج تنسب إلى جهم بن صفوان) ويقول بخلق القرآن، وحمل المعتصم المتوفى ۲۲۷ هـ على إمتحان أحمد بن حنبل، وقد تولى ابن أبى داؤد منصب قاضى القضاة، وتوفى عام ۲۴۰ هـ وفيات الأعيان (۱:۶۳، ۷۳) تاريخ بغداد (۴:۱۴۱) دول الإسلام (۱:۱۴۶) النجوم الزاهره (۲:۳۰۰، ۳۰۲).

۲؎ الشفاء ۶۲.

۳؎ المصباح (۱:۲۹۱) مع تفصيل فى الموضوع.

۴؎ هوعبدالله بن هارون الرشيد بن محمد بن أبى جعفر المنصور، ويكنى بأبى العباس، ولدسنة سبعين ومائة، وتولى الخلافة ۱۹۸ هـ. وأسهم فى ترجمة

حاکموں میں دیکھتا ہوں ا؎

بادشاہ مجمع عام بھی لگائے

ساسانی بادشاہ لوگوں کے لئے مجمع عام لگایا کرتے تھے اور بادشاہ اپنی مملکت میں اجتماع عام سے کئی روز پہلے اپنی مملکت میں منادی کراتا تھا کہ لوگ اس دن کے لئے تیار ہوں اور مظلوم اپنے دلائل مہیا کرے اور اپنی تکالیف لکھیں۔ اس وجہ سے بہت سارے ظالم رسوائی اور سزا کے خوف سے پہلے ہی صلح کر لیتے تھے اور اپنی زیادتیاں لوٹا دیتے تھے ۲؎

عوام کی ضرورت پوری کرتا رہے

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا میں نے آنحضرت ﷺ سے ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو امام یا والی ضرورت مندوں اور مسکینوں کے سامنے اپنا دروازہ بند کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت اور مسکنت کے سامنے آسمان کے دروازے بند کر دیں گے ۳؎ یہ حدیث سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے ایک آدمی مقرر کر دیا ۴؎

☆ كتب العلم والفلسفة بمهرة التراجمة، و قرب إليه العلماء والفقهاء والمحدثين والشعراء، ومات سنة ٢١٨ هـ و دفن في طرطوس. تاريخ الأمم والملوك (١٠:٢٩٣) تاريخ بغداد (١٠:١٨٣). ولأحمد الرفاعي كتاب ضخم عن (عصر المأمون).

١؎ تاريخ الخلفاء ٣٢٧.

٢؎ التاج في أخلاق الملوك ١٦١، ١٦٣.

٣؎ سنن أبي داود تحقيق الشيخ أحمد سعد (٢:١٢٢) الترغيب والترهيب (٣:١٤١) مجمع الزوائد (٥:٢١٠) يقول الهيثمي رواه أحمد وأبو يعلى وفيه أبو اسرج لايعرفه وبقية رجاله ثقات. والنص لدى ابن الجوزي في المصباح (١:٢٩٤) الشفاء ٦٥.

٤؎ المصباح (١:٢٩٤)

مظلوم کی مدد نہ کرنے کی سزا

نبی کریم ﷺ سے روایت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے ایک کے لئے حکم دیا کہ اس کو اس کی قبر میں سو کوڑے مارے جائیں تو وہ معذرت کرتا رہا حتی کہ ایک کوڑے کا فیصلہ ہوا تو اس کی قبر آگ سے بھر گئی۔ جب آگ مدھم ہوئی اور افاقہ ہوا تو کہا تم نے مجھے کوڑا کیوں مارا فرمایا اس لئے کہ تو نے بغیر وضو کے نماز پڑھی تھی اور ایک مظلوم کے پاس سے اس کی بغیر مدد کئے گذر گیا تھا۔[1]

لاچار کی فریادرسی

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ سے نقل کرتے ہیں:

من فرج عن مسلم كربة فرج الله عنه كربة من كرب يوم القيامة [2]

(ترجمہ) جو شخص اپنے مسلمان بھائی سے ایک دکھ دور کرے اللہ تعالیٰ اس سے روز قیامت کے دکھوں میں سے ایک دکھ دور کریں گے۔

مؤمن سے دکھ درد دور کرنے کا انعام

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

من نفس عن مؤمن كربة من كرب الدنيا، نفس الله عنه كربة من كرب يوم القيامة، ومن ستر مسلما ستره الله فى الدنيا والآخره، ومن يسر على معسر يسر الله عليه فى الدنيا والآخره، والله فى عون العبد ما كان العبد فى عون اخيه. [3]

۱۔ قال الهيثمى رواه الطبرانى وفيه يحيى بن عبدالله البابلتى وهو ضعيف. مجمع الزوائد (۷:۲۶۸) والنص لدى ابن الجوزى فى المصباح (۱:۲۹۵).

۲۔ صحيح البخارى (۳:۱۳۸) مختصر صحيح مسلم للمنذرى (۲:۲۴۳).

۳۔ مختصر صحيح مسلم للمنذرى (۲:۲۵۸) الترغيب والترهيب (۳:۵۵۰).

(ترجمہ) جس شخص نے کسی مؤمن سے دنیا کے دکھوں میں سے ایک دکھ دور کیا اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دکھوں سے ایک دکھ دور کریں گے اور جس نے مسلمان کی پردہ پوشی کی (عیب چھپایا یا شرمگاہ چھپائی) اللہ تعالیٰ دنیاو آخرت میں اس کی پردہ پوشی کریں گے اور جس شخص نے کسی تنگ دست پر آسانی کی اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس پر آسانی کریں گے اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے۔

لاچار کی مدد کو اللہ پسند کرتا ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إن الله يحب إغاثة اللهفان. ۱؎

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ لاچار کی فریاد رسی کو پسند کرتا ہے۔

نیکی کرنے پر جنت ملے گی

جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اہل جنت کو بھی صفوں میں اور اہل جہنم کو بھی صفوں میں جمع کریں گے تو جہنمیوں کی صفوں میں سے ایک آدمی جنتیوں کی صفوں کے ایک آدمی کی طرف دیکھے گا اور کہے گا اے فلاں آپ کو یاد نہیں ہے میں نے فلاں دن آپ کے ساتھ ایک نیکی کی تھی تو وہ کہے گا ہاں پھر اسکا ہاتھ پکڑے گا اور کہے گا یارب اس نے دنیا میں میرے ساتھ نیکی کی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اسکا ہاتھ پکڑو اور جنت میں لے جاؤ ۲؎۔

۱؎ يقول السيوطي: رواه ابن عساكر عن أبي هريرة رضى الله عنه والحديث حسن الجامع الصغير ٦٧.

۲؎ الشفاء لابن الجوزي ٦٦.

ٹیکس کی نحوست

ابن سائب اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ کسری اپنے ایام حکومت میں شکار کے لئے نکلا شکار اس کے سامنے تھا اور یہ اس کے پیچھے، چلتے چلتے وہ اپنے اصحاب سے جدا ہو گیا اس پر ایک بدلی نے سایہ کر رکھا تھا اور خوب بارش ہوئی جو اس کے اور اس کے ساتھیوں کے درمیان حائل ہو گئی وہ چلتا رہا اس کو معلوم نہ تھا کہ کہاں جا رہا ہے اس کے سامنے ایک کٹیا آئی اس نے وہاں پہنچ کر دیکھا کہ ایک بڑھیا کٹیا کے دروازہ پر بیٹھی ہے۔ بادشاہ نے اس کو کہا ادھر آؤ! اس نے کہا تم ادھر آؤ۔ تو وہ اتر کر اس کٹیا میں داخل ہوا اور اپنے گھوڑے کو بھی داخل کیا۔ رات ہو گئی۔ بڑھیا کی بیٹی اپنے ساتھ ایک گائے کو لے آئی جسے وہ دن میں چراتی رہی تھی اس کو بھی کٹیا میں داخل کیا۔ کسری اس گائے کو دیکھ رہا تھا بڑھیا اٹھی اس نے جا کر گائے کا بہت سارا دودھ دوہا۔ کسری نے دل میں کہا ہر گائے پر ٹیکس لگانا چاہئے یہ تو بہت دودھ دیتی ہے۔ پھر رات کا اکثر حصہ گذر گیا بڑھیا نے کہا اے بیٹی گائے کے پاس جاؤ اور اپنی عادت کے مطابق اسکا دودھ دوہو تو وہ اٹھی۔ اس نے گائے کو خشک پایا اس میں دودھ نہ تھا۔ اس نے پکار کر کہا اے اماں! خدا کی قسم بادشاہ نے ہمارے لئے شر کا ارادہ کر لیا ہے بڑھیا نے کہا کیسے۔ کہا اس گائے میں ایک قطرہ بھی نہیں ہے۔ بڑھیا نے کہا ٹھہر وا بھی رات باقی ہے تو کسری نے اپنے دل میں کہا اس نے کہاں سے میرے دل کی بات کو معلوم کر لیا قسم بخدا میں ایسا نہیں کروں گا۔ کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد بڑھیا نے پھر آواز دی اے فلانی اٹھو تو وہ اٹھی اور گائے کے تھنوں کو بھرا ہوا دیکھا پکار کر کہا اے اماں اللہ کی قسم بادشاہ کے دل سے شر نکل گیا ہے۔ پھر اس نے دودھ دوہا اور صبح ہو گئی کسری کے ساتھی بھی آگئے کسری سوار ہو گیا اور بڑھیا اور اسکی بیٹی کو بھی

سوار کرنے کا حکم دیا اور ان سے اچھابر تاؤ کیا پھر کہا تم نے یہ کیسے جان لیا تھا کہ بادشاہ نے شر کا ارادہ کر لیا ہے اور پھر اس کو منسوخ کر دیا ہے بڑھیا نے کہا میں اس کٹیا میں اتنے اور اتنے عرصہ سے رہ رہی ہوں جب بھی بادشاہ نے عدل سے کام لیا ہمارا علاقہ سرسبز رہا اور زندگی کی فراوانی رہی اور جب بھی ہم میں ظلم کیا ہم پہ زندگی تنگ ہو گئی اور نفع ختم ہو گیا[1]

---

[1] المصباح (۱: ۲۸۹، ۲۹۰) مع اختلاف يسير. آثار الأول في ترتيب الدول ۱۸.

آنحضرت ﷺ کی تمنائے شہادت

(حدیث) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرمارہے تھے :

والذی نفسی بیده لولا أن رجالا من المؤمنين لاتطيب انفسهم أن يتخلفوا عنی ولا أجدما أحملهم عليه ماتخلفت عن سرية تغزوا في سبيل الله والذی نفسی بيده لود دت أنی أقتل فی سبيل الله ثم أُحيیٰ ثم أقتل ثم أُحيیٰ ثم أقتل ثم أحيیٰ ثم أقتل.

(ترجمہ) اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر مؤمنین کی جماعت کے کچھ افراد ایسے نہ ہوتے جن کا دل مجھے چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتا اور مجھے خود اتنی سواریاں میسر نہیں کہ انہیں سوار کر کے اپنے ساتھ لے چلوں تو میں کسی چھوٹے سے چھوٹے ایسے لشکر کے ساتھ جانے سے بھی نہ رکتا جو اللہ کے راستے میں غزوے کیلئے جارہا ہوتا، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، میری تو آرزو ہے کہ میں اللہ کے راستے میں قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں ا؎

ایمان کے بعد افضل عمل

(حدیث) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص نے حضور ﷺ سے پوچھا سب سے افضل عمل کون سا ہے فرمایا :

الإيمان بالله قال ثم ما ذا؟ قال: الجهاد فی سبيل الله. ۲؎

(ترجمہ) اللہ پر ایمان لانا، عرض کیا پھر کون سا عمل، فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

۱؎ تفهيم البخاری، پاره گياره، ۶۳/۲.

۲؎ صحيح البخاری (۱۷:۴، ۱۸) مختصر صحيح مسلم (۵:۲) سنن النسائی (۹:۶)

جنت تلواروں کے سائے میں

(حدیث) حضرت عبداللہ بن ابی اوفی نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

إعلموا أن الجنة تحت ظلال السيوف. ۱؎

(ترجمہ) جان لو! بے شک جنت تلواروں کے سایوں تلے ہے۔

جہاد فی سبیل کی صبح اور شام کی فضیلت

(حدیث) حضرت انس رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ سے نقل کرتے ہیں:

لغدوة في سبيل الله أو روحة خير من الدنيا وما فيها. ۲؎

(ترجمہ) فرمایا اللہ کی راہ میں ایک صبح یا شام نکلنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

فی سبیل اللہ چوکیداری کی فضیلت

(حدیث) حضرت عثمان آنحضرت ﷺ سے نقل کرتے ہیں فرمایا:

حرس ليلة في سبيل الله أفضل من ألف ليلة
يقام ليلها ويصام نهارها ۳؎

(ترجمہ) اللہ کی راہ میں ایک رات کا پہرہ دینا ان ہزار راتوں سے افضل ہے جن کی رات میں عبادت کی جائے اور دن میں روزے رکھے جائیں۔

مجاہد چوکیدار کو ثواب قیامت تک ملے گا

(حدیث) حضرت فضالۃ بن عبید رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ سے نقل کرتے ہیں فرمایا:

۱؎ صحيح البخاری (۴:۲۷) مختصر صحيح مسلم (۲:۴۴)
۲؎ صحيح البخاری (۴:۲۰) مختصر صحيح مسلم (۲:۴۶) سنن الترمذی (۴:۱۸).
۳؎ قال الترمذی في الحديث: حسن صحيح غريب. سنن الترمذی (۴:۱۹۰) سنن ابن ماجه (۲:۹۲۴) الترغيب والترهيب (۲:۱۵۲)

كل ميت يختم على عمله إلا الذى مات مرابطا فى سبيل الله، فانه ينمى له عمله إلى يوم القيامة. ويأ من فتنة القبر. [۱]

(ترجمہ: ہر میت کا عمل ختم ہو جاتا ہے مگر جو جہاد فی سبیل اللہ میں سرحدی چوکیوں کی حفاظت کرتے ہوئے فوت ہوا اللہ تعالیٰ اس کے عمل کو قیامت تک بڑھا دیں گے اور قبر کے عذاب سے محفوظ رکھیں گے۔

جہاد میں روزے کی شان

(حدیث) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

لايصوم عبد يوما فى سبيل الله إلا باعد الله بذلك اليوم النار عن وجهه سبعين خريفا. [۲]

(ترجمہ) جو شخص جہاد فی سبیل اللہ میں دن کا روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے جہنم سے اس کے چہرے کو ستر سال دور کر دیتے ہیں۔

مال غنیمت خورد برد کرنے کی تنبیہ

(حدیث) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ہمارے درمیان ایک دن کھڑے ہوئے خیانت کا ذکر کیا اور اس کے گناہ سے ڈرایا پھر فرمایا:

ألا لا ألفين أحدكم يجىء يوم القيامة على رقبته بعيرله رغاء فيقول يا رسول الله أغثنى فأقول لا أملك لك من الله شيئاً قد أبلغتك لا ألفين أحدكم يجى ء يوم القيامة على رقبته فرس حمحمة فيقول يا رسول الله أغثنى فأقول لا أملك لك من

[۱] سنن الترمذى (٤:١٦٥) وقال الترمذى: حديث حسن صحيح. سنن أبى داؤد (٢:٩)

[۲] حديث حسن صحيح أخرجه الترمذى فى سننه (٤:١٦٦)

شيئا قد أبلغتك لاألفين أحدكم يوم القيامة على رقبتة شاة لها ثغاء فيقول يا رسول الله أغثنى فأقول لا أملك لك من الله شيئا قد أبلغتك لا ألفين أحدكم يجي ء يوم القيامة على رقبته نفس لها صياح فيقول يا رسول الله أغثني فأقول لا أملك لك من الله شيئا قد أبلغتك لا ألفين أحدكم يجيى ء يوم القيامة على رقبته رقاع تخفق فيقول يا رسول الله أغثنى فأقول لا أملك لك من الله شيئا قد أبلغتك لا ألفين أحدكم يجيى ء يوم القيامة على رقبته صامت فيقول يا رسول الله أغثنى فأقول لا أملك لك من الله شيئا قد أبلغتك. [ا]

(ترجمہ) خبردار! میں تم میں سے کسی سے اس حالت میں نہ ملوں کہ اس کی گردن پر (خیانت کا) اونٹ بول رہا ہو اور وہ یہ کہے کہ یارسول اللہ میری مدد کریں اور میں کہوں کہ اللہ کے سامنے میں تیری کوئی مدد نہیں کر سکتا میں نے تمہیں آگاہ کر دیا تھا۔ میں تم میں سے کسی سے اس حالت میں نہ ملوں کہ وہ قیامت میں اس حالت میں آئے کہ اس کی گردن پر گھوڑا بول رہا ہو اور وہ یہ کہے کہ یارسول اللہ! میری مدد کریں اور میں کہوں اللہ کے سامنے میں تیری کوئی مدد نہیں کر سکتا میں نے تمہیں آگاہ کر دیا تھا۔ میں تم میں سے کسی کو روز قیامت اس حالت میں نہ ملوں کہ اس کی گردن پر بکری بول رہی ہے اور وہ یہ کہے کہ یارسول اللہ میری مدد کریں اور میں کہوں میں اللہ کے سامنے تیری کوئی مدد نہیں کر سکتا میں نے تمہیں آگاہ کر دیا تھا۔ میں روز قیامت تم میں سے کسی سے اس حالت میں نہ ملوں کہ وہ روز قیامت کوئی

[ا] أخرجه ابن أبى شيبة (۴۹۳/۱۲) والبخارى (۱۸۵/۶) فتح و مسلم (الإمارة ۲۳) والبيهقى (۱۷۲/۹) ابوداؤد (الامارة ۲۹۴۷) مسند احمد (۵۱۵/۹) نسائى (۱۶/۵) باب مانع زكوة الابل، مختصر صحيح مسلم للمنذرى (۹۰/۲)

جاندار لے آئے جو اسکی خیانت کا پکار پکار کر اعلان کر رہا ہو اور وہ یہ کہے یا رسول اللہ میری مدد کریں اور میں کہوں کہ میں اللہ کے سامنے تیری کوئی مدد نہیں کر سکتا میں نے تمہیں آگاہ کر دیا تھا۔ خبردار میں قیامت کے دن تم میں سے کسی سے اس حالت میں نہ ملوں کہ وہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے کہ اسکی گردن پر (خیانت کا) کپڑا حرکت کر رہا ہو یہ کہے یا رسول اللہ! میری مدد کریں اور میں کہوں کہ اللہ کے سامنے میں تیری کوئی مدد نہیں کر سکتا میں نے تمہیں آگاہ کر دیا تھا میں تم میں سے کسی کو اس حالت میں نہ ملوں کہ وہ قیامت میں اپنی گردن پر (خیانت کا) سونا چاندی لیکر آئے اور فریاد کرے یا رسول اللہ! میری مدد کریں اور میں کہوں کہ میں اللہ کے سامنے تیری کوئی مدد نہیں کر سکتا میں نے تمہیں آگاہ کر دیا تھا۔

حضرت ابو بکر صدیق رض

(حدیث) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آپ کا غلام کوئی کھانے کی چیز لایا آپ نے اس کو کھالیا پھر پوچھا تو کہا میں نے اس کو فلانے کے گھر سے لیا ہے تو آپ نے اُٹھ کر تے کر دی حتی کہ اس کے ساتھ خون بھی آیا پھر فرمایا قریب تھا کہ یہ لقمہ مجھے قتل کر دیتا ا؎ میں نے آنحضرت ﷺ سے ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

كل جسد نبت من سحت أى من حرام فا لنار أحق بها. ۲؎

(ترجمہ) ہر جسم جو حرام سے پلا ہو آگ اس کی زیادہ حقدار ہے۔

جب آپ خلیفہ بنے صبح کو بازار کی طرف نکل گئے آپ کی گردن پر کچھ کپڑے تھے جن کی تجارت کر رہے تھے حضرت عمر اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہما آپ سے ملے اور فرمایا اے خلیفہ رسول اللہ ﷺ کہاں کا ارادہ ہے؟ فرمایا بازار کا۔ انہوں نے آپ سے فرمایا آپ چلیں تاکہ ہم آپ کے لئے کچھ مقرر کر دیں۔ آپ ان کے ساتھ چل پڑے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ کیلئے روزانہ کا بکری کا آدھا حصہ مقرر کر دیا اور دو چادریں بھی کہ جب آپ ان کو پرانا کریں گے ان جیسی اور لے لیں اور اپنے اہل خانہ پر اتنا خرچ کریں گے جتنا اپنی خلافت سے پہلے کرتے تھے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں راضی ہوں ۳؎

ا؎ الزهد لابن حنبل ۱۰۹، ۱۱۰. حلية الاولياء ۱:۳۱، صفة الصفوة مع تغير لفظي يسير.

۲؎ المعجم الكبير للطبراني، حلية الؤولياء ۱:۳۱، الجامع الصغير للسيوطي ۲۳٤.

۳؎ صفة الصفوة ۱:۲۵۷. المصباح ۱:۳۳۲، الطبقات الكبرى لابن سعد ۳:۱۸٤، حلية الأولياء ۱:۱۰۰.

شہروں کو بسانے والے بادشاہ کہاں چلے گئے

آپ اپنی نصیحت میں فرمایا کرتے تھے وہ بادشاہ کہاں ہیں جنہوں نے شہروں کے شہر بسائے ان کو زمانے نے مٹادیا اور قبر کی تاریکیوں میں جاپڑے جلدی کرو، جلدی کرو، نجات کی فکر کرو، نجات کی فکر کرو تم ایک ایسی موت کی طرف صبح وشام سفر کر رہے ہو جس کا وقت تم سے چھپالیا گیا ہے۔ تم اپنی زندگی کی مہلت میں سبقت کرو۔ تمہارے سامنے برانگیختہ کرنے والا طلبگار ہے راستہ اس کا تیز رفتار ہے ا؎

حضرت عمر بن خطابؓ

آپ اپنی رعایا کی بڑی فکر کرتے تھے۔ حضرت طلحہ کا بیان ہے میں نے آپ کو ایک گھر میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا میں بھی اس میں داخل ہو گیا اس میں ایک اندھی بوڑھیا بیٹھی تھی میں نے کہا اس آدمی کو کیا ہوا ان کا یہاں کیا کام ہے یہاں کیسے تشریف لائے؟ اس نے کہا میرے کھانے کا انتظام بھی کرتے ہیں گھر کی صفائی بھی کرتے ہیں اور کوڑا کرکٹ گھر سے باہر نکال دیتے ہیں ۲؎

حضرت عمرؓ کی رعایا کی نگرانی

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ تاجروں کی ایک جماعت یہاں آئی اور مسجد میں اتر گئی۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے فرمایا کیا آپ آج کی رات ان کی چوری سے نگہبانی کرسکتے ہیں پھر آپ دونوں

ا؎ صفة الصفوة ۱: ۲٦۱، المصباح ۲: ٦. حلية الأولياء ۱: ۳٤، ۳۵.

۲؎ المصباح ۱: ۳٤۱، صفة الصفوة ۱: ۲۸۱. سيرة عمر بن الخطاب لابن الجوزى ص ٤۸. حلية الأولياء ۱: ٤۸.

ان کی حفاظت کرنے لگے اور نماز پڑھتے رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بچے کے رونے کی آواز سنی اس کی طرف متوجہ ہو کر اسکی والدہ سے کہا اللہ سے ڈرو اور اپنے بچہ سے اچھا سلوک کرو پھر اپنی جگہ لوٹ آئے۔ پھر اس کا رونا سنا اس کی اماں کے پاس پہنچے اور کہا میں تجھے بُری ماں سمجھتا ہوں۔ تجھے کیا ہے کہ میں تیرے بیٹے کو دیکھتا ہوں کہ رات بھر سے بے قرار ہے۔ کہا اے اللہ کے بندے تو نے میرے بارے میں ایسی بات کہہ دی میں اس کا دودھ چھڑانا چاہتی ہوں مگر یہ نہیں چھوڑتا فرمایا کیوں؟ کہنے لگی اس لئے کہ عمر بچہ کا وظیفہ دودھ چھڑانے پر ہی مقرر کرتے ہیں فرمایا تم دودھ چھڑانے میں جلدی نہ کرو پھر لوگوں کو نماز پڑھائی اور کثرت گریہ کی وجہ سے صاف قراءت نہ کر سکے پھر فرمایا عمر تباہ ہو جائے مسلمین کے کتنے بچے اس نے مار ڈالے۔ پھر منادی کو حکم دیا اس نے یہ منادی کی ہم اسلام میں ہر بچے کے لئے وظیفہ مقرر کرتے ہیں ۱؎

حضرت عمرؓ خلیفہ ہو کر بھی رعایا کے خادم تھے

زید بن اسلم اپنے والد سے نقل کرتے ہیں انہوں نے فرمایا ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حرہ کی طرف نکلے اور آپ اچانک آگ دیکھ کر رک گئے۔ پھر فرمایا اے اسلم میرا خیال ہے یہاں کوئی قافلہ ہے جس پر رات اور سردی آپہنچی۔ ہمارے ساتھ چلو۔ پھر ہم تیز تیز چلتے ہوئے نکلے حتی کہ ان کے قریب پہنچ گئے تو وہاں ایک عورت تھی جس کے ساتھ چھوٹے بچے تھے ہانڈی (چولہے پر) رکھی ہوئی تھی اور بچے رو رہے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا السلام علیکم اے روشنی والو! عورت نے کہا ہمیں رات اور سردی نے تنگ کر دیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان بچوں کو

۱؎ سيرة عمر بن الخطاب لابن الجوزى ۴۸. المصباح ۱:۳۴۳. صفة الصفوة ۱:۲۸۲، الطبقات الكبرى ۳:۳۰۱

کیا ہے کہ رو رہے ہیں۔ عورت نے کہا بھوک۔ آپ نے پوچھا اس ہانڈی میں کیا ہے؟ اس نے کہا پانی ہے اس کے ذریعہ میں ان بچوں کو دلاسہ دے رہی ہوں تاکہ سو جائیں۔ آپ واپس مڑے میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ہمارے ساتھ آؤ۔ ہم تیز تیز آئے حتی کہ ہم آٹے کے گودام میں پہنچے تو آپ نے ایک بوری آٹے کی اور ایک برتن چربی کا نکالا اور فرمایا اسے میرے رکھدو۔ میں نے عرض کیا میں آپ کی طرف سے اٹھاؤں گا آپ نے فرمایا تیری ماں نہ ہو! تو قیامت کے دن تو میرا کوئی بوجھ نہیں اٹھا سکتا چنانچہ میں نے (وہ سامان) آپ پر رکھا پس آپ چل پڑے اور میں آپ کے ساتھ چلا پھر آپ نے وہ سامان اس عورت کے پاس رکھا پھر کچھ آٹا نکالا اور اس عورت سے فرمانے لگے مجھے چھوڑ دے میں گوندھوں گا پھر ہانڈی کے نیچے آگ کو پھونکنے لگے پھر اسے اتارا اور فرمایا مجھے کوئی برتن لادو تو عورت ایک پیالہ لائی۔ آپ انہیں کی طرف متوجہ رہے حتی کی وہ بچے سیر ہو گئے۔ پھر وہ عورت کہنے لگی اللہ تجھے جزائے خیر دے تم عمر کی نسبت خلافت کے منصب کے زیادہ حقدار تھے۔ آپ فرمانے لگے اچھی بات کہو پھر اس سے ہٹ گئے پھر میں نے عرض کی آپ کی اس سے مختلف حالت تھی آپ نے مجھ سے کوئی بات تک نہ کی حتی کہ آپ نے بچوں کو کھیلتے ہوئے دیکھا پھر وہ سو گئے۔ آپ نے فرمایا اے اسلم! بے شک بھوک نے ان کو جگائے رکھا تو میں نے چاہا کہ میں ان سے نہ ہٹوں حتی کہ میں انہیں کھیلتا ہوا دیکھوں جیسا کہ تو نے دیکھا۔[1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خازن معیقیب نام کا تھا بیت المال اس کے سپرد تھا ایک دن اس نے کمرے کی صفائی کی تو اس میں ایک درہم پڑا پایا اس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

---

[1] سیرۃ عمر بن الخطاب لابن الجوزی: ۴۹، ۵۰.

نے فرمایا اے معیقیب تو تباہ ہو جائے تجھے کیا ہو گیا ہے تو نے ایسا کیوں کیا، تو چاہتا ہے کہ اس درہم کے معاملہ میں قیامت کے دن امت محمد ﷺ کو مجھ سے الجھا دے ا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہارے مال میں سے اپنے کھانے کو اتنا ہی حلال سمجھتا ہوں جتنا میں اپنے مال سے روٹی اور زیتون کو یا روٹی اور کھجور کو (ملا کر) کھایا کرتا تھا ۲۔

کرتے میں بارہ پیوند

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں خطبہ دیا جبکہ آپ کے تہہ بند میں بارہ پیوند لگے ہوئے تھے۔

ایک دن آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے شہد سے آمیزہ کیا ہوا پانی پیش کیا گیا تو فرمایا مجھ سے اس کا حساب بھی ہٹا لو ۳۔

آپ رضی اللہ عنہ کی اپنے نفس کو نصیحت

آپ رضی اللہ عنہ ہاتھ کو آگ کے قریب لے جاتے تھے اور فرماتے تھے اے ابن خطاب! کیا تو اس پر صبر کرلے گا ۴۔

کاش تو تنکا ہوتا

آپ رضی اللہ عنہ کبھی کبھی زمین سے کوئی تنکا اٹھا لیتے اور فرماتے کاش کہ میں یہ تنکا ہوتا ۵۔

۱۔ نفس المصدر لابن الجوزی ۷۵.

۲۔ الطبقات الکبری ۳:۲۷٦. المصباح ۱:۳٤۷. صفة الصفوة ۱:۲۸ الزهد لابن حنبل ۱۲٤.

۳۔ الزهد ابن حنبل ۱۱۹، شفاء ۷٦

۴۔ المصباح ۱:۳٤۹

۵۔ صفة الصفوة ۱:۲۸۵ المصباح ۱:۳٤۹.

کثرت گریہ

آپ رضی اللہ عنہ کے چہرہ میں کثرت گریہ سے دو سیاہ دھاریاں تھیں ا؎

رحمت خداوندی کی تمنا

جب آپ رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے اپنے صاحبزادہ عبداللہ سے فرمایا میرا سر زمین پر رکھ دو۔ تو آپ نے تعمیل کی۔ پھر فرمایا عمر کیلئے ہلاکت ہو اور اس کی ماں کیلئے ہلاکت ہو اگر اس کا پروردگار اس پر ترس نہ کھائے تو ۲؎

سیرت سیدنا عثمانؓ

آپ سال بھر دن کو روزہ رکھتے اور رات کو عبادت کرتے تھے۔ دوپہر کو مسجد میں ہی آرام کرتے تھے۔ لوگوں کو امیروں والا کھانا کھلاتے اور خود گھر میں جا کر سرکہ اور زیتون سے کھاتے ۳؎

سیرت سیدنا علیؓ ۴؎

آپ رضی اللہ عنہ بیت المال میں مال کی تقسیم کے بعد خود اس کی صفائی کرتے تھے اور اس میں دو رکعت اداء کرتے تھے ۵؎

ا؎ صفة الصفوة ۱:۲۸٦.

۲؎ الزهد ۱۲۵. حلية الأولياء ۱:۵۲.

۳؎ صفة الصفوة ۱:۳۰۲، ۳۰۳. المصباح ۱:۳۵۲، ۳۵۸. حلية الأولياء ۱:٦۰.

۴؎ علی بن ابی طالب یکنی أباالحسن رضی الله عنه ولد سنة ۳۲ قبل الهجرة وهو رابع الخلفاء الراشدين و أحدالعشرة المبشرين بالجنة وابن عم النبی ﷺ وصهره واستشهد فی سنة ٤۰ هـ وله اثنان وستون سنة مشاهير علماء الأمصار ص ۷،٦ الاستيعاب لابن عبدالبر ص ۱۰۸ تا ۱۳٤. دول الاسلام للذهبی ۱:۳۳ صفة الصفوة لابن الجوزی ۱:۳۰۸، ۳۳۵.

۵؎ المصباح ۱:۳٦۱. صفة الصفوة ۱:۳۱۵. الزهد ابن حنبل ۳۱.

حضرت ضرار بن سعد رضی اللہ عنہ آپ کے حالات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں آپ رضی اللہ عنہ دنیا اور اس کی شان و شوکت سے متوحش ہوتے تھے۔ کھر درا لباس اور ناخوشگوار کھانا پسند کرتے تھے۔ میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں میں نے آپ رضی اللہ عنہ کو کئی مقامات پر دیکھا جب رات نے تاریکی کے پردے گاڑ دیئے تھے اور ستارے خوب چمک اٹھے تھے آپ نے اپنی محراب میں اپنی داڑھی کو عمدہ طریقہ سے ہاتھ میں لیتے تھے اور غمگین کے رونے کی طرح روتے تھے گویا کہ ابھی بھی میں آپ سے یہ کہتے ہوئے سن رہا ہوں اے دنیا! تو میرے سامنے آئی ہے یا میرے لئے بناؤ سنگھار کیا ہے دور ہو جا دور ہو جا کسی اور کو دھوکہ دے میں نے تجھے تین طلاقیں دیدیں میں تیری طرف کبھی رجوع نہ کروں گا تیری عمر بہت تھوڑی ہے اور تیری گذران حقیر ہے اور تیری تباہی بڑی ہے تھوڑی تیاری اور طویل راستہ کیلئے"آہ، آہ ۱؎

سیرت عمر بن عبد العزیز

جب خلافت آپ کے سپرد کی گئی تو آپ کے سامنے شاہی سواریاں پیش کی گئیں تو فرمایا میں ان کا کیا کروں ان کو مجھ سے ہٹا لو اور میرا اپنا جانور پیش کرو۔ جب وہ پیش کیا گیا تو ایک پولیس کا افسر آیا جو آپ کے آگے آگے برچھا لیکر چلنے لگا فرمایا مجھ سے ہٹ جاؤ مجھے تیری ضرورت نہیں ہے۔ میں ایک مسلمان آدمی ہوں ۲؎ پھر پردوں کا حکم دیا تو ہٹا دیئے گئے۔ وہ کپڑے جو خلفاء کے لئے بچھائے جاتے تھے ان کی فروخت کا حکم دیدیا اور ان کی قیمت

۱؎ صفة الصفوة ١: ٣١٥، ٣١٦، المصباح ١: ٢٦٥، حلية الأولياء ١: ٨٤، ٨٥. الاستيعاب لابن عبدالبر ١١٠٨.

۲؎ صفة الصفوة ٢: ١١٣، ١١٤. المصباح ١: ٢٦٧، ٣٣٧. عمر بن عبدالعزيز لابن كثير ١٦. تاريخ الخلفاء للسيوطي ٢٣١.

بیت المال میں داخل کرنے کا حکم فرمایا ا؎ پھر کچھ دیر آرام کیلئے چلے گئے آپ کے پاس آپ کا صاحبزادہ حاضر ہوا اور عرض کیا۔ کیا آپ آرام کریں گے مظالم کا مداوا نہیں کریں گے تو فرمایا اے بیٹے میں گذشتہ رات تمہارے چچا سلیمان کی وجہ سے جاگتا رہا اب جب ظہر کی نماز پڑھ لوں گا تو مظالم کو دفعہ کروں گا۔ اس نے عرض کیا اس کا آپ کے لئے کون ذمہ دار ہے کہ آپ ظہر تک حیات رہیں گے تو آپ نے اس کا سر چوما اور فرمایا الحمد لله الذی أخرج من صلبی من یعیننی علی دینی (سب تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جس نے میری پشت سے ایسے بچہ کو پیدا کیا جو میرے دین کے معاملہ میں میری مدد کرتا ہے) پھر آپ نکل پڑے اور دوپہر کا آرام نہ کیا ۳؎ پھر ان کے گھر سے اونچی آواز سے رونے کی آواز سنی تو لوگ کہنے لگے عمر بن عبدالعزیز نے اپنی لونڈیوں کو اختیار دیا اور آپ نے فرمایا مجھ پر ایک ایسی ذمہ داری آپڑی ہے جس نے مجھے تم سے علیحدہ کر دیا پس جو چاہے کہ میں اس کو آزاد کر دوں تو میں اسکو آزاد کرتا ہوں اور جو چاہے کہ میں اسکو روک لوں تو میں اسکو روکتا ہوں۔ اور اب میری وہ پہلی والی حالت نہیں رہی جس کو تم جانتی ہو تو وہ آپ سے ناامید ہو کر رونے لگیں ۲؎

آپ کے کپڑوں کی قیمت صرف بارہ درہم لگائی گئی ۳؎

ا؎ صفة الصفوة ۲:۱۱۵. الکامل لابن کثیر ٤:١٦٤. عمر بن عبدالعزیز لابن کثیر ٦١.

۲؎ سیرة عمر بن عبدالعزیز لابن الجوزی تحقیق محب الدین ١٠٤. صفة الصفوة ۲:۱۱۵. المصباح ۱:۳۷۸ الزهد لابن حنبل ۲۹۳.

ا؎ سیرة عمر بن عبدالعزیز لابن الجوزی ۷۵، ۸۵. صفة الصفوة ۲:۱۱۸. المصباح ۱:۳۷۸. حلیة الأولیاء لابی نعیم ۵:۲۹۵.

۳؎ سیرة عمر بن عبدالعزیز لابن الجوزی ۱۵۱. صفة الصفوة ۲:۱۱۹ المصباح ۱:۳۷۸. نفس المرجع للأصبهانی ۲۲۳.

آپ کی ہلکی پوشاک

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا ایک جوڑا ایسا تھا جس کی آستین بالوں کی تھی اور ایک ہتھکڑی لوہے کی تھی جب خوب رات ہو جاتی آپ ان دونوں کو پہن لیتے اور اپنے قدموں پر کھڑے ہو کر نماز پڑھتے اور اتنا روتے تھے کہ ان کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھسنے لگتی تھیں اور آپ ہمیشہ روتے ہی رہے حتی کہ خون رونے لگے ا؎

اشتہار

تصاویر مدینہ

سائز 16×36×23 صفحات 400 مجلد، ہدیہ

مدینہ طیبہ کی قدیم وجدید تاریخ پر مشتمل سینکڑوں قدیم وجدید نایاب تصاویر مع تفصیلات عاشقان مدینہ کے دیدہ و دل کیلئے غرباء و مساکین امت کیلئے زیارات مدینہ کا نادر قیمتی سرمایہ۔

ا؎ سیرة عمر بن عبدالعزیز ۱۷۸. الزهد ۳۰۱. حلیة ۵: ۱۹۱. صفة الصفوه ۲: ۲۴۴.

حکمرانوں کے لئے اسلاف کے مواعظ

حضرت علیؓ کی حضرت عمرؓ کو نصیحت

ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اگر آپ کا ارادہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملنے کا ہے تو امیدوں کو چھوٹا کر لیں اور سیر ہونے سے کم کھائیں، قمیض کو پیوند لگاؤ، تہبند کو جوڑ لگاؤ اور جوتے کو گانٹھ لوا [1]

حضرت ابو مسلم خولانیؒ کی حضرت معاویہؓ [2] کو نصیحت

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ [3] داخل ہوئے اور عرض کیا السلام علیك ایها الاجیر اے مزدور آپ پر سلام ہو۔ جان لو جو مزدور بھی رعایا پر حکومت کرے گا اس کے بارے میں اس سے سوال ہوگا۔ اگر اس نے رعیت کے مریضوں کا علاج کیا اس کے پریشان حالوں کو خوش کیا اور ان کو سرسبز علاقوں میں اور صاف پانیوں میں رکھا تو اس نے اپنی ذمہ داری پوری کی [4] اے معاویہ ! آپ

---

[1] المصباح لابن الجوزی ۲:۲٦

[2] هو معاوية بن أبي سفيان يجتمع نسبه و نسب النبي ﷺ في عبدمناف بن قصي، ويكنى أبا عبدالرحمن، أسلم قبل أبيه أبي سفيان و صحب النبي ﷺ وكان سياسيا حليما محببا إلى رعيته، كثير البذل والعطاء توفي سنة ٦٠هـ وعمره ثمان وسبعون سنة. دول الاسلام للذهبي ١:٤٥ ويقول السيوطيؒ إنه أسلم مع أبيه سفيان. تاريخ الخلفاء ١٩٤

[3] هو عبدالله بن ثوب يعتبر رأس مدرسة القرآن في الشام من كبار المجاهدين وكان له مواقف في واقعة صفين فقد أراد مع مجموعة من القرآء أنهاء الحرب بين علي ومعاوية وقربه معاوية إليه وطرح الأسود العنسي المتنبي (مدعى النبوة أبا مسلم الخولاني في النار فلم تضره وأسند عن معاذ و عبادة بن الصامت.

[4] المصباح ٢:٤٠. نفس المصدر ١٢٥.

آپ کی شہرت زبان زد عام ہے اگر آپ نے تمام قبائل عرب کے درمیان عدل وانصاف کیا پھر اس میں سے کسی قبیلہ کی طرف جھکاؤ کر لیا تو آپ کا ظلم آپ کے انصاف سے بڑھ جائے گا[۱]

حضرت طاوسؒ کی سلیمان بن عبدالملک [۲] کو نصیحت

حضرت طاؤس [۳] سلیمان بن عبدالملک کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا اے امیر! ایک چٹان جہنم کے ایک کنویں کے کنارے پر تھی جو ستر سال تک لڑھکتی رہی تب جا کر کے اس کی گہرائی کو پہنچی آپ کو معلوم ہے یہ اللہ نے کس کے لئے تیار کیا ہے؟ کہا: نہیں۔ فرمایا اس شخص کے لئے جس کو اللہ نے اپنی حکوت میں شامل کیا پھر اس نے ظلم وستم کیا[۴]

حضرت حسن بصریؒ کی عمر بن عبدالعزیزؒ کو نصیحت

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ [۵] نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کی

۱۔ المصباح ۲:۳۱. حلية ۲:۱۲۶.

۲۔ هو طاؤس بن كيسان الهمداني ويكنى أباعبدالرحمن، من أصل فارسي، ولدعام ۲۳ هجريه، ونشأ في اليمن، وكان من كبارالتابعين، راويا للحديث، متفقها في الدين، وكان يأب القرب من الملوك والامراء، توفى حاجا بالمزدلفة أومنى عام ۱۰۶، صفة الصفوة ۲:۲۸۴-۲۹۰، حلية الأولياء ٤:٤-۳۱. وفيات الأعيان ۲:۱۹٤ دول الإسلام ۱:۷۵ ويقول عنه "كان إماما قدوة مجتهدا". شذرات الذهب ۱:۱۳۳.

۳۔ هوسليمان بن عبدالملك بن مروان ويكنى أبا ايوب، ولاعام أربع و خمسين بعد اهجرة بدمشق، وولى الخلافة الأموية سنة ۹٦ هـ، ويتميز بالعقل والفصاحة، وكانت عاصمته دمشق و توفى في دابق عام ۹۹هـ دول الاسلام ۱:٦۹ مروج الذهب ۲:۱۲۷. فوات الوفيات ۱:۳٦۰. شذرات الذهب ۱:۱۱٦. الأعلام ۳:۱۹۲.

۴۔ المصباح ۲:٥٦. حلية ٤:۱٥.

۵۔ هو الحسن بن ابى الحسن، ويكنى أبا سعيد من علماء التابعين جمع بين العلم و العمل والعبادة وكان احد كبار ائمة عصره وإمام البصرة وتتلمذ عليه

طرف لکھا وہ مشقت اٹھانا جس کے بعد طویل راحت ملنے والی ہو اس وقتی راحت کے حاصل کرنے سے بہتر ہے جس کے پیچھے باقی رہنے والی تکلیف اور طویل ندامت ہو ا۔

جان لو! بہت بڑی ہولناکی آپ کے سامنے ہے اور اس کے پیچھے دو گھر ہیں اگر آپ نے خطا کھائی تو یہ ہولناکی آپ کا مقدر ہو گی پس گویا کہ آپ دنیا میں نہیں رہے گویا کہ آپ کیلئے دنیا تھی ہی نہیں اور آخرت مٹے گی نہیں۔ ٢ے

حضرت فضیل بن عیاضؒ کی حضرت ہارون الرشیدؒ ٣ے کو نصیحت

ہارون الرشید سے حضرت فضیل بن عیاض ٤ے نے فرمایا: اے حسین چہرے والے! ایک بہت بڑا کام آپ کے ذمہ لگایا گیا ہے اپنے بارے میں اللہ سے بچتے رہنا اگر آپ میں ہمت ہو کہ اس چہرے کو جہنم کی آگ سے نہ جھلسا سکو تو ایسا کر لینا ٥ے

☆ كبار الفقهاء والمتكلمين المسلمين توفى سنة ١١٠ هـ الطبقات الكبرى ٧: ١٥٦، ١٥٧. الزهد ٢٥٨-٢٨٩، حلية ٢: ١٣١. الحسن البصرى لابن الجوزى نشرها الخانجي عام ١٩٣١ء وللدكتور احسان عباس ترجمة مطولة عن الحسن البصرى، طبعة دار الفكر العربي.

١ے سيرة عمر بن عبدالعزيز لابن الجوزى ١٢٢. المصباح ٢: ٦٢. حلية ٢: ١٣٥.

٢ے المصباح ٢: ٧١، ٧٦ مع اختلاف يسير لفظى.

٣ے هو هارزن الرشيد بن محمد بن المنصور العباسى ويكنى أبا جعفر ولد عام ١٤٩ هـ بالرى، وكانت خلافته ثلاثا وعشرين سنة دول الإسلام ١: ١٢١. تاريخ الخلفاء ٢٨٣ إلى ٢٩٧. الأعلام ٩: ٤٣، ٤٤.

٤ے هو الفضيل بن عياض بن مسعود التيمى ولد فى سمرقند، ودخل الكوفة وهو كبير وسكن مكة المكرمة وشيخ الحرم المكى بها، وكان ثقة فى الحديث وأخذعنه خلق منهم الإمام الشافعي وتوفى الفضيل بمكة عام ١٨٧ هـ وكتب عنه ابن الجوزى كتاب لم يصل إلينا. صفة الصفوة ٢: ٢٣٧. حلية ٨: ٨٤. وفيات الأعيان ٣: ٣١٥.

٥ے المصباح ٢: ١٥٩. حلية ٨: ١٠٥.

بادشاہت کے بعد کیا ہونے والا ہے (حکایت)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تم سے پہلے کی امتوں میں ایک شخص حکومت کرتا تھا اس نے غور و فکر کیا تو جانا کہ یہ حکومت ختم ہو جائے گی اور جس حکومت میں وہ مشغول ہے وہ اس کو رب تبارک و تعالیٰ کی عبادت سے بے توجہ کر رہی ہے تو ایک رات وہ اپنے محل سے نکل کر کسی دوسری حکومت میں چلا گیا اور ساحلِ سمندر پر پہنچ کر کچی اینٹیں بنانے کی مزدوری کرنے لگا۔ اس مزدوری سے کھاتا تھا اور جو کچھ اسکی با کفایت خوراک کے بعد بچتا تھا اس کا صدقہ کر دیتا تھا۔ اسی حالت پر رہا حتی کہ اس کا یہ قصہ اس ملک کے بادشاہ تک جا پہنچا اس نے اپنا ایک قاصد اسکو بلانے کے لئے بھیجا تو اس نے انکار کر دیا۔ دوبارہ بھیجا تو بھی انکار کر دیا بادشاہ نے کہا اس کو کیا ہے وہ میرے پاس کیوں نہیں آتا پھر خود سوار ہو کر اس آدمی کے پاس پہنچا جب اس آدمی نے دیکھا تو منہ پھیر کر بھاگ پڑا جب بادشاہ نے یہ حالت دیکھی تو وہ بھی اس کے پیچھے بھاگنے لگا مگر اس تک نہ پہنچ سکا پھر آواز لگائی اے اللہ کے بندے مجھ سے ڈر مت تو وہ ٹھہر گیا اور اس سے ملاقات کی اور پوچھا اے بندۂ خدا اللہ آپ پر رحم کرے آپ کون ہیں؟ فرمایا میں فلاں بن فلاں ایسے ایسے ملک کا بادشاہ تھا اس نے پوچھا آپ نے اب کیا حالت بنا رکھی ہے فرمایا میں نے اپنے معاملہ میں غور کیا تو جانا کہ میں جس حالت میں ہوں وہ لامحالہ مجھ سے منقطع ہو جائے گی۔ اس نے مجھے اپنے رب کی عبادت سے بھی روک رکھا ہے اس لئے میں نے شاہی کو چھوڑ دیا اور یہاں اپنے رب عزوجل کی عبادت کرنے چلا آیا تو بادشاہ نے کہا جو تو نے کیا ہے تو مجھ سے زیادہ اس کا محتاج نہیں ہے پھر وہ بھی اپنی سواری سے اتر پڑا اس سواری کو بھی چھوڑ دیا اور شاہی لباس کو بھی ترک دیا اور اس اللہ والے

کے ساتھ رہنے لگا پھر یہ دونوں اللہ کی عبادت کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی کہ وہ ان کو ایک ساتھ موت دے چنانچہ وہ دونوں ایک ساتھ فوت ہوئے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر میں مصر کے مقام رمیلہ میں ہوتا تو میں تمہیں ان دونوں کی قبریں اس صفت کے مطابق جو آنحضرت ﷺ نے ہمیں بیان فرمائی تھی دکھادیتا[1]

بادشاہ کے سب بیٹے عابد اور زاہد بن گئے

بنی اسرائیل کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ تھا اس نے بڑی لمبی عمر پائی تھی اور اولاد بھی بہت تھی اس کی اولاد کا حال یہ تھا کہ جب بھی ان میں سے کوئی زیادہ عمر والا ہوتا تو بالوں کا لباس پہن لیتا اور پہاڑوں کو چلا جاتا۔ ایک مرتبہ بادشاہ کا ایک بیٹا بوڑھاپے میں پیدا ہوا تو اس نے اپنی قوم کو بلا کر کہا مجھے ڈر ہے کہ یہ لڑکا بھی اپنے بھائیوں کے طریقہ پر نہ چل نکلے تو انہوں نے اس کے لئے ایک ایک فرسخ چوڑی دیوار تعمیر کی اس لڑکے میں بڑی ذہانت تھی ایک دن اس نے سوار ہو کر کہا اس دیوار کے پیچھے کچھ لوگوں کی آوازیں سنتا ہوں مجھے یہاں سے جانے دو یہ بات اس کے اباسے کہی گئی۔ اس نے کہا اس کے پاس ہر قسم کی خوشیاں جمع کر دو تو انہوں نے کر دیں پھر وہ دوسرے سال میں سوار ہوا اور کہا کہ میرا باہر جانا ضروری ہے تو بھی ا باپ کو خبر دی گئی تو اس نے کہا جانے دو انہوں نے جانے دیا اس کی ... پریشان حال شخص سے ملاقات ہوئی تو کہا: کیا یہ پریشانی کچھ لوگوں کو ہوتی ہے اور کچھ کو نہیں ہوتی؟ لوگوں نے کہا ہر شخص اس پریشانی سے ... ہے لڑکے نے کہا تو تمہاری اس زندگی پر بھی افسوس ہے پھر ایک سال ...

---

[1] رواه احمد و أبو يعلى بنحوه وفي إسنادهما المسعودي وقد اختلط نقلا عن الهيثمي مجمع الزوائد ١٠ :٢١٨ والنص لدى ابن الجوزي في المصباح ٢ :٢٤٧ - ٢٤٩.

رہا پھر کہا مجھے نکالو تو نکالا گیا تو اس کی ایک بوڑھے شخص سے ملاقات ہوئی تو کہا یہ بڑھاپا کچھ کو ہوتا ہے کچھ کو نہیں ہوتا؟ تو لوگوں نے کہا بلکہ ہر ایک اس سے خوفزدہ ہے۔ وہ ایک سال پھر رکا رہا پھر نکلا تو دیکھا کہ ایک چارپائی کو لوگوں نے اٹھار کھا ہے۔ پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا ایک آدمی مر گیا ہے۔ کہا موت کیا ہوتی ہے؟ اسکو میرے پاس لے آؤ میں اس کے ساتھ بیٹھوں گا۔ کہنے لگے یہ بیٹھ نہیں سکتا۔ کہا اس سے بات کرو۔ کہنے لگے یہ بول نہیں سکتا۔ کہا اس کو کہاں لے جا رہے ہو؟ کہنے لگے ہم اس کو مٹی کے نیچے دفن کریں گے۔ کہا پھر کیا ہوگا؟ کہنے لگے جب اللہ چاہے گا یہ بھی کھڑا ہوگا اور ہم بھی۔ کہا محشر کیا ہے؟ کہنے لگے ایک دن جب لوگ رب العالمین کے سامنے پیش ہوں گے تو وہ ہر ایک کو اس کے اچھے اور بُرے عمل کے بقدر جزاء وسزا دے گا۔ کہا: کیا تمہارا اس کے علاوہ بھی کوئی گھر ہے؟ کہنے لگے ہاں (جنت یا دوزخ) پھر اس نے اپنے جسم کو گرا دیا اور کہا میں اسی سے ڈرتا تھا۔ یہ میرے اور تمہارے درمیان آخری ملاقات ہے پھر اس نے بالوں کا لباس پہنا اور چلا گیا [۱]

توبہ ابراہیم بن ادہم [۲]

ایک شخص نے ابراہیم بن ادہم سے اس کی ولایت کا حال پوچھا تو فرمایا مجھے شکار کرنا بڑا پسند تھا تو میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور میرا کتا میرے ساتھ تھا پس میں شکار کی طرف نکل پڑا ایک خرگوش یا لومڑی دوڑنے لگی میں نے

۱۔ المصباح ۲:۲۵۷ - ۲۵۹. الشفاء ۹۱.

۲۔ هو إبراهيم بن أدهم بن منصور التيمي يكنى أبا اسحق، زاهد مشهور كان والده من أهل الغني في بلخ وتوفي إبراهيم في ۱۶۱ هـ. صفة‌الصفوة ۴:۱۵۲-۱۵۸. حلية ۷:۳۶۷. الكواكب الدرية ۱:۷۳ وقد جمع ابن الجوزي أخبار إبراهيم بن أدهم في كتاب مستقل قال ابن رجب إنه في ستة اجزاء. الشفاء: ۹۱.

بھی اپنے گھوڑے کو دوڑادیا اسی حال میں فضاء میں، میں نے ایک نداء سنی اے ابراہیم نہ تو تم اس کے لئے پیدا کئے گئے ہو اور نہ ہی تمہیں اسکا حکم دیا گیا ہے پس میرے تورونگٹے کھڑے ہو گئے اور میں نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا دی پھر میں نے پہلی آواز سے اونچی آواز سنی اے ابراہیم! تم اس کے لئے پیدا نہیں کئے گئے اور نہ اس کا حکم دیا گیا ہے تو اس نے مجھے گھبرا کے رکھ دیا پھر میں نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ پھر میں نے ایک آواز سنی جو دوسری سے بھی زیادہ اونچی تھی تم اس کے لئے پیدا نہیں کئے گئے ہو اور نہ اسکا حکم دیا گیا ہے تو میں نے کہا یہ آواز اللہ عزوجل کی طرف سے تنبیہ ہے۔ اللہ کی قسم جب تک اللہ مجھے محفوظ رکھے میں اللہ کی نافرمانی نہیں کروں گا[۱]

جعفر بن حرب کی توبہ[۲]

تنوخی اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ جعفر بن حرب بادشاہ کے بڑے بڑے کام سرانجام دیتا تھا اور اس کی حیثیت وزارت کے منصب کے قریب قریب تھی وہ ایک دن بہت بڑے لاؤ لشکر کے ساتھ سوار ہوئے اور ایک آدمی کو یہ آیت پڑھتے ہوئے پایا:

الم يأن للذين آمنوا أن تخشع قلوبهم لذكر الله وما نزل من الحق. [الحديد: ١٦]

۱ـ المصباح ۲:۲۵۹ - ۲٦۰. صفة الصفوة ٤:١٥٢ مع اختلاف لفظى. سلوة الأحزان ٨٢ ويضيف إلى ماتقدم (فخرج عن ملكه وتزهد، وفرغ عن الدنيا بالكلية حتى إنه جلس يوما يأكل كسرة خبزفقال: لوعلم الملوك وأبناء الملوك مانحن فيه لضاربونا بالسيف) الشفاء ٩٢.

۲ـ جعفر بن حرب الهمدانى، من أئمة المعتزلة ولدعا ١٧٧ هـ و له اختصاص بالواثق العباسى وله مصنفات عدة منها: "النصيحة العامة" و "المسترشد" و "التعليم" وتوفى عام ٢٣٦ هـ تاريخ بغداد ٧:١٦٢. طبقات المعتزله ٢٨١، ٢٨٢. الأعلام ٢:١١٦-١١٧.

(ترجمہ : کیا ایمان والوں کے لئے اس بات کا وقت نہیں آیا کہ ان کے دل خدا کی نصیحت کے لئے اور جو دین حق نازل ہوا اس کے سامنے جھک جاویں۔

تو چیخ کر کہا اے اللہ! کیوں نہیں؟ یہ لفظ کئی بار دہرائے پھر رو پڑے۔ پھر اپنی سواری سے اتر آئے اپنے کپڑے اتار دیئے اور دریائے دجلہ میں داخل ہو کر پانی میں چھپ کے بیٹھ گئے اور اس وقت تک نہ نکلے جب تک کہ اپنے تمام مال و متاع کو جو اس نے ظلم اور زیادتیوں سے جمع کیا تھا دور نہ کر دیا اور اہل حقوق تک نہ پہنچا دیا اور باقی مال کا صدقہ کر دیا۔ آپ کو ایک آدمی نے دیکھا تو ایک قمیض اور چادر ہبہ کی اور انھوں نے ان سے اپنا ستر چھپایا اور باہر نکلے۔ پھر اپنی وفات تک علم و عبادت کے ہو رہے [۱]

ایک دولت مند کی توبہ

بغداد کے ایک واعظ فرماتے ہیں میں نے بصرہ کا ارادہ کیا اور ایک کشتی کرایہ پر لینے کیلئے پہنچا اس کشتی میں ایک دولتمند آدمی بھی تھا اور اس کے ساتھ ایک لونڈی بھی تھی۔ اس آدمی نے کہا یہاں بیٹھنے کیلئے کوئی جگہ نہیں تو لونڈی نے اس سے کہا اس کو بھی بٹھا لیں تب اس نے مجھے بٹھا لیا۔ جب ہم چل پڑے تو اس آدمی نے کھانا منگوایا تو کھانا پیش کر دیا گیا تو کہا اس مسکین کو بھی کھانا کھلا دو جب ہم نے کھانا کھا لیا تو کہا اے لونڈی! میرے پاس شراب لاؤ پھر اس نے شراب پی اور لونڈی کو حکم دیا مجھے بھی پلائے میں نے کہا میں نہیں پیوں گا پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور لونڈی سے کہا گاؤ تو اس نے گایا پھر مجھے کہا تم اس جیسا گا سکتے ہو میں نے کہا میں اس سے بہتر گا سکتا ہوں۔ اس نے کہا کیا گا سکتے ہو؟ تو میں نے إذا الشمس كورت کی تلاوت کر دی تو

---

[۱] صفة الصفوة ٢: ٤٦٩. المصباح ٢: ٢٨٣. المنتظم ٥: ٧٣، ٧٤. طبقات المعتزله ٢٨٢.

وہ رو پڑا اور لونڈی سے کہا تو اللہ کی رضا کے لئے آزاد ہے اور جو کچھ اس کے ساتھ تھا اسکو پانی میں پھینک دیا اور توبہ کی اور مرتے دم تک عبادت میں مشغول رہا۔ پھر میں نے اس کو نیند میں دیکھا کہ اس نے میرا استقبال کیا اور کہا میں تمہاری وإذا الصحف نشرت کی تلاوت کی وجہ سے جنت میں پہنچا ہوں ا؎

اشتہار

حکایات علم و علماء

سائز 20x30x8۔ صفحات 224 مجلد، ہدیہ

اکابر علماء اسلام کے علم اور خدمات علم کے متعلق نفیس اور نادر معلومات سے بھرپور دلچسپ اور عظیم کتاب ۔ تالیف مولانا مفتی امداد اللہ انور۔

ا؎ المصباح ۲: ۲۸۵-۲۸۸ مع تفصیل فی القصة.

امام زین العابدینؒ کی نصیحت

امام زین العابدین ۱؎ جب وضو کرتے تو آپ کا رنگ پیلا ہو جاتا تھا اور فرماتے تھے تمہیں معلوم ہے میں کس کے سامنے کھڑا ہونا چاہتا ہوں ۲؎ آپ یہ بھی فرماتے تھے میں اس شخص پر حیران ہوں جو کل نطفہ کی حالت میں تھا اور کل مردار کی حالت میں ہوگا پھر وہ کیونکر تکبر کرتا ہے ۳؎

یزید رقاشیؒ کی حسرت

حضرت یزید الرقاشی ۴؎ جنہوں نے بیالیس سال تک مسلسل روزے رکھے تھے فرمایا عبادت گذار مجھ سے سبقت لے گئے اور میں پیچھے رہ گیا ۵؎

عشاء کے وضو سے چالیس سال تک صبح کی نماز پڑھی

حضرت سلیمان تیمیؒ ۶؎ ایک دن کا روزہ رکھتے تھے اور ایک دن کا چھوڑ دیتے تھے اور صبح کی نماز عشاء کے وضو سے چالیس سال تک ادا کی تھی ۷؎

۱؎ هو علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب، الهاشمي القرشي أبوالحسن الملقب بزين العابدين، ولد بالمدينه سنة ۳۸ هـ وأحد الباقين فيما تروى كتب الشيعة، ورابع الأئمة الاثنى عشر عندالأمامية وقد سمى بالسجاد لكثرة سجوده و توفي بالمدينة سنه ۹٤ هـ. وفيات الأعيان ۱:۳۲. صفة الصفوه ۲:۹۳-۱۰۲. دول الاسلام ۱:۶۵. الأعلام ۳:۸۷.

۲؎ صفة الصفوة ۲:۹۳. سلوة الأحزان ۳۹. حلية ۳:۱۳۳.

۳؎ صفة الصفوة ۲:۹۵ مع اختلاف لفظي يسير.

۴؎ يزيد بن إبان الرقاشي، من كبار عباد البصرة، ومن البكائين، أسند يزيد عن أنس بن مالك، و روى عن الحسن، و في حديثه ضعف. ومات بين بين ۱۱۰-۱۲۰ هـ. صفة الصفوة ۳:۹۸۹-۲۹۰. حلية ۳:۵۰-٥٤. تهذيب التهذيب ۱۱:۳۱۱.

۵؎ صفة الصفوة ۳:۲۸۹. سلوة الأحزان ۷۲. صيدالخاطر ۵۳. حلية ۳:۵۰.

۶؎ هو سليمان بن طرخان التيمي ويكنى أبا المعتمر، من عباد البصرة، توفي سنة ٤۲ هـ ه صفة الصفوة ۳:۲۹۶-۳۰۰. حلية ۳:۲۷-۳۷. الطبقات الكبرى ۱:۳۲.

۷؎ صفة الصفوة ۳:۲۹۷. سلوة الأحزان ۷۳. حلية ۳:۲۸.

چالیس سال تک کے روزوں سے گھر والے بھی بے خبر

حضرت داؤد ابن ابی ھند ا؎ نے چالیس سال تک روزے رکھے جسکی اپنے گھر والوں کو بھی خبر نہ ہونے دی۔ آپ اپنا کھانا روزانہ بازار کی طرف سے لے جاتے تھے اور راستہ میں کسی کو صدقہ کر دیتے تھے اور شام کو واپس لوٹ کر گھر میں روزہ افطار کر لیتے تھے۔ اس طریقہ سے کسی کو بھی پتہ نہ چل سکا تھا ۲؎

روزانہ ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے

حضرت کہمس بن حسن ۳؎ روزانہ رات دن میں ایک ہزار رکعت نماز ادا کرتے تھے اور اپنے نفس سے فرماتے تھے اے ہر چیز کی پناگاہ کھڑے ہو جاؤ خدا کی قسم میں اللہ کی خاطر تجھ پر ایک لحظہ بھی راضی نہیں رہوں گا ۴؎

آپ نے ایک دن اپنے پڑوسی کی دیوار کی مٹی سے ہاتھ دھو لئے اس پر چالیس سال تک روتے رہے ۵؎

ا؎ هو داود بن أبي هند و اسمه دينار بن عذافر وكان من خيار أهل البصرة من المتقنين في الروايات، إلا أنه كان يتهم إذا حدث من حفظه، مات سنة ١٣٩ هـ. صفة الصفوة ٣: ٣٠٠، ٣٠١. تهذيب التهذيب ٣: ٢٠٤، ٢٠٥. دول الإسلام ١: ٩٥ يذكره في وفيات سنة ١٤٠ هـ.

۲؎ صفة الصفوة ٣: ٣٠٠. حلية ٣: ٩٤.

۳؎ كهمس بن الحسن القيسي التميمي، أبوالحسن البصري، من صغار التابعين ويلقبه الأصبهاني "كهمس الدعا" وكان زاهدا، راويا للحديث ثقة فيه، ومات سنة ١٤٩ هـ صفة الصفوة ٣: ٣١٣-٣١٥. تهذيب التهذيب ٨: ٤٥. حلية ٦: ٢١١.

۴؎ صفة الصفوة ٣: ٣١٤. نفس المصدر ٢١١.

۵؎ صفة الصفوة ٣: ٣١٥. حلية ٦: ٢١١.

مواعظ وزواجر

تین چیزوں کا ہر حال میں حساب ہوگا

(حدیث) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

والذی نفسي بیده لاتزول قدما عبد، حتي یسأل عن عمره فیم أفناه وعن علمه فیم فعل به، وعن ماله: من أین اکتسبه وفیم أنفقه وعن جسمه فیم أبلاه . ؎۱

(ترجمہ) مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کسی بھی انسان کے قدم اس وقت تک اپنی جگہ سے نہیں ہٹیں گے حتی کہ اس سے اسکی عمر کے بارے میں سوال نہ کر لیا جائے کہ اسکو کس حالت میں فنا کیا تھا اور اس کے علم کے بارے میں کہ اس کو کہاں خرچ کیا تھا اور اس کے مال میں کہ اسکو کہاں سے حاصل کیا تھا اور اس کو کہاں صرف کیا تھا اور اس کے جسم کے بارے میں کہ اسکو کس میں بوسیدہ کیا تھا؟

جہنم کی تاریکی اور خطرناکی

(حدیث) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے فرمایا آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

أوقدعلی النار ألف سنة حتی ابیضت، ثم أوقد علیها ألف سنة حتی احمرت ثم أوقد علیها ألف سنة حتی اسودت فهي سوداء مظلمة . ؎۲

؎۱ أخرجه الترمذی عن أبی برزة بلفظه وقال حدیث حسن صحیح. سنن الترمذی ٦١٢٤.الترغیب والترهیب ١٩٨:٤. تیسیرالوصول ٩٦:٤. مجمع الزوائد ٣٦٤:١٠.

؎۲ أخرجه مالك والترمذی وهذالفظه. سنن الترمذی ٧١:٤. مؤطا مالك ٥٧:٢. تیسیر الوصول ٩٦:٤.

(ترجمہ) جہنم ایک ہزار سال تک بھڑکائی گئی تو سفید ہوئی پھر ہزار سال تک بھڑکائی گئی تو سرخ ہوئی، پھر ہزار سال تک بھڑکائی گئی تو سیاہ ہوئی۔ اب یہ سیاہ اور تاریک ہے۔

جہنم کی پیشی

(حدیث) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

یؤتی بجھنم یوم القیامة لها سبعون ألف زمام، مع کل زمام سبعون ألف ملك یجرونها. [۱]

(ترجمہ) قیامت کے دن جہنم کو ستر ہزار لگاموں میں پیش کیا جائے گا ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اس کو کھینچ رہے ہوں گے۔

عذاب جہنم کی ہولناکیاں

کہا گیا ہے کہ جہنمیوں پر اتنی سخت بھوک مسلط کی جائے گی جو ان کے جہنم کے عذاب کے برابر ہو جائے گی وہ فریاد کریں گے تو ان کی جھاڑ دار کھانے سے فریاد رسی کی جائے گی ان کو یاد آئے گا کہ ہم کھانے کے بعد پانی پیا کرتے تھے جس سے کھانا نیچے اتر جاتا تھا تو وہ پانی کی فریاد کریں گے تو ان کے پاس جلتا ہوا پانی پیش کیا جائے گا جس کو وہ لوہے کے کونڈوں میں لیں گے جب وہ ان کے قریب جائیں گے تو ان کے منہ بھن جائیں گے اور جب ان کے پیٹوں میں پہنچے گا ان کی انتڑیاں ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ اب جہنمی جہنم کے داروغوں سے سوال کریں گے کہ تم اپنے رب کے سامنے دعا کرو ہم سے عذاب میں تخفیف کر دیں تو وہ ان کو جواب دیں گے کیا تمہارے پاس تمہارے لئے رسول دلائل لے کر نہیں آئے تھے **(او لم تك تأتیکم**

---

[۱] سنن الترمذی ٤: ٧٠١. مختصر صحیح مسلم ٢: ٢٨٥.

رسلكم بالبينات)[غافر : ۵۰] تو وہ کہیں گے مالک (جہنم کے داروغوں کے سردار) سے سوال کرو تو کہیں گے اے مالک تیرا رب ہمارے لئے موت کا فیصلہ کر دے وہ کہے گا تم یہیں رہو گے۔ ہم تمہارے پاس حق لے کر آئے تھے لیکن تم لوگوں میں سے اکثر حق کو ناپسند کرتے تھے پھر جہنمی کہیں گے تمہارے رب سے بہتر تمہارے حق میں اور کوئی نہیں ہے اس وقت جہنمی کہیں گے ربنا أخرجنا منها فإن عدنا فإنا ظالمون اے پروردگار ہمیں جہنم سے نکال دیجئے اگر ہم دوبارہ ایسا کریں تو بے شک ہم ہی ظالم ہوں گے۔ تو اللہ تعالیٰ جواب دیں گے اخسئوافيها ولاتكلمون {مومنون: ۱۰۸] مجھ سے بات تک نہ کرو اس وقت جہنمی ہر طرح کی خیر سے مایوس ہو جائیں گے اور گدھے کی سی رینک اور ہلاکت اور موت کو پکارنا شروع کر دیں گے ا؎

جہنمی خون روئیں گے ،اور آنتیں پھٹ جائیں گی

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اہل جہنم آنسو روئیں گے حتی کہ ان کی آنتیں بھی پھٹ جائیں گی پھر خون روئیں گے حتی کہ اگر ان میں کشتیاں چھوڑ دی جائیں تو وہ بھی چل پڑیں ۲؎

(حدیث) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آنحضرت ﷺ اپنی جائے نماز پر تشریف لائے آپ نے کچھ لوگو[illegible]یکھا کہ وہ ہنس رہے تھے آپ نے فرمایا:

ا؎ أخرجه الترمذى عن أبى الدرداء قال عبدالله بن عبدالرحمن: وا[illegible] لايرفعون هذا الحديث. وقال الترمذى إنما نعرف هذا الحديث عن الأعمش عن شمر بن عطية عن شهر بن حوشب عن أم الدرداء عن أبى الدرداء قوله وليس بمرفوع وقطبة بن عبدالعزيز هو ثقة عند أهل الحديث: سنن الترمذى ٤:٧٠٨.

۲؎ حلية الأولياء ١:٢٦١.

أما إنكم لو أكثرتم ذكرهادم اللذات لشغلكم عما أرى فأكثروا ذكرهادم اللذات، الموت فإ نه لم يأت علي القبر يوم إلاتكلم فيقول: أنا بيت الغربة وانا بيت الوحدة وأنا بيت التراب وأنا بيت الدود. فإذا دفن العبد المؤمن قال له القبر مرحبا واهلا أما إن كنت لأحب من يمشي على ظهري يالي فاذوليتك اليوم وصرت إلي فستري صنيعي بك فيتسع مدبصره ويفتح له باب إلى الجنة، وإذا دفن العبد الفاجر أو الكافر قال له القبر: لامرحبا ولا أهلا أماإن كنت لأبغض من يمشي على ظهري إلي فإذوليتك اليوم وصرت إلي فستري صنيعي بك قال: فيلتئم عليه حتى تلتقي أضلاعه وتحتلف ثم شبك رسول الله ﷺ أصابعه فأدخل بعضها في بعض وقال: ويقيض له سبعون تنينا لوأن واحدا منها نفخ في الأرض ما أنبتت شيئا مابقيت الدنيا، فينهنشه ويخدشه حتى يفضي به إلى الحساب قال: وقال رسول الله ﷺ إنما القبر روضة من رياض الجنة أوحفرة من حفر النار [۱]

(ترجمہ) اگر تم لذتوں کو مٹانے والی کو یاد کرتے ہو تو تم اس حالت میں نہ ہوتے جو میں نے دیکھی ہے پس تم لذتوں کے مٹانے والی موت کو کثرت سے یاد کرو کیونکہ قبر پر کوئی دن نہیں آتا مگر وہ بولتی ہے اور کہتی ہے میں بے وطنی کا گھر ہوں اور میں تنہائی کا گھر ہوں اور میں مٹی کا گھر ہوں اور میں کیڑوں کا گھر ہوں پس جب مؤمن کو دفن کیا جاتا ہے تو قبر اس کو کہتی ہے مرحبا أهلا (خوش آمدید تم اپنے گھر ہی میں آئے ہو) سن لے میں پسند کرتی تھی کہ تو میری پشت پر چلتا رہتا اب جب تو میرے پاس پہنچا ہے تو اب دیکھنا میں تیرے ساتھ کتنا اچھا معاملہ کرتی ہوں پھر تا حد نگاہ (ہر چار

---

[۱] اخرجه الترمذي وقال: هذا حديث غريب لانعرفه إلامن هذا الوجه. سنن الترمذي ٤:٢٤٠ والنص لدى ابن الجوزي في المصباح ٢:٢٣٥-٢٣٧ والشفاء ٩٩.

طرف) وسیع ہو جائے گی اور اس کے لئے جنت کا دروازہ کھول دیا جائے گا اور جب کسی بدکردار یا کافر کو دفن کیا جاتا ہے تو قبر اس کو کہتی ہے **لا مرحبا ولا اهلا** (تیرے لئے کوئی خوش آمدید نہیں تو اپنے گھر نہیں آیا) سن لے تو میری پشت پر جب تک چلتا رہا میں اس وقت بھی تجھ سے بغض رکھتی تھی اور اب جب کہ تو میرے پاس آیا ہے تو دیکھنا میں تیرا کیا حشر کرتی ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تو وہ اس پر مل جائے گی حتی کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے سے مل کے گھس جائیں گی پھر آنحضرت ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے میں گھسا کر دکھا دیا اور فرمایا اس پر ستر اژدھے چھوڑ دیئے جاتے ہیں اگر ان میں سے کوئی ایک بھی زمین پر پھونک مار دے تو جب تک دنیا قائم ہے زمین سے کوئی چیز نہ اُگے وہ اس کو ڈستے اور کاٹتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اس کو حساب کی طرف لے جایا جائے گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا بے شک قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

مآخذ اضافات
آدابِ حکومت

(۱) سکر دان السلطان بهامش المخلاة للعاملی
(۲) سراج الملوك لابن أبی رندقة الطرطوشی
(۳) النجوم الزاهرة فی ملوك مصر والقاهرة لابن تغردی الأنابکی
(٤) أسدالغابة فی معرفة الصحابه لابن الأثیر
(٥) جامع الأصول فی أحادیث الرسول لابن الأثیر
(٦) رحلة ابن جبیر لابی الحسن الکنانی الأندلسی
(۷) دفع شبهة التشبیه لابن الجوزی
(۸) صیدالخاطر لابن الجوزی
(۹) الحسن البصری لابن الجوزی
(۱۰) لفتة الکبد فی نصیحة الولد
(۱۱) سیرة عمر بن عبدالعزیز لابن الجوزی
(۱۲) المنتظم فی تاریخ الملوك والأمم
(۱۳) تلبیس إبلیس لابن الجوزی
(۱٤) سیرة عمر بن الخطاب لابن الجوزی
(۱٥) صفة الصفوة لابن الجوزی
(۱٦) سلوة الأحزان لابن الجوزی
(۱۷) الأذکیاء لابن الجوزی
(۱۸) مناقب الإمام أحمد بن حنبل لابن الجوزی
(۱۹) المصباح المضیء فی خلافة المستضیء
(۲۰) تاج اللغة وصحاح العربیه لابی نصر الجوهری
(۲۱) مشاهیر علماء الامصار لابن حبان البستی
(۲۲) تهذیب التهذیب لابن حجر العسقلانی

(٢٣) الحكم الرائقة فى المواعظ الفائقة لابن حجر
(٢٤) الزهد لابن حنبل
(٢٥) مسند أحمد بن حنبل
(٢٦) العبر وديوان المبتدإ والخبر لابن خلدون
(٢٧) وفيات الأعيان وأنباء الزمان لابن خلكان
(٢٨) تاريخ خليفة بن خياط لابن خياط العصفرى
(٢٩) تيسير الوصول إلى جامع الأصول من أحاديث الرسول لابن الديبع الشيبانى الشافعى
(٣٠) تمييز الطيب من الخبيث لابن الديبع
(٣١) الذيل على طبقات الحنابلة لابن رجب الحنبلى
(٣٢) الطبقات الكبرى لابن سعد
(٣٣) عمل اليوم والليلة لابن السنى
(٣٤) فوات الوفيات لابن شاكر الكتبى
(٣٥) الفخرى فى الآداب السلطانية والدول الإسلامية لابن طباطبا
(٣٦) الاستيعاب فى معرفة الأصحاب لابن عبدالبر
(٣٧) سيرة عمر بن عبدالعزيز لابن عبدالحكم
(٣٨) شذرات الذهب فى أخبار من ذهب لابن العماد الدمشقى
(٣٩) عيون الأخبار لابن قتيبه
(٤٠) البداية والنهاية لابن كثير
(٤١) سنن ابن ماجه
(٤٢) لسان العرب لابن منظور
(٤٣) لباب الآداب لابن منقذ الشيرازى
(٤٤) سرح العيون فى شرح رساله ابن زيدون لابن نباته
(٤٥) مفيد العلوم ومبيدالهموم لابى بكر الخوازمى
(٤٦) الشفاء فى مواعظ الملوك والخلفاء للعلامه ابن الجوزىؒ
(٤٧) التبر المسبوك فى نصائح الملوك . امام غزالىؒ

آئینہ تالیفات

حضرت مولانا مفتی امداد اللہ انور

اکابرین امت کی مستند کتب، منفرد موضوعات
ہر مسلمان کی ضرورت ائمہ و خطباء کے مطالعہ کی زینت

ناشر
عزیز اللہ رحمانی

دار المعارف

(۱) جامعہ قاسم العلوم، گل گشت کالونی، ملتان
(۲) عنایت پور، تحصیل جلال پور پیروالا، ملتان

تصانیف
مولانا مفتی محمد امداد اللہ انور

(۱) آنسوؤں کا سمندر	....	(مطبوعہ) مجلد ٔہدیہ
(۲) اسرارِ کائنات	....	(مطبوعہ) مجلد ٔہدیہ
(۳) اسلاف کی مقبول دعائیں	[مولانا عبدالمجید انور]	(مطبوعہ) مجلد ٔہدیہ
(۴) اکابر کا مقام عبادت	....	(مطبوعہ) مجلد ٔہدیہ
(۵) بحر الدموع (امام ابن الجوزی)	[عربی]	(مطبوعہ) مجلد ٔہدیہ
(۶) تاریخ جنات و شیاطین	....	(مطبوعہ) مجلد ٔہدیہ
(۷) تصاویر مدینہ	....	(مطبوعہ) مجلد ٔہدیہ
(۸) جہنم کے خوفناک مناظر	....	(مطبوعہ) مجلد ٔہدیہ
(۹) جنت کے حسین مناظر	....	(مطبوعہ) مجلد ٔہدیہ
(۱۰) حل قال بعض الناس	[مولانا عبدالمجید انور]	(مطبوعہ) مجلد ٔہدیہ
(۱۱) رحمت کے خزانے	....	(مطبوعہ) مجلد ٔہدیہ
(۱۲) ساٹھ علوم	....	(مطبوعہ) مجلد ٔہدیہ
(۱۳) صحابہ کرام کے جنگی معرکے	....	(مطبوعہ) مجلد ٔہدیہ
(۱۴) عشق مجازی کی تباہ کاریاں	....	(مطبوعہ) مجلد ٔہدیہ
(۱۵) غیر مقلدین کی غیر مستند نماز	....	(مطبوعہ) مجلد ٔہدیہ
(۱۶) فرشتوں کے عجیب حالات	....	(مطبوعہ) مجلد ٔہدیہ
(۱۷) فضائل حفظ القرآن	....	(مطبوعہ) مجلد ٔہدیہ
(۱۸) قیامت کے ہولناک مناظر	....	(مطبوعہ) مجلد ٔہدیہ
(۱۹) قبر کے عبرتناک مناظر	....	(مطبوعہ) مجلد ٔہدیہ
(۲۰) کامیاب خاوند بیوی	[مولانا عبدالمجید انور]	(مطبوعہ) مجلد ٔہدیہ
(۲۱) کراماتِ اولیاء	....	(مطبوعہ) مجلد ٔہدیہ
(۲۲) لذت مناجات	....	(مطبوعہ) مجلد ٔہدیہ
(۲۳) مجموعہ مقالات امدادیہ	....	(مطبوعہ) مجلد ٔہدیہ
(۲۴) مختصر بخاری شریف	....	(مطبوعہ) مجلد ٔہدیہ
(۲۵) محبوب ﷺ کا حسن و جمال	[مفتی محمد سلیمان]	(مطبوعہ) مجلد ٔہدیہ
(۲۶) منتخب حکایات	....	(مطبوعہ) مجلد ٔہدیہ
(۲۷) نفیس پھول	[مولانا عبدالمجید انور]	(مطبوعہ) مجلد ٔہدیہ

(۲۸) ترجمہ موطا امام مالک .... (زیر تکمیل)

(۲۹) ترجمہ القراءۃ الراشدہ (حصہ اول) .... (زیر تکمیل)

(۳۰) ترجمہ القراءۃ الراشدہ (حصہ دوم) .... (زیر تکمیل)

(۳۱) ترجمہ مفید الطالبین .... (زیر تکمیل)

(۳۲) تکمیل ترجمہ اعلاء السنن (آٹھ جلد مکمل) (غیر مطبوعہ)

(۳۳) احکام تجارت .... (زیر تکمیل)

(۳۴) احکام عشر .... (مفت تقسیم کی گئی)

(۳۵) احکام زراعت .... (مفت تقسیم کی گئی)

(۳۶) رکعتین بعد الوتر .... (مفت تقسیم کی گئی)

(۳۷) عورت کی سربراہی .... (مفت تقسیم کی گئی)

(۳۸) قاضی شریح .... (مفت تقسیم کی گئی)

(۳۹) خصوصیات الاسلام .... (مفت تقسیم کی گئی)

(۴۰) مسیحی ذرائع تبلیغ وترقی اور ان کا سدِباب .... (مفت تقسیم کی گئی)

(۴۱) فضائل شب قدر .... (مفت تقسیم کی گئی)

(۴۲) اولیاء کرام اور ان کی پہچان .... (مفت تقسیم کی گئی)

(۴۳) مسیحیت کا ماضی، حال اور مستقبل .... (مفت تقسیم کی گئی)

عربی تالیفات

(۴۴) احکام القرآن للتهانوی منزل چهارم مع حضرت مفتی جمیل احمد تھانوی قدس سرہ (تعداد صفحات ۲۷۰۰) .... (غیر مطبوع)

(۴۵) وجوب التقلید .... (غیر مطبوع)

(۴۶) وراثة الانبیاء .... (غیر مطبوع)

(۴۷) علامات الاصفیاء و کرامات الاولیاء .... (غیر مطبوع)

(۴۸) ایصال الثواب فی الاسلام .... (غیر مطبوع)

(۴۹) حد الرجم علی المحصن .... (غیر مطبوع)

(۵۰) کرامة الانسان .... (غیر مطبوع)

(۵۱) نقمة الاغبیاء بعصمة الانبیاء .... (غیر مطبوع)

(۵۲) وجوب الاضحیة .... (غیر مطبوع)

(۵۳) تراجم مدونی الفقه الحنفی .... (غیر مطبوع)

(۵۴) حکم الدعوات عقیب الصلوات .... (غیر مطبوع)

(۵۵) حکم الرقی والعوذات فی ضوء الشریعة .... (غیر مطبوع)

(۵۶) اللواطة وحده عندالائمة الاربعة وترجیح التعزیر علیه (غیر مطبوع)

(۵۷) احادیث حرمة اللواطة .... (غیر مطبوع)

(۵۸) نجاسة المنی .... (غیر مطبوع)

تفصیلی تعارفی فہرست

(۱) آنسوؤں کا سمندر : سائز 16×36×23 صفحات 272 مجلد' ہدیہ
پانچ سو اسلامی کتابوں کے مصنف اور خطیب زمانہ امام ابن جوزی (وفات 597ھ) کے 32 مواعظ اور عبرتوں پر مشتمل (بحر الدموع) "آنسوؤں کا سمندر" ہر مسلمان کی اصلاح اعمال اور فکر آخرت کیلئے خوبصورت کتاب اور دلچسپ مضامین کا مرقع' اور مقبول عام و خواص کتاب ہے۔

(۲) اسرار کائنات : سائز 16×36×23 صفحات 300 'مجلد' ہدیہ
اللہ کی عظمت کے دلائل عرش و کرسی' حجابات خداوندی' لوح و قلم' آسمان زمین سورج چاند ستارے' بادل' بارش' کہکشاں' آسمانی اور زمینی مخلوقات اور تحت الثریٰ اور اس سے نیچے کی مخلوقات' تسبیحات حیوانات' مراحل تخلیق کائنات' سمندری مخلوقات عالم حیوانات اور عجائبات انسان' قرآن' حدیث' صحابہ تابعین' محدثین اور مفسرین کی بیان کردہ حیرت انگیز تفصیلات انسانی عقل اور سائنسی آلات سے ماوراء مخلوقات اسلامی سائنس اور دیگر بہت سے عنوانات پر مشتمل اردو زبان میں پہلی کتاب۔

(۳) اسلاف کی مقبول دعائیں : سائز 16×36×23 صفحات 80 'مجلد' ہدیہ
امام ابن ابی الدنیا کی کتاب مجابو الدعوة کا ترجمہ از شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید انور عنوانات و تخریج و تزئین مفتی امداد اللہ انور۔

(۴) اکابر کا مقام عبادت : سائز 16×36×23 صفحات 320 'مجلد' ہدیہ
انبیاء کرام' صحابہ عظام اور اکابر اولیاء کی بارگاہ خداوندی میں عبادت نماز' تہجد' اذکار' دعائیں' قلبی کیفیات' روحانی توجہات' ہر ہر صفحہ مؤمن کی عملی زندگی کیلئے قابل تقلید' ولایت کاملہ خاصہ کے حصول کا جذبہ پیدا کرنے والی اور ولی بنانے والی عظیم ترین تصنیف۔

(۵) تصاویر مدینہ : سائز 16×36×23 صفحات 200 مجلد' ہدیہ
مدینہ طیبہ کی قدیم و جدید تاریخ پر مشتمل سینکڑوں قدیم و جدید نایاب تصاویر مع تفصیلات عاشقان مدینہ کے دیدو دل کیلئے غرباء و مساکین امت کیلئے زیارات مدینہ کا نادر قیمتی سرمایہ۔

(۶) تاریخ جنات و شیاطین : سائز 16×36×23 صفحات 432 مجلد' ہدیہ
عالم اسلام کے مشہور مصنف امام جلال الدین سیوطی کی کتاب " لقط المرجان فی احکام الجان" کا اردو ترجمہ جو جنات اور شیاطین کے احوال' کرتوت' حکایات وغیرہ پر لکھی جانے والی تمام کتابوں کا نچوڑ اور قرآن و حدیث کی روشنی میں جنات اور شیاطین کا بہترین توڑ ہے۔

(۷) جہنم کے خوفناک مناظر : سائز 16×36×23 صفحات 352 مجلد' ہدیہ اردو زبان میں اپنے موضوع کی پہلی مستند اور تفصیلی کتاب' امام ابن رجب حنبلی (وفات 795ھ) کی "التخویف من النار" کا اردو ترجمہ' جو دوزخ اور دوزخیوں کے حالات کا مکمل آئینہ دار' دیدہ و دل کیلئے ت اور نہایت ہی اصلاحی کتاب ہے۔

(۸) جنت کے حسین مناظر : سائز 16×36×23 صفحات 640 مجلد' ہدیہ قرآن

پاک' کتب حدیث' امام عبدالملک بن حبیب قرطبی' امام ابن ابی الدنیا' امام بیہقی' امام ابو نعیم اصبہانی' امام ابن کثیر' امام ابن قیم' امام جلال الدین سیوطی اور امام قرطبی کی جنت کے موضوع پر تحریر کردہ بے مثال کتابوں کا جامع شہ پارہ' ہر مضمون عجائبات جنت اور حسین مناظر کا مرقع' تمام مسلمانوں کے لئے نادر تحفہ۔

(۹) حل قال بعض الناس : سائز 16×36×23 صفحات 60 مجلد' ہدیہ

صحیح بخاری میں تقریباً چوبیس مقامات پر قال بعض الناس کے تحت ائمہ احناف پر تعریض ہے جس کے علماء احناف نے بہت سے جواب قلم بند کئے ہیں ایک جواب بخاری شریف جلد ثانی کے شروع میں عربی زبان میں عام چھپا ہوا ملتا ہے جسے ایک عظیم محقق نے بہترین پیرایہ میں لکھا ہے ہمارے کرم فرما شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید انور مدظلہم نے سالہا سال کی تدریس بخاری شریف کے بعد اسی جواب کو زیادہ اہم سمجھ کر اساتذہ اور طلبائے دورہ حدیث کیلئے اس کا ترجمہ فرمایا ہے۔

(۱۰) رحمت کے خزانے : سائز 16×36×23 صفحات 624 مجلد' ہدیہ

امام ابن کثیر کے استاذ محدث عظیم شرف الدین دمیاطیؒ کی تالیف **المتجر الرابح فی ثواب العمل الصالح** کا اردو ترجمہ مع تشریحات اسلاف محدثین نے ہر قسم کے نیک اعمال کے ثواب و انعامات کے متعلق جو کتب تصنیف فرمائی ہیں تقریباً ان سب کو اس کتاب میں انتہائی شاندار طریقہ سے مرتب کیا گیا ہے' ہر حدیث کے مطالعہ سے گناہگار مسلمانوں کی تسلی کے اسباب اور نیک اعمال کے بدلہ میں خدا کی رحمت کے لٹائے جانے والے خزانوں کی بیش بہا تفصیلات اور شوق عمل صالح اس کتاب کا سرمایہ ہیں۔

(۱۱) ساٹھ علوم : سائز 16×36×23 صفحات 316 مجلد' ہدیہ

امام رازی کی کتاب **حدائق الانوار فی حقائق الاسرار** کا ترجمہ' تفسیر' حدیث' فقہ' مناظرہ' قراءت' شعر' منطق' طب' تعبیر خواب' تشریح الاعضاء' فراست' طبیعات' مغازی' ہندسہ' الہیات' تعویذات' فلکی نظام' آلات حرب' اسرار شریعت' ادویہ' دعائیں' اسماء الرجال' صرف' نحو' وراثت' عقائد' تواریخ سمیت ساٹھ علوم کا دلچسپ اور عجیب و غریب خزانہ۔

(۱۲) صحابہ کرامؓ کے جنگی معرکے : سائز 16×36×23 صفحات 500 خوبصورت جلد' ہدیہ روپے مؤرخ اسلام علامہ واقدی (وفات 207ھ) کی مشہور زمانہ تاریخی کتاب **فتوح الشام** عربی کا نہایت عالیشان ترجمہ از مولانا حکیم شبیر احمد سہارنپوریؒ اور انتخاب' تسہیل اور عنوانات وغیرہ از مفتی محمد امداد اللہ انور' صحابہ کرامؓ کی دنیاوی طاقتوں سے ٹکر کے لازوال کارنامے' صحابہ کرام کی زور آوری' سپہ سالاری' فتح مندی' شجاعت و استقلال کی پندرہ معرکہ آراء جنگوں کے تفصیلی مناظر' نہایت دلچسپ' حیرت انگیز' ولولہ انگیز واقعات' عظمت صحابہ کی بہترین ترجمان' جہاد فی سبیل اللہ کے احیاء کی شاندار کوشش' ہر مسلمان کے مطالعہ کی زینت' افواج اسلام کیلئے صحابہ کرام کے معرکوں کا زرین تحفہ۔

(۱۳) عشق مجازی کی تباہ کاریاں : سائز 16×36×23 صفحات 280 مجلد' ہدیہ

چھٹی صدی ہجری کے عظیم خطیب' محقق' مصنف' محدث امام ابن جوزیؒ (وفات 597ھ) کی مایہ ناز عربی تصنیف "ذم الھوی" کا اردو ترجمہ' شہوات اور عشق مجازی کی خرابیاں' عورتوں اور لڑکوں

کے ساتھ بد نظری، زنا اور لواطت کی حرمت اور سزائیں، عشق مجازی اور بد نظری کے علاج، شادی اور نکاح کی ترغیب، عاشقوں پر عشق کی دنیاوی آفات، لیلیٰ اور مجنوں کے واقعات عشق، عاشقوں اور معشوقوں کے خطرناک واقعات اور حالات پر مشتمل چھٹی صدی اسلامی کے سب سے بڑے مصنف کا عجیب وغریب دلچسپ مرقع، بار بار پڑھنے والی کتاب، انداز بیان نہایت آسان اور سلیس۔

(۱۴) غیر مقلدین کی غیر مستند نماز: سائز 16×36×23 صفحات 64 ہدیہ

تصنیف مناظر اسلام مولانا محمد امین اوکاڑوی، جدید ترتیب واضافات مفتی امداد اللہ انور، غیر مقلدین کی خلاف حدیث نماز اور احادیث کے نام پر دھوکہ دہی کے حوالہ سے بہترین کتاب غیر مقلدین سے مناظرہ کرنے میں بہت مفید۔

(۱۵) فرشتوں کے عجیب حالات: سائز 16×36×23 صفحات 472 خوبصورت جلد، ہدیہ روپے : محدث عظیم امام جلال الدین سیوطی کی کتاب "الحبائك فی اخبار الملائك" کا سلیس اردو ترجمہ، جس میں مشہور اور غیر مشہور فرشتوں کے احوال اور اللہ کی قدرت وعظمت کی تقریباً 404 احادیث مبارکہ اور 395 ارشادات صحابہ وتابعین وغیرہ کو بڑی عرق ریزی سے یکجا کیا گیا ہے، آخر میں فرشتوں کے متعلق عقائد واحکام کو بھی جامع شکل میں مزین فرمایا ہے۔ مترجم نے احادیث کے حوالہ جات کے ساتھ دوسری بہت سی خوبیاں ترجمہ میں جمع کر دی ہیں انتہائی قابل دید کتاب ہے۔

(۱۶) فضائل حفظ القرآن: سائز 16×36×23 صفحات 208 مجلد، ہدیہ فضائل حفاظ، فضائل اساتذہ حفظ اور حفاظ کے والدین اور تلاوت کے فضائل کو مدلل طریقہ سے سینکڑوں کتب حدیث کے حوالہ سے مستند کر کے جمع کیا ہے اس کتاب کی خوبیاں اس کتاب کے ملاحظہ کرنے کے بعد ہی معلوم ہو سکتی ہیں۔

(۱۷) قبر کے عبرتناک مناظر: سائز 16×36×23 صفحات 256 ہدیہ

علامہ سیوطیؒ کی شرح الصدور با حوال الموتی والقبور کا اردو ترجمہ بنام نور الصدور از حضرت مولانا محمد عیسیٰ صاحب، موت، شدت موت، عالم ارواح، احوال اموات، ارواح کی باہمی ملاقات، قبر کی گفتگو، قبر میں سوال جواب، عذاب قبر، قبر میں مؤمن کے انعامات، قبر اور مردوں کے متعلق مستند عبرتناک حکایات۔

(۱۸) قیامت کے ہولناک مناظر: سائز 16×36×23 صفحات 448 ہدیہ

علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی احوال قیامت کے متعلق جامع تصنیف البدور السافرہ فی امور الآخرۃ کا اردو ترجمہ، دنیا کی تباہی، میدان محشر، اعمال کی شکلیں، وزن اعمال شفاعت، حوض، پل صراط، نیک مسلمان گناہگاروں اور کافروں منافقوں کے تفصیلی حالات، قیامت کی ہولناکیاں، قیامت کے انعامات، حساب، بخشش، رحمت، عذاب، انتقام وغیرہ کی تفصیل پر سب سے زیادہ مستند مجموعہ احادیث۔

(۱۹) کامیاب خاوند بیوی: سائز 16×36×23 صفحات 464 مجلد، ہدیہ:

اپنے موضوع پر کامیاب ترین کتاب عالم عرب کی مشہور ومعروف جدید کتاب کیف نکون

از واجاناجحین فی ضوء الاسلام کا منتخب ترجمہ از شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید انور تزئین و تحسین وغیرہ از مفتی امداد اللہ انور۔

(۲۰) کرامات اولیاء : سائز 16×36×23 صفحات 304 مجلد' ہدیہ : روپے۔ امام غزالی' امام ابن جوزی' شیخ شہاب الدین سہروردی' ابو اللیث سمرقندی' استاذ قشیری اور دیگر ائمہ تصوف کی کتب میں منتشر کرامات اولیاء کو قطب مکہ حضرت امام محمد بن عبداللہ یافعی یمنیؒ نے ''روض الریاحین'' میں جمع کیا' یہ کتاب کرامات اولیاء اسی کا انتخاب ہے اس کے مطالعہ سے انسان کو اللہ تعالیٰ کی محبت اور نیک اعمال کی توفیق نصیب ہوتی ہے اور اولیاء کے مقامات محبت الٰہی کے مطالعہ کا نفیس تحفہ ہے۔

(۲۱) لذت مناجات : سائز 16×36×23 صفحات 256 مجلد' ہدیہ

محدثین اور اولیاء عظام کی قدیم کتب سے ماخوذ اکابر اولیاء کی اللہ کی بارگاہ میں والہانہ دعاؤں کا سب سے بڑا نایاب مجموعہ قلب و روح کو تڑپا دینے والی خاص دعائیں۔

(۲۲) محبوب کا حسن و جمال : سائز 16×36×23 صفحات256 مجلد' ہدیہ

محبوب کائنات حضرت محمد ﷺ کی صورت و سیرت کے وہ تمام پہلو جن کے مطالعہ سے آپ ﷺ کی شکل و شباہت کا عمدہ طریقہ سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے اور سیرت کو سمجھا جاسکتا ہے۔ بیسیوں عنوانات پر خصائل و شمائل پر مشتمل کتب سے محبت رسول ﷺ کا بہترین مجموعہ مفتی محمد سلیمان کے قلم اور مفتی امداد اللہ انور صاحب کی نظر ثانی اور پیش لفظ کے ساتھ۔

(۲۳) منتخب حکایات : سائز 16×36×23 صفحات304 مجلد' ہدیہ

امام غزالی اور امام یافعی کی کتب سے منتخب ایسی حکایات جن میں اکابر اولیاء کے مقامات' کرامات' مکاشفات' عبادات اور تعلق مع اللہ کو ذکر کیا گیا ہے اللہ کی طرف کھینچنے والی شاندار کتاب۔

(۲۴) نفیس پھول : سائز16×36×23 صفحات تقریباً 448 خوبصورت جلد' ہدیہ:

روپے۔ امام ابن جوزیؒ کی کتاب ''صید الخاطر'' کا سلیس اردو ترجمہ' سینکڑوں علمی مضامین کے گرد گھومتی ہوئی ایک اچھوتی تحریر' قرآن' حدیث' فقہ' عقائد' تصوف' تاریخ' خطابت' مواعظ اخلاقیات' ترغیب و ترہیب' دنیا اور آخرت جیسے عظیم اسلامی مضامین کا تخلیقی شہ پارہ جس کو امام ابن جوزیؒ اپنی نوے سالہ علمی اور تجرباتی فکر و نظر کے ساتھ دوران تصنیف و تالیف جمع فرماتے رہے اس کتاب کا حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید انور نے ترجمہ کیا ہے اور نظر ثانی اور تسہیل حضرت مولانا مفتی محمد امداد اللہ انور دامت برکاتہم نے کی ہے۔

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل

فہرست کتب (مفتی امداداللہ انور)

www.Imdadullah Anwar.com
Imdadullah Anwar 1@gmail.com
فون:0300-6351350=0333-6090742=061-4012566

آنسوؤں کا سمندر	جواہر الاحادیث	فضائل تلاوت قرآن
استغفارات حضرت حسن بصریؒ	حکایات علم وعلماء	فضائل شکر
اسماء النبی الکریم ﷺ	حکایات دعاء	فضائل شہادت
اسرار کائنات	حل قال بعض الناس	فضائل صبر
اسم اعظم	خدمت والدین	فضائل غربت
اسلاف کے آخری لمحات	خشوع نماز	فضائل مصائب وامراض
اسلام میں عورت کا مقام	خواص القرآن الکریم	فرشتوں کے عجیب حالات
اکابر کی مجرب دعائیں	دفاع اسلام	قبر کے عبرتناک مناظر
اکابر کا مقام عبادت	رحمت کے خزانے	قیامت کے ہولناک مناظر
اکابر کی تمنائیں	ساٹھ علوم	کرامات اولیاء
اولیاء کرام کے درود وسلام	سیلاب مغفرت	گنہگاروں کی مغفرت
اوصاف ولایت	شرح وخواص اسماء حسنیٰ	لذت مناجات
بادشاہوں کے واقعات	صحابہ کرامؓ کے جنگی معرکے	مناجاۃ الصالحین (عربی)
ترجمہ قرآن پاک	الصرف الجمیل	منتخب حکایات
تاریخ جنات وشیاطین	عشق مجازی کی تباہ کاریاں	مستند نماز حنفی
تاریخ علم اکابر	علم پر عمل کے تقاضے	معارف الاحادیث
تفسیر ابن عباس	عبادت سے ولایت تک	مشاہیر علماء اسلام
تفسیر عائشۃ الصدیقہ	عذاب کے واقعات	محبوب کا حسن وجمال
تصاویر مدینہ	فتاویٰ جدید فقہی مسائل	معجزات رسول اکرم ﷺ
جنت البقیع میں مدفون صحابہؓ	فضائل حفظ القرآن	نفیس پھول